جماعت دہم

Class - X

اردو کی درسی کتاب

URDU TEXT BOOK

مشیر اعلیٰ

شریمتی چترا راما چندرن، آئی۔اے۔ایس

چیف سیکریٹری، محکمہ تعلیمات، تلنگانہ

مجلسِ ادارت

ڈاکٹر سید فضل اللہ مکرم، پروفیسر، شعبۂ اُردو سنٹرل یونیورسٹی آف حیدرآباد

ڈاکٹر مجید بیدار، مؤظف پروفیسر، شعبۂ اُردو عثمانیہ یونیورسٹی، حیدرآباد

ڈاکٹر حمیرہ سعید، اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو، گورنمنٹ ڈگری کالج برائے (اناث)، سنگاریڈی

محمد افتخار الدین احمد شاد، کوآرڈینیٹر، اردو ریاستی ادارہ برائے تعلیمی تحقیق و تربیت، تلنگانہ، حیدرآباد

مصور: سید حشمت اللہ، ڈرائنگ ماسٹر، گورنمنٹ ہائی اسکول، ضلع جنگاؤں

کوآرڈینیٹرس

شری ماراسانی سومی ریڈی

جوائنٹ ڈائرکٹر

اوپن اسکول سوسائٹی، تلنگانہ، حیدرآباد

شری بوئین پلی وینکیشورا راؤ

اسٹیٹ کوارڈینیٹر

اوپن اسکول سوسائٹی، تلنگانہ، حیدرآباد

کمیٹی برائے فروغ و اشاعت درسی کتاب

شریمتی دیوا سینا آئی۔اے۔ایس

ڈائرکٹر

محکمہ اسکولی تعلیم، تلنگانہ، حیدرآباد

شری اے۔کرشنا راؤ

ڈائرکٹر

اوپن اسکول سوسائٹی، تلنگانہ، حیدرآباد

شری ایس۔وینکٹیشورا شرما

ڈائرکٹر

گورنمنٹ ٹکسٹ بک پریس، تلنگانہ، حیدرآباد

ناشر

اوپن اسکول سوسائٹی

تلنگانہ، حیدرآباد

© Government of Telangana, Hyderabad.

New Edition

First Published - 2020

All rights reserved.

No part of this publication may be reproduced, stored in a retrieval system, or transmitted, in any form or by any means without the prior permission in writing of the publisher, nor be otherwise circulated in any form of binding or cover other than that in which it is published and without a similar condition including this condition being imposed on the subsequent purchaser.

The copy right holder of this book is the Director of School Education, Hyderabad, Telangana.

This Book has been printed on 70 G.S.M. Maplitho,
Title Page 200 G.S.M. White Art Card

Printed in India

at

for the Director Telangana Govt. Text Book Press,

Mint Compound, Hyderabad,

Telangana

پیش لفظ

علم سے انسان کی بصیرت میں اضافہ ہوتا ہے۔ تعلیم اپنے اطراف میں موجود سماج کو سمجھنے اور حالات کے مطابق خود کو ڈھالنے کی صلاحیت پیدا کرتی ہے۔ تعلیم انسان کو شناخت فراہم کرتی ہے اور اس کے وقار میں اضافہ کرتی ہے۔ تعلیم یافتہ افراد کا سماج تمام میدانوں میں ترقی کرتے ہوئے بلند مقام حاصل کرتا ہے۔ ''سب پڑھیں۔ سب بڑھیں'' ایک آفاقی مقصد ہے۔ صرف اسکولوں کے ذریعے تعلیم فراہم کرنے کے بجائے سب کو تعلیم فراہم کرنے کے مقصد کے پیش نظر اوپن اسکول (Open School) کا قیام عمل میں لایا گیا' جو ''سب پڑھیں۔ سب بڑھیں'' کے مقصد کو حاصل کرنے اور تعلیم سے دور لوگوں کو تعلیم سے آشنا کرنے کا کام کرتا ہے۔ 14 سال کی عمر والے اوپن اسکول کے ذریعے جماعت دہم کی تعلیم حاصل کر سکتے ہیں اور جماعت دہم کے امتحان میں کامیاب ہونے والے انٹرمیڈیٹ کی تعلیم حاصل کر سکتے ہیں۔

2021 سے اوپن اسکول کے ذریعے جماعت دہم کی تعلیم حاصل کرنے والوں کے لئے نئی درسی کتابوں کی فراہمی کا فیصلہ کیا گیا۔ بدلتے سماجی حالات' ضروریات' قومی تعلیمی پالیسی کے بنیادی اصولوں اور ہدایات کے مطابق متعلمین (طلباء) کو معیاری تعلیم فراہم کرنے کے مقصد سے درسی کتابوں کی تجدید کی جارہی ہے۔

''زبان'' صرف اظہار مافی الضمیر کا وسیلہ ہی نہیں ہے بلکہ غور وفکر کے آلے کے طور پر اور خیالات کو باقاعدہ بنا کر اظہار کے قابل بھی بناتی ہے۔ زبان میں قابلیت پیدا کرتے ہوئے طلباء کو اسے اپنے معاملات میں مہارت کے ساتھ استعمال کرنا چاہئے۔ ان باتوں کے پیش نظر نیشنل کونسل فار ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ (NCERT) نے لسانی استعدادوں سے متعلق آموزشی ماحاصل کا تعین کیا ہے۔ زبان کی درسی کتابوں کو ان کے حصول میں معاون ہونا چاہئے۔

تلگو ریاست تلنگانہ کی سرکاری زبان ہے۔ اس کے ساتھ ہی ''اردو'' کو ریاست کی دوسری سرکاری زبان کا درجہ عطا کیا گیا ہے۔ اس پس منظر میں ریاست تلنگانہ میں تلگو کے ساتھ اردو زبان کو بھی سماجی نقطۂ نظر سے ضروریات کی تکمیل کے ذریعے کے طور پر' سماجی وانسانی روابط استوار کرنے والے آلے کے طور پر سیکھنا ناگزیر ہوگیا ہے۔ ان تمام باتوں کے مدنظر تلگو کے ساتھ اردو کی موجودہ درسی کتاب کی تجدید کی گئی ہے۔

اس درسی کتاب میں کل 14 اسباق کو شامل کیا گیا ہے۔ مناجات' نظم' گیت' غزل' رباعیات' آزاد نظم' انشائیے' ڈرامہ' طنز ومزاح وغیرہ پر مشتمل اسباق کو شامل کرتے ہوئے درسی کتاب تشکیل دی گئیں ہے۔ اخلاقی وروحانی اقدار' حب الوطنی' خواتین کی بااختیاری' ماحولیات کا تحفظ' سماجی ذمہ داری' طنز و مزاح' شخصیت کی ترقی' بچوں کی فطرت وغیرہ موضوعات کا اردو ادب سے انتخاب کیا گیا۔ لسانی استعدادوں سے متعلق آموزشی ماحاصل کے حصول میں معاون مشقوں کو شامل کیا گیا۔ اردو زبان کے فہم کو فروغ دینے کی خاطر قواعد کا تعارف کرایا گیا۔ یہ درسی کتاب اس طرح تشکیل دی گئی ہے کہ طلباء پر بوجھ کم ہو' دلچسپی کی حامل ہو اور از خود اکتساب میں معاون ہو سکے۔

نہایت کم وقت میں کافی سعی وجدوجہد کے بعد درسی کتاب کی تشکیل میں شریک اساتذہ' مصور' مجلس ادارت کے ارکان اور ڈی ٹی پی آپریٹرس کے مشکور ہیں۔ درسی کتاب کی تشکیل میں مضمون کے ماہر کے طور پر ذمہ داری نبھانے والے جناب سورنا ونائیک' جناب محمد افتخار الدین کوآرڈینیٹرس' SCERT کے بھی ممنون ہیں۔ درسی کتاب کی تشکیل کے لئے مضمون کے ماہرین اور کوآرڈینیٹر کی خدمات سے استفادہ کرنے کی اجازت دے کر دست معاونت دراز کرنے والے محترمہ ایم رادھا ریڈی صاحبہ' ڈائرکٹر SCERT اور درسی کتاب کی تشکیل کا آغاز کرتے ہوئے ہمہ وقت تعاون کرنے والے گورنمنٹ ٹکسٹ بکس پریس کے ڈائرکٹر جناب ایس وینکٹیشورراؤ صاحب کے بھی خاص طور پر ممنون ومشکور ہیں۔ ہم مشکور ہیں محترمہ چترا راما چندرن آئی۔ اے۔ ایس اسپیشل چیف سکریٹری محکمہ تعلیم کے جنہوں نے درسی کتب کی تجدید کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اس کے لئے تحریک دی اور رخ کا تعین کیا۔ ریاستی وزیر تعلیم کی حیثیت میں ہمیشہ رہبری کرنے والے اور ترغیب دینے والے محترمہ سبیتا اندرا ریڈی صاحبہ کے بھی ہم خاص کر مشکور ہیں۔ درسی کتاب کی تشکیل کے لئے مصنفین' مجلس ادارت' مصورین اور کوآرڈینیٹرس سے گفت وشنید کرتے ہوئے ہم آہنگی پیدا کرتے ہوئے درسی کتاب کی تیاری کے لئے سعی کرنے والے جناب مارا سانی سومی ریڈی' جوائنٹ ڈائرکٹر اور جناب بوئنا پلی وینکٹیشورراؤ ریاستی کوآرڈینیٹر کے بھی خصوصی طور پر مشکور ہیں۔ امید کرتے ہیں کہ یہ کتاب طلباء کی ضرورتوں کی تکمیل کرتے ہوئے لسانی مہارتیں فروغ دینے میں معاون ثابت ہوگی۔

تاریخ: 24.12.2020

مقام: حیدرآباد

اے کرشنا راؤ

ڈائرکٹر اوپن اسکول سوسائٹی تلنگانہ' حیدرآباد۔

ماہرین مضمون

شری سورنا ونائک

کوآرڈینٹر تلگو، ایس سی ای آر ٹی، تلنگانہ، حیدرآباد

محمد افتخار الدین احمد شاؔد

کوآرڈینٹر اردو، ایس سی ای آر ٹی، تلنگانہ، حیدرآباد

محمد تاج الدین

اسکول اسسٹنٹ گورنمنٹ ہائی اسکول ہمایوں نگر، حیدرآباد

محمد فضل احمد

اسکول اسسٹنٹ گورنمنٹ ہائی اسکول، معظم شاہی حیدرآباد

سید جاوید محی الدین

اسکول اسسٹنٹ گورنمنٹ ہائی اسکول پولیس بوائز امبر پیٹ، حیدرآباد

ڈاکٹر نوید عبدالجلیل

معلم اردو ضلع پریشد ہائی اسکول، ملچلما، ظہیرآباد، سنگاریڈی

محمد عبدالرحمٰن شریف

معلم اردو گورنمنٹ ہائی اسکول پولیس لین، محبوب نگر

محمد راشد

اسکول اسسٹنٹ گورنمنٹ ہائی اسکول عالیہ، نامپلی، حیدرآباد

ڈاکٹر محمد عبدالعزیز سہیل

پی۔جی۔ٹی تلنگانہ اقلیتی اقامتی اسکول (ذکور) یاقوت پورہ، حیدرآباد

محمد عبدالحمید خان

معلم اردو گورنمنٹ ہائی اسکول ہمایوں نگر، حیدرآباد

سیدہ شہلا

اسکول اسسٹنٹ گورنمنٹ ہائی اسکول ہمایوں نگر، حیدرآباد

عطیہ سلطانہ

اسکول اسسٹنٹ گورنمنٹ گرلز ہائی اسکول، سلطان بازار، حیدرآباد

رضوانہ کبیر

اسکول اسسٹنٹ گورنمنٹ گرلز ہائی اسکول محبوبیہ، حیدرآباد

ثریا سلطانہ

اسکول اسسٹنٹ گورنمنٹ گرلز ہائی اسکول فرسٹ لانسرز، حیدرآباد

عرشیہ فرحت

معلّمہ اردو گورنمنٹ ہائی اسکول ماڈل عالیہ، حیدرآباد

فریحہ تکلم

ٹی۔جی۔ٹی تلنگانہ اقلیتی اقامتی اسکول گولکنڈہ، حیدرآباد

ڈی۔ٹی۔پی و لے آوٹ ڈیزائننگ

محمد ذکی الدین لیاقت

ممتاز کمپیوٹرس 866، رحیم منزل، شاہ گنج، حیدرآباد (تلنگانہ)

ہدایات برائے متعلّمین

- اس درسی کتاب کے ذریعہ آپ کو اردو زبان پر عبور حاصل کرنا ہوگا۔ یعنی اردو میں روانی سے پڑھنا، سمجھنا اور خود سے لکھنے کے قابل ہونا۔
- ان باتوں کے پیش نظر، اس درسی کتاب کی تکمیل تک حصول طلب استعدادوں سے متعلق آموزشی ماحاصل کی فہرست اسباق کی ابتداء ہی میں دی گئی ہے۔
- اس کے حصول کے لئے ہر سبق میں **''آیئے لسانی استعدادیں حاصل کریں''** کے عنوان سے مشقیں دی گئی ہیں۔ ان کے حصول کو یقینی بنائیں۔
- ہر سبق کی ابتدا میں بھی سبق کے ذریعہ حصول طلب استعداد، آموزشی ماحاصل دیئے گئے ہیں، ان کا مطالعہ کریں۔
- ہر سبق کے تحت **''متعلّمین کے لیے ہدایات''** دی گئی ہیں۔ ان کا مطالعہ کریں اور بتائے گئے طریقے پر عمل کریں۔
- سبق کی تفصیلات، سبق کا پس منظر، مقصد، شاعر، مصنف کا تعارف پڑھ کر سمجھیں۔
- سبق کے متن کو اس کی مناسبت سے تین یا چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہر حصے میں ''آپ نے کیا سیکھا؟'' کے تحت باکس میں سوالات دئے گئے ہیں۔ ان سوالوں کے جواب کی نشاندہی سبق میں ہی کریں۔ جس سے آپ کو سبق کا فہم حاصل ہوگا۔
- سبق کے آخر میں **''میں کن استعدادوں کا حامل ہوا؟''** کے عنوان سے اپنی آگہی کی جانچ خود ہی کرنے کے لیے جملے دئے گئے ہیں۔ ان کی نشاندہی ہاں یا نہیں میں کرنا ہوگا۔ جن کا جواب ''نہیں'' میں ہو اس سے متعلق معلم سے مباحثہ کے ذریعہ فہم حاصل کرنا ہوگا۔
- سبق کے مشکل الفاظ کے لیے سبق کے آخر میں **''فرہنگ''** کے عنوان سے الفاظ کے معانی دئے گئے ہیں، سبق کے مطالعے کے دوران ان کا استعمال کریں۔
- لغات یا فرہنگ آپ کے پاس ہونی چاہئے، نہیں تو آپ کے مرکزی اسکول میں ہوں گی، ان کا استعمال کریں۔
- سبق اور مشقوں کی تفہیم کے لئے مرکز میں بالراست تدریس کے لیے کلاسوں کا اہتمام کیا جائے گا۔ ان میں ضرور شرکت کریں۔ مرکز میں معلم سے گفتگو کر کے اپنی غلطیوں کا ازالہ کریں۔
- اس کتاب کی مشقوں کو حل کرنے/جوابات لکھنے کے لیے خصوصی طور پر ایک نوٹ بک رکھیں۔ اس کا جواب آپ خود سے لکھیں۔ مرکز میں معلم کے حوالے کرتے ہوئے مشورے اور ہدایات حاصل کریں۔
- آپ کے لیے منعقد ہونے والے پبلک امتحان میں ہو بہو کتابی سوالات نہیں پوچھے جائیں گے۔ درسی کتاب کی مشقوں میں جس طرح کے سوال دئے گئے ہیں اسی نوعیت کے سوالات پوچھے جائیں گے۔ لہٰذا درسی کتاب کی مشقوں کو خود سے حل کرنے پر آپ کو فائدہ حاصل ہوگا۔
- اسباق اور مشقوں سے متعلق فہم پیدا کرنے کے لیے آن لائن سہولت بھی ہوگی۔ اس کے ذریعہ بھی آپ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔
- اوپن اسکول کو جماعت دہم کی کتابیں ریگولر جماعت دہم کے طلبا کی سطح کے مساوی تیار کی گئی ہیں۔ اس کا استعمال مناسب انداز میں کرتے ہوئے فائدہ حاصل کریں۔

ہدایات برائے مدرسین

- اس کتاب کا مطالعہ آپ تفصیلی طور پر کرتے ہوئے آگہی حاصل کریں۔
- درسی کتاب کی ابتدا میں پیش لفظ، ہدایات برائے مدرسین، حصول طلب استعدادیں، فہرست آموزشی ماحاصل کو شامل کیا گیا ہے۔
- پیش لفظ کے مطالعے سے آپ کو کتاب سے متعلق ابتدائی معلومات اور مقصد سمجھ میں آئے گا۔ ''ہدایات برائے متعلّمین'' کے مطالعے سے متعلّمین سے آپ کو کیا کروانا ہے اس بات کی آگہی حاصل ہوگی۔ آپ اس کا مطالعہ کریں اور ہر ایک متعلّم سے پڑھوائیں اور فہم پہنچائیں۔
- حصول طلب استعدادیں۔ آموزشی ماحاصل، کے مطالعے سے آپ کو اس درسی کتاب کے تدریسی مقاصد سے آگہی حاصل ہوگی۔ اسباق کی تکمیل یا امتحان میں کامیابی کی خاطر یہ درسی کتاب ترتیب نہیں دی گئی۔
- ہر سبق میں سبق کا نام، حصول طلب استعدادیں، آموزشی ماحاصل، ہدایات برائے متعلّمین، سبق کا پس منظر/مقصد، سبق کا متن، آپ نے کیا سمجھا، کے عنوان سے متن پر مبنی سوالات، ''آیئے لسانی استعدادیں حاصل کریں'' عنوان کے تحت مشقیں، ''میں کن استعدادوں کا حامل ہوا؟'' کے عنوان سے خود کی جانچ کا مشغلہ اور آخر میں ''شعری انتخاب'' جیسے امور شامل ہیں۔ ان سے متعلق آگہی متعلّمین کو اسی ترتیب میں کروائیں۔
- مرکز میں دوبدو تدریس کے لیے مختص کردہ ایام کو پیش نظر رکھ کر ایک ایک سبق کے لیے کتنے ایام درکار ہوں گے تقسیم کرلیں۔
- مرکز میں سبق کی آگہی کے علاوہ مشقیں متعلّم خود سے حل کرسکیں اس کا فہم بھی انہیں پہنچایا جائے۔
- لفظیات، کے تحت دئے گئے سوالوں کے جواب متعلّمین خود سے لکھیں گے۔ قواعد تفصیلی طور پر سکھائے جائیں، خود لکھنا کے تحت سوالوں کے جواب کس طرح لکھے جاتے ہیں مباحثے کے ذریعہ فہم پہنچایا جائے۔ طویل جوابی سوالوں کو تختہ سیاہ پر لکھ کر مباحثے کرکے لکھوایا جائے۔ لکھنے کے طریقے میں پائی جانے والی غلطیوں کی تصحیح کی جائے۔ یعنی اظہار خیال کا تسلسل، جملہ بندی، مناسب الفاظ کا استعمال، املا کی غلطیوں کو درست کیا جائے۔
- تخلیقی اظہار کے تحت نکات کو مناسب مثالوں کے ذریعہ سمجھاتے ہوئے خود سے لکھنے کو یقینی بنائیں۔
- مرکز میں لغت کی دستیابی کو یقینی بناتے ہوئے اس کا استعمال کرنے والا بنائیں۔
- ہر سبق کی مشقوں کو ایک نوٹ بک میں لکھ کر لانے کے لئے کہیں۔ اس کا جائزہ لے کر مناسب ہدایات ومشورے دیں۔
- دوبدو تدریس کے علاوہ آن لائن تدریس کا بھی نظم رہے گا۔ اس بات کو یقینی بنائیں کہ متعلّمین آن لائن تدریس سے استفادہ حاصل کریں۔
- سبق کے تحت دی گئی مشقوں کے سوال ہو بہو پبلک امتحان میں نہیں پوچھے جائیں گے۔ لہٰذا مشقوں کے حصول کے ذریعہ مناسب آموزش فراہم کرنے پر متعلّمین کو امتحان میں کامیاب ہونے کا موقع حاصل ہوتا ہے لہٰذا خود سے لکھنے کی ترغیب دیں اور لسانی استعداد کے فروغ کے لئے توجہ مرکوز کریں۔

10ویں جماعت کی درسی کتاب کے ذریعہ حصول طلب استعدادیں، آموزشی ماحاصل

I. سمجھنا۔اظہارخیال کرنا

- طبع شدہ اور ہاتھ کی تحریر کو روانی سے پڑھنے اور سمجھنے کے قابل ہونا۔
- دیکھا متن، نظم، مکالمے، ورقیے وغیرہ روانی سے پڑھنے اور سمجھنے کے قابل ہونا۔
- ان دیکھا متن، نظمیں، گیت وغیرہ پڑھنے اور سمجھنے کے قابل ہونا۔
- ان دیکھا متن، نظمیں، گیت وغیرہ پڑھنے اور سمجھنے کے قابل ہونا اور ان سے متعلق سوالوں کے جواب دینے کے قابل ہونا۔
- بے ترتیب مصرعوں کو ترتیب میں لکھنے کے قابل ہونا۔
- پڑھے ہوئے مواد کے تحت غلطیوں کی نشاندہی، خالی جگہوں کو خان پری کرنے کے قابل ہونا۔
- اخبارات، رسائل اور ذرائع ابلاغ کے نکات کو سمجھ کر ردعمل ظاہر کرنے کے قابل ہونا۔
- کتابی مطالعہ کو ایک عادت میں بدلتے ہوئے ادب، شعرا و ادیبوں کی توصیف بیان کرنے کے قابل ہونا۔

II. اظہار مافی الضمیر۔تخلیقی اظہار

- دئے گئے سوالوں کے تجزیاتی انداز میں جواب لکھنے کے قابل ہونا۔
- معلوم، دیکھے، سنے اور پڑھے ہوئے واقعات کے بارے میں اپنے الفاظ میں لکھنے کے قابل ہونا۔
- رموز و اوقاف کا استعمال کرتے ہوئے غلطیوں کے بغیر تسلسل میں لکھنے کے قابل ہونا۔
- تائید یا مخالفت میں وضاحت کرتے ہوئے لکھنے کے قابل ہونا۔
- نظموں کے خلاصے، اشعار کی تشریح کو اپنے الفاظ میں لکھنے کے قابل ہونا۔
- کرداروں کی نوعیت، خلاصوں اور کہانیوں کو اپنے الفاظ میں لکھنے کے قابل ہونا۔
- خطوط، کہانیاں، آپ بیتی، مضامین، مکالمے، روزنامچہ وغیرہ لکھنے کے قابل ہونا۔
- نظموں کو طول دینے کے قابل ہونا۔

III. زبان شناسی

- معانی، مترادفات، متضاد الفاظ، ذو معنی الفاظ لکھنے کے قابل ہونا۔
- لغت کا استعمال کر کے معانی سمجھنے کے قابل ہونا۔
- مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے اصطلاحات کو سمجھ کر لکھنے کے قابل ہونا۔
- دئے گئے الفاظ کو جملوں میں استعمال کرنے، محاوروں کو سمجھ کر موقع و محل کی مناسبت سے استعمال کرنے کے قابل ہونا۔
- حروف تہجی، الفاظ، جملوں، اجزائے کلام کو سمجھنے کے قابل ہونا۔
- فعل فاعل مفعول کو سمجھنے کے قابل ہونا۔
- صنعتوں کو سمجھنے کے قابل ہونا۔
- مرکب الفاظ، سابقہ لاحقہ کو سمجھے اور ان کو استعمال کرنے کے قابل ہونا۔

فہرست مضامین

جماعت دہم ۔ Class 10

اسباق

سلسلہ نشان	سبق کا نام	شاعر/مصنف	موضوع	صنف	قواعد	صفحہ نمبر
.1	مناجات مقبول	حاجی امداداللہ محاجر مکی	دعا	حمد	حروف تہجی اوراس کے اقسام	1
.2	پیارے نبی ﷺ کے اخلاق وعادات	مولانا سلیمان ندوی	اخلاقی اقدار	مضمون	کلمہ، کلمہ کی اقسام مستقل کلمہ کے اقسام	15
.3	اپنے وطن میں سب کچھ ہے	حفیظ جالندھری	حب الوطنی	گیت	اسم کی اقسام	31
.4	کیاوقت ہے	زینت ساجدہ	سماجی شعور	افسانہ	اسم خاص کی اقسام	45
.5	آدمی نامہ	نظیراکبرآبادی	معاشرتی ناہمواری	نظم	صنعتیں تشبیہ، استعارہ اور تلمیح	57
.6	بیگم حضرت محل	کوکب قدرسجادعلی مرزا	خواتین کی بااختیاری	مضمون	اسم کی اقسام	73
.7	غزل	اقبالؔ، شادؔ تمکنت	جمالیاتی ذوق	غزل	قافیہ، ردیف، مطلع، حسنِ مطلع اور مقطع	85
.8	قلی قطب شاہ کا سفرنامہ	مجتبیٰ حسین	طنز ومزاح	انشائیہ	ضمیراوراس کی اقسام	99
.9	مناظرۂ رحم وانصاف	خواجہ الطاف حسین حالیؔ	رحم وانصاف	مثنوی	صفت اوراس کی اقسام	115
.10	بھاپ کی چوری	احسان الحق	مسئلہ کا حل	ڈرامہ	فعل اوراس کی اقسام	131
.11	رباعیات	انیسؔ، امجد حیدرآبادی، اسمٰعیل میرٹھی	سماجی اقدار	رباعی	غیر مستقل کلموں کی اقسام	145
.12	قصہ خواجہ حسن رسن فروش کا	اطہر پرویز	امداد باہمی	کہانی	مفرداور مرکب الفاظ	157
.13	میلے	جاوید اختر	مثبت سوچ	آزادنظم	مرکب توصیفی اور مرکب اضافی	171
.14	ہمارے مستقبل کا ماحول	محمد یوسف مڑکی	فطری ماحول کا تحفظ	مضمون	محاورے اور کہاوتیں	183

1 مناجات مقبول

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ

حصول طلب استعدادیں۔اکتسابی نتائج

اس سبق کی تکمیل کے بعد آپ حسب ذیل استعدادوں میں اکتسابی نتائج حاصل کر پاسکتے ہیں۔

I. زبان شناسی

الف) **لفظیات:** خط کشیدہ الفاظ کے صحیح معنی، مترادف اور ضد لکھنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔

ب) **قواعد:** حروف تہجی کے اقسام، حروف علت، حروف صحیح اور مخلوط حروف سے واقف ہو سکتے ہیں اور حروف شمسی اور حروف قمری کی شناخت کر سکتے ہیں۔

II. سمجھنا اظہار خیال کرنا

الف) دیئے گئے متن کی مناسبت سے صحیح یا غلط جملوں کی نشاندہی کر سکتے ہیں۔

ب) دعا کرتے وقت اپنے جذبات واحساسات کیا ہوتے ہیں اسکے بارے میں اظہار خیال کر سکتے ہیں۔

III. اظہار مافی الضمیر۔تخلیقی اظہار

الف) سبق سے متعلق سوالات کے جواب اور خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔

ب) مشق کے تحت دی گئی نظم کو طول دے سکتے ہیں۔

طلباء کے لیے ہدایات

- سبق کا مطالعہ کیجیے اور جن الفاظ کے معنی نہ جانتے ہوں ان کو خط کشیدہ کیجیے۔
- ان الفاظ کے معنی کتاب کی فرہنگ یا لغت دیکھ کر معلوم کیجیے۔
- سبق کا دوبارہ مطالعہ کیجیے اور اسے سمجھئے۔
- اس سبق کے جو امور آپ کی سمجھ میں نہ آئے ہوں ان کے بارے میں آپ کے قرب وجوار میں موجود کسی معلم یا کسی تعلیمی مرکز کے معلم سے گفتگو کر کے معلومات حاصل کیجیے۔
- سبق کا بغور مطالعہ کر کے باکس میں دیئے گئے سوالوں کے جواب تلاش کیجیے۔

سبق کی تمہید

سبق ''مناجات'' کا تعلق شعری صنف سے ہے۔ مناجات کے لغوی معنی ''دعا کرنا'' ہے۔ اصطلاح میں وہ نظم جس میں خدا کی حمد وثناء بیان کرتے ہوئے بندہ اپنے حاجات کو عاجزی وانکساری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش کرتا ہے مناجات کہلاتی ہے۔ یہ مناجات منظوم مجموعہ کلام ''گلزار معرفت'' سے لی گئی ہے۔ اس کے شاعر حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ ہیں۔

سبق کا پس منظر/مقصد

اللہ تعالیٰ ساری کائنات کا رب اور پالن ہار ہے۔ ہم سب کو اپنی حاجات اسی کے حضور پیش کرنا چاہیے۔ اس سبق میں شاعر بھی منظوم انداز میں اپنا مدعا پیش کررہا ہے۔ وہ اللہ کے حضور میں عاجزی وانکساری کے ساتھ بے بسی اور بے کسی کا پیکر بن کر اپنا مدعا بیان کررہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرنا، دعا مانگنے کا سلیقہ سکھانا اس مناجات کی تدریس کا مقصد ہے۔

شاعر کا تعارف



ولادت:
22 ر صفر 1233ھ
مطابق 1818ء
بروز پیر

وفات:
12 ر جمادی الآخر
1317ھ کو مکہ المکرّمہ
بروز چہار شنبہ

صوفی بزرگ، عالم دین حضرت امداد اللہ مہاجر مکیؒ کی ولادت 22 ر صفر 1233ھ مطابق 1818ء بروز پیر، بمقام نانوتہ، ضلع سہارنپور، اتر پردیش میں ہوئی۔ نسب کے لحاظ سے فاروقی تھے۔ سات برس کی عمر میں یتیم ہوگئے۔ ذاتی شوق سے فارسی اور عربی کی تعلیم حاصل کی۔ دہلی جاکر اس وقت کے علماء سے تفسیر حدیث اور فقہ کا درس لیا۔ حضرت میاں جی نور جھنجانوی کی توجہ خاص سے سلوک کی منازل طے کیں اور خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ 1844ء میں حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔ وطن واپس ہوکر رشد وہدایت کا سلسلہ شروع کیا۔

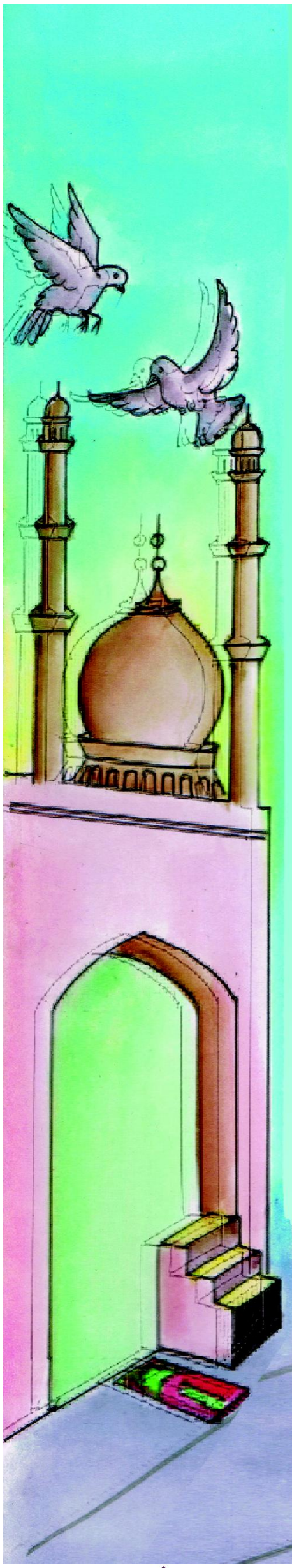
انیسویں صدی کی اہم تحریک، انگریزوں کے خلاف جدوجہد کی تحریک تھی، جس کو ہندوستان کی پہلی جنگ آزادی کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ اس تحریک میں خود مولانا اور ان کے متعلقین نے جو کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں وہ ہندوستان کی تاریخ میں آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ مولانا کی تصانیف میں فیصلہ ہفت مسئلہ، جہاد اکبر، ضیاء القلوب، گلزار معرفت، مرقومات امدادیہ، مکتوبات امدادایہ اور درد نامہ قابل ذکر ہیں۔ 1859ء میں آپ ہندوستان سے ہجرت کرکے مکہ معظّمہ چلے گئے بقیہ زندگی وہیں بسر کی اسی لیے مہاجر مکّی کے لقب سے مشہور ہوئے۔ آپ بروز چہار شنبہ 12 ر جمادی الآخر 1317ھ کو مکہ المکرّمہ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ اور جنت المعلیٰ میں مدفون ہوئے۔

I

الٰہی یہ عالم ہے گلزار تیرا
عجب نقشِ قدرت نمودار تیرا
جہاں لطفِ گل ہے وہیں خارِ غم ہیں
ہے گل خار میں، گل میں ہے خار تیرا
تو اول تو آخر تو ظاہر تو باطن
تو ہی ہے تو ہی یا کہ آثار تیرا
الٰہی میں ہوں بس خطا وار تیرا
مجھے بخش ہے نام غفار تیرا
عفو کس سے چاہے گنہگار تیرا
کہو کیسے چھوٹے گرفتار تیرا
نہ کوئی ہے میرا نہ میں ہوں کسی کا
تو میرا میں عاجز دل افگار تیرا

آپ نے کیا سمجھا؟

1. شاعر دنیا کو گلزار کیوں کہہ رہا ہے؟
2. اللہ تعالیٰ کو 'تو اول تو آخر' کہنے کا کیا مطلب ہے؟
3. اللہ تعالیٰ کو اسکی غفاریت کا واسطہ دے کر شاعر کس بات کی طلب کر رہا ہے؟



II

الٰہی بنا چھوڑ سرکار تیری
کہاں جاوے یہ بندہ ناچار تیرا

نگاہِ کرم تک بھی کافی ہے تیری
اگرچہ ہوں بندہ بہت خوار تیرا

مرضِ لادوا کی دوا کس سے چاہوں
تو شافی ہے میرا، میں بیمار تیرا

سدا خوابِ غفلت میں سوتا رہا ہوں
نہ ایک دم ہوا آہ بیدار تیرا

چلا نفس و شیطاں کے احکام پر میں
نہ مانا کوئی حکم زنہار تیرا

برے کام میں عمر افسوس کھوئی
کیا میں نہ اچھا کوئی کار تیرا

میری مشکلیں ہوویں آسان یک دم
جو ہوئے کرم مجھ پہ ایک بار تیرا



آپ نے کیا سمجھا؟

1. شاعر کس کی نگاہ کرم کا طلب گار ہے اور کیوں؟
2. شاعر کس بات پر افسوس کا اظہار کر رہا ہے؟
3. شاعر کی مشکلیں آسان کیسے ہو سکتی ہیں؟

III

خبر لیجو میری اُس دم الٰہی
کھلے جب کہ بخشش کا بازار تیرا

ہوں ظلماتِ عصیاں سے حسنات روشن
جو ہو مہرِ رحمت نمودار تیرا

گناہ میرے حد سے زیادہ ہیں یارب
مجھے چاہیے رحم بسیار تیرا

تیرا نام شیریں حلاوت ہے دل کی
ہر ایک بات سے خوش ہے تکرار تیرا

الٰہی رہے وقت مرنے کے جاری
بتصدیقِ دل، لب پہ اقرار تیرا

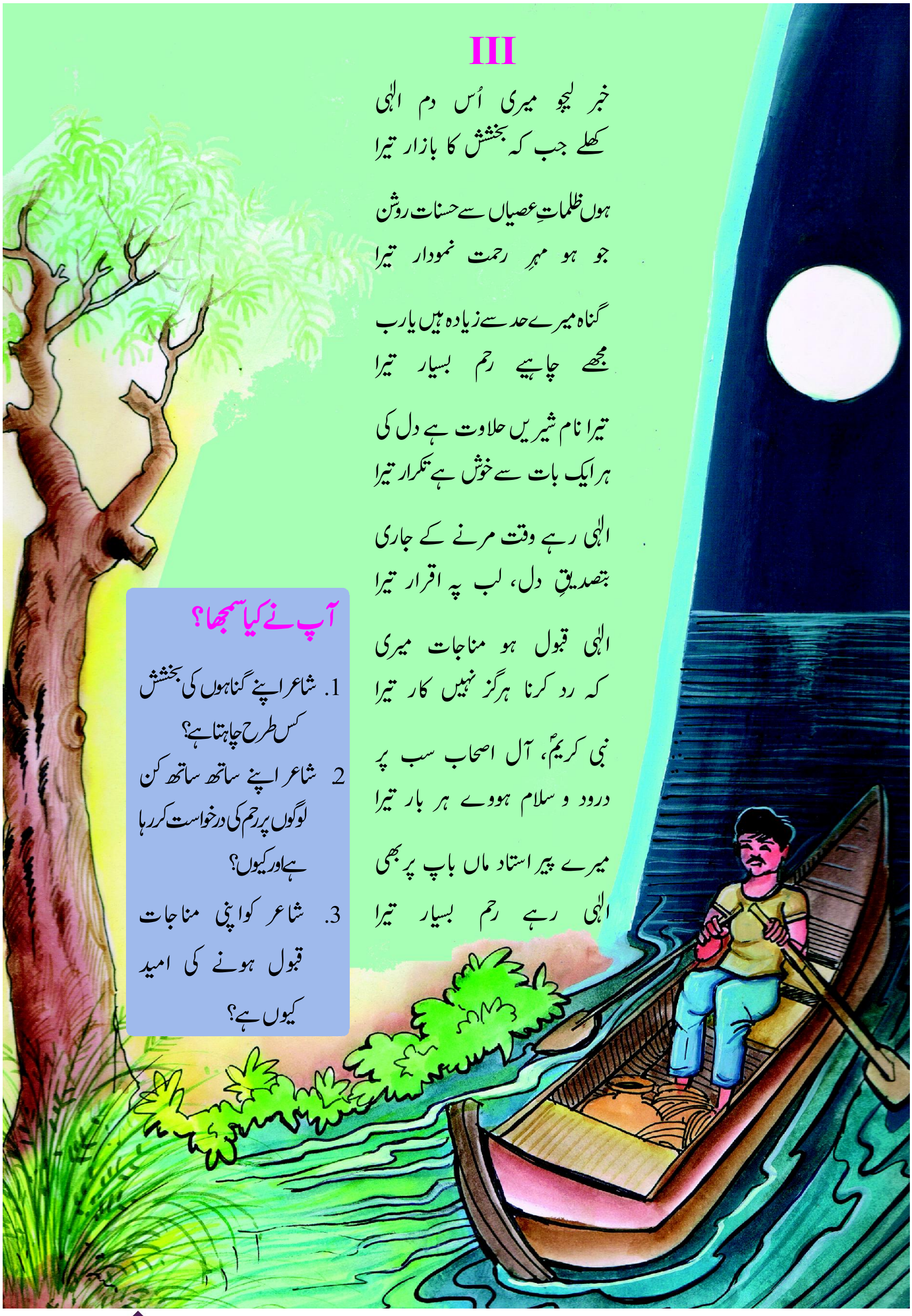
الٰہی قبول ہو مناجات میری
کہ رد کرنا ہرگز نہیں کار تیرا

نبی کریمؐ، آل اصحاب سب پر
درود و سلام ہووے ہر بار تیرا

میرے پیر استاد ماں باپ پر بھی
الٰہی رہے رحم بسیار تیرا

آپ نے کیا سمجھا؟

1. شاعر اپنے گناہوں کی بخشش کس طرح چاہتا ہے؟
2. شاعر اپنے ساتھ ساتھ کن لوگوں پر رحم کی درخواست کر رہا ہے اور کیوں؟
3. شاعر کو اپنی مناجات قبول ہونے کی امید کیوں ہے؟



خلاصہ

اے اللہ! یہ دنیا تیری ایک گلزار کی مانند ہے جہاں ہر سو تیری قدرت کے نقش و نگار ہیں۔جس طرح کسی باغ میں پھول اور کانٹے دونوں ہوتے ہیں اسی طرح یہاں پر خوشیوں کے ساتھ ساتھ غم بھی موجود ہیں۔اے اللہ ہمارا ایمان ہے کہ تو ہی اول و آخر ہے تو ہی ظاہر اور باطن ہے۔ ہر طرف تیرے ہی نقوش ہیں اور تیری ہی قدرت کی نشانیاں نظر آتی ہیں۔ یا اللہ! تیرے غفار ہونے کا واسطہ مجھ گنہگار کو بخش دے۔ تیرے سوا کوئی معاف کرنے والا نہیں اور تیری گرفت سے کوئی بچ نہیں سکتا۔ میرا، اس جہاں میں تیرے سوا کوئی نہیں ہے۔ بس تو ہی ہم عاجز بندوں کا اور ٹوٹے دلوں کا سہارا ہے۔

اے اللہ! ساری کائنات میں تیری حکمرانی ہے میں بے بس و لاچار بندہ ہوں تیری سرکار کو چھوڑ کر کہاں جا سکتا ہوں۔ گناہ گار ہوں مگر تیری ایک نگاہ کرم کا طلب گار ہوں۔ تو ہی مجھ کو نیکی کی توفیق دے سکتا ہے۔ میں ہمیشہ غفلت میں پڑ کر نفس و شیطان کے احکام پر چلتا رہا ہوں۔ تیرے احکام کی میں نے اطاعت نہیں کی۔ افسوس! ایک عمر گزرنے کے بعد مجھے یہ خیال آیا کہ میں نے کوئی اچھا کام نہیں کیا ہے۔ بہت دیر سے بیدار ہوا ہوں۔ یارب! مجھ پر کرم فرما میری مشکلوں کو آسان کر دے۔ میں تمام برائیوں سے توبہ کرتا ہوں۔ میری توبہ قبول فرما۔

ائے اللہ! روز محشر جس وقت تیری بخشش کا دربار کھلا ہوگا تو مجھ گنہگار پر بھی رحم فرمانا۔ اپنی رحمت سے میرے گناہوں کی تاریکی مٹا کر نیک کاموں (حسنات) کو روشن فرمانا۔ یا اللہ! اپنے ذکر سے میرے قلب کو منور کر دے کیونکہ تیرے نام کی تکرار سے ہی دل کو سکون حاصل ہوتا ہے۔ یا اللہ! میری دعا ہے کہ مرتے وقت زبان و دل پر صرف تیرا ہی نام ہو۔ اے اللہ! مجھے امید ہے کہ تو میری اس مناجات کو قبول کرلے گا کیونکہ دعاؤں کو رد کر دینا تیری شان کے خلاف ہے۔ نبی کریم ﷺ اور ان کی آل و اصحاب سب پر ہمیشہ تیرا درود اور سلام ہو۔ میرے اساتذہ، ماں باپ پر بھی بے پناہ رحمت نازل فرما۔

آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین۔

آیئے لسانی استعدادیں حاصل کریں

I. زبان شناسی

لفظیات

(A) ذیل کے جملے پڑھ کر خط کشیدہ لفظ کے صحیح معنی پر (✓) کا نشان لگایئے۔

1. یا اللہ! میں نے ساری عمر عصیاں میں گزار دی مجھے معاف فرما۔ (گناہ/نیکی)
2. ڈاکٹر علاج کرسکتا ہے لیکن شافی تو درحقیقت اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے۔ (بیماری دور کرنے والا/مصیبتوں کو دور کرنے والا)
3. ساجد بسیار گوئی کا عادی ہے وہ ایک پل بھی چپ نہیں رہ سکتا۔ (کم بولنا/بہت زیادہ بولنا)
4. رات کی تاریکی چھٹنے لگتی ہے تو صبح کی سپیدی نمودار ہوتی ہے۔ (ظاہر ہوئی/روپوش ہوئی)
5. ماں کی مامتا میں شہد کی سی حلاوت ہوتی ہے۔ (رحم/مٹھاس)
6. چور اور ڈاکو رات کی ظلمت سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ (روشنی/تاریکی)

(B) ذیل کے جملے پڑھ کر خط کشیدہ لفظ کے مترادف سبق سے تلاش کر کے لکھئے۔

1. قدیم عمارتوں کے در و دیوار پر اکثر بیل بوٹے بنے ہوتے ہیں۔ ( )
2. پیروں سے معذور انسان چلنے پھرنے سے لاچار ہو جاتا ہے۔ ( )
3. جہالت کی تاریکیوں کو علم کا نور ہی ختم کرسکتا ہے۔ ( )
4. ہمیں گناہوں کی طرف ہرگز نہیں جانا چاہیے۔ ( )
5. اللہ والوں کی صحبت میں مجروح دلوں کے زخم بھی بھر جاتے ہیں۔ ( )

(C) ذیل کے جملوں کو پڑھ کر خط کشیدہ لفظ کی صحیح ضد کا انتخاب کر کے A/B/C/D کو قوسین میں لکھئے۔

1. کاغذ کے پھول بھی ظاہر کے اعتبار سے خوشنما لگتے ہیں لیکن خوشبو سے خالی ہوتے ہیں۔ ( )

A) نمودار B) باطن C) باطل D) حق

2. نعیم نے اس سال بھی جماعت میں اول درجہ حاصل کیا ہے۔ ( )

A) دوم B) دہم C) آخر D) پہلا

3. نوری محفل پہ چادر تنی نور کی نور پھیلا ہوا آج کی رات ( )

A) ظلمت B) روشنی C) شام D) سحر

4. آپ نے آنے کی زحمت کیوں کی، مجھے بلا لیتے تو حاضر ہو جاتا۔ ( )

A) کوشش B) مصیبت C) نزاکت D) رحمت

قواعد

(الف) 'ا' سے 'ی' تک حروف، حروف تہجی کہلاتے ہیں۔ انہیں سادہ آواز والے حروف بھی کہتے ہیں۔
ان کی جملہ تعداد 36 ہے۔ جو حسب ذیل ہیں:

ا ب پ ت ٹ ث ج چ ح خ د ڈ ذ
ر ڑ ز ژ س ش ص ض ط ظ ع غ
ف ق ک گ ل م ن و ہ ی ے

حروف تہجی کی قسمیں

آواز کے اعتبار سے حروف تہجی کی دو قسمیں ہیں:

(1) حروف علت (2) حروف صحیح

وہ حروف جسے ادا کرتے وقت اس کی آواز دانت یا زبان سے نہیں ٹکراتی 'حروف علت' کہلاتے ہیں۔ یہ تین ہیں:

ا (الف)، و (واؤ)، ی (یی)

ا، و، ی کے علاوہ بقیہ حروف تہجی، ''حروف صحیح'' کہلاتے ہیں۔

مشق-1 ذیل کے جملوں میں خط کشیدہ الفاظ میں حروف علت پائے جاتے ہوں تو اس کے آگے قوسین میں (×) کا نشان لگائیے۔
اگر اس لفظ میں حروف علت نہیں پائے جاتے ہیں تو (✓) کا نشان لگائیے۔

1. گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں۔ ( )
2. ہمارا سماج مہذب سماج ہے۔ ( )
3. نیک لوگوں سے دنیا آباد ہے۔ ( )
4. پھولوں کی خوبصورتی سب کے دلوں کو بھاتی ہے۔ ( )
5. اچھے سلوک سے لوگ بے حد متاثر ہوتے ہیں۔ ( )
6. استاد کا رتبہ ماں باپ کے برابر ہوتا ہے۔ ( )

مشق-2 دیئے گئے الفاظ کو جدول میں مناسب عنوان کے تحت لکھئے۔

اب قلم راز دھوپ جنگل حمد

گلزار زندگی محبت فردوس یقین نعمت

حروف علت والے الفاظ						
حروف صحیح والے الفاظ						

(ب) دوچشمی ھ سے بننے والے حروف ''مخلوط حروف یا ہکاری آواز والے حروف'' کہلاتے ہیں۔

جنکی تعداد 14 ہے۔ان حروف سے بننے والے الفاظ خالص ہندی کے ہوتے ہیں۔

بھ پھ تھ ٹھ جھ چھ دھ ڈھ ڑھ کھ گھ نھ لھ مھ

مشق-1 ذیل کے جملوں میں ہکاری آواز والے الفاظ کو خط کشید کیجئے۔

1. یہ جھولا بھاری ہے۔
2. جھنڈا لہرا رہا ہے۔
3. آج میں گھر پر ہوں۔
4. میدان میں فٹ بال کا کھیل کھیلا جا رہا ہے۔

مشق-2 ذیل کے جملوں میں خط کشید لفظ کا مترادف دیے گیے مخلوط حروف سے لکھیے۔

1. بھ ۔ انسان کو کبھی کبھی غفلت ہو جاتی ہے۔ _____
2. ٹھ ۔ موسم انتہائی سرد ہے۔ _____
3. ھ ۔ باغ میں بیری کے پیڑ ہیں۔ _____
4. ھ ۔ بھیڑ کے چمڑے سے گرم کوٹ بنائے جاتے ہیں۔ _____
5. ھ ۔ مکان اونچے مقام پر موجود ہے۔ _____
6. دھ ۔ بازار میں گرد و غبار اڑ رہی ہے۔ _____

(ج) ذیل کے الفاظ پر غور کیجئے۔

لسان الصدق ۔ عبدالصمد۔ عبدالرزاق ۔ التحیات

مذکورہ بالا الفاظ لسان الصدق اور عبدالصمد میں ''ص'' سے پہلے ''ال'' ہے۔عبدالرزاق میں ''ر'' سے پہلے ''ال'' ہے، التحیات میں ''ت'' سے پہلے ''ال'' ہے اور نہیں پڑھا جا رہا ہے۔

جب کسی لفظ پر الف لام لگایا جائے اور وہ الف لام نہ پڑھا جائے تو وہ حرف جو ''ال'' کے فوری بعد آتا ہے ''حرف شمسی'' کہلاتا ہے۔حروف شمسی کی تعداد 14 ہے۔

ت ث د ڈ ر ز س ش ص ض ط ظ ل ن

(د) ذیل کے الفاظ پر غور کیجئے۔

المختصر ۔ عبدالجبار۔ نذرالسلام

مذکورہ بالا الفاظ ''المختصر'' میں ''م'' سے پہلے ''ال'' ہے۔''عبدالجبار'' میں ''ج'' سے پہلے ''ال'' ہے۔''نذرالسلام'' میں ''س'' سے پہلے ''ال'' ہے اور پڑھا جا رہا ہے۔

جب کسی لفظ پر الف لام لگایا جائے اور وہ الف لام پڑھا جائے تو وہ حرف جو ''ا ل'' کے فوری بعد آتا ہے حرف قمری کہلاتا ہے۔حروف قمری کی تعداد بھی 14 ہے۔

ا ب ج ح خ ع غ ف ق ک م و ہ ی

مشق-1 ذیل میں دیئے گئے جملے صحیح ہیں یا غلط نشاندہی کیجئے۔

1. 'عبدالستار'' میں 'س' حرف قمری ہے۔ ( )
2. 'ال'' کسی لفظ سے پہلے لگایا جائے اور نہ پڑھا جائے تو ان کے بعد آنے والا وہ حرف، حرف شمسی کی مثال ہے۔ ( )
3. حروف 'ف۔ق' حروف قمری ہیں۔ ( )
4. حروف 'س۔ش' حروف قمری ہیں۔ ( )
5. حروف شمسی اور حروف قمری 12, 12 ہیں۔ ( )
6. لفظ ''عبدالجلیل'' میں حرف قمری ''ل'' ہے۔ ( )
7. 'عبدالرحیم'' میں حرف شمسی ''ر'' ہے۔ ( )
8. ''معین الدین'' میں ''ال'' پڑھا جا رہا ہے۔ ( )
9. 'عبدالمطلب'' میں 'م' حرف قمری ہے۔ ( )
10. قادرالکلام میں حرف قمری ک ہے۔ ( )

II. سمجھنا اور اظہار خیال کرنا

(الف) اشعار کو پڑھ کر دیئے گئے سوالوں کے جواب دیجئے۔

تو وہ ہے کہ ہر ایک کی بگڑی سنوار دے — میری مراد بھی، مرے پروردگار دے
کونین میں ذلیل نہ کر سب کے روبرو — ایمان و عیش و دولت و عزّ و وقار دے
تیرا یہ حکم، مانگ ہر اک چیز مجھ سے مانگ — میری دعا کہ دے، مرے پرودگار دے
محفوظ رکھ فریبِ سفید و سیاہ سے — گردش نہ مجھ کو گردشِ لیل و نہار دے
داتا کی شان یہ ہے کہ جاری ہو اس کی دین — سائل کا شیوہ یہ ہے کہ دامن پسار دے
میں بار بار مانگوں جو درکار ہو مجھے — اور اپنے فضل سے تو، مجھے بار بار دے

1. شاعر اللہ تعالیٰ سے کن چیزوں کا طلب گار ہے؟
2. شاعر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہوئے کس چیز سے پناہ طلب کر رہا ہے؟
3. اللہ تعالیٰ بندوں سے کیا چاہتے ہیں؟
4. گردش لیل و نہار سے کیا مراد ہے؟
5. اللہ سے مانگتے وقت انداز کیسا ہونا چاہیے؟

(ب) اشعار کو پڑھ کر نیچے دیئے گئے جملے صحیح ہیں یا غلط نشاندہی کیجئے۔

یہ شمس و قمر یہ ارض و سماء سبحان اللہ سبحان اللہ
ہر رنگ میں ہے تیرا جلوہ سبحان اللہ سبحان اللہ

عرش عالی، فرش خاکی، فردوس بریں پنہائے زمیں
یہ بھی تیرا وہ بھی تیرا سبحان اللہ سبحان اللہ

جلوے تیرے گلشن گلشن سطوت تیری صحرا صحرا
رحمت تیری دریا دریا سبحان اللہ سبحان اللہ

تیری قدرت کا مشاہد ہے ، تیری صفت کا قائل ہے
قطرہ قطرہ دریا دریا سبحان اللہ سبحان اللہ

سیمابؔ ترا مسکیں بندہ، ہے طالب رحم و فضل و عطا
کہتا ہے یہی سجدے میں پڑا سبحان اللہ سبحان اللہ

سیمابؔ اکبرآبادی

1. زمین وآسمان،سورج اور چاند میں اللہ کے جلوے موجود ہیں۔ ( )
2. اللہ تعالیٰ مالک الملک ہونے کا بیان اس مصرع میں موجود ہے۔
   سیمابؔ ترا مسکیں بندہ، ہے طالبِ رحم وفضل وعطا ( )
3. کائنات کی ہر شئے اللہ کی قدرت کی گواہی دے رہی ہے۔ ( )
4. رکوع کی حالت میں بندوں کی عاجزی ومسکینی کا زیادہ اظہار ہوتا ہے۔ ( )

III. اظہار مافی الضمیر/تخلیقی اظہار

خود لکھنا

(الف) حسب ذیل سوالوں کے جواب دو تین جملوں میں لکھئے۔

1. ''مجھے بخش، ہے نام غفار تیرا'' اس مصرعے کو مدنظر رکھ کر اللہ تعالیٰ کی دو ایسی ہی صفات سے متعلق دعائیں لکھیں۔
2. شاعر خود کو بیمار کہہ رہا ہے، کیوں؟
3. بندے ہر وقت اللہ کی رحمت کے محتاج ہوتے ہیں، کیسے؟
4. اس مناجات کے شاعر حضرت مہاجر مکیؒ کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

(ب) حسب ذیل سوالوں کے جواب آٹھ تا دس جملوں میں لکھئے۔

1. اللہ تعالیٰ سے مناجات کیسے اور کیوں کرنی چاہئے؟
2. مناجات کے تیسرے حصے کو اپنے الفاظ میں لکھئے۔

IV. تخلیقی اظہار/توصیف

1. ذیل کی نظم کو طول دیجیے۔

صبح ہو کہ شام ہو
لب پہ خدا کا نام ہو
رب کو راضی کرنا ہی
فقط تمہارا کام ہو
کرو نہ کوئی ایسا کام
جس سے تم بدنام ہو

شعری انتخاب

یہ پہلا سبق ہے کتاب ہدیٰ کا
کہ ہے ساری مخلوق کنبہ خدا کا

میں کن استعدادوں کا حامل ہوا (خود کی جانچ)

1.	مناجات پڑھ کر منظوم دعا کو سمجھنے اور تشریح کرنے کے علاوہ نثر میں لکھنے کا اہل ہوا ہوں۔	ہاں / نہیں
2.	اللہ کے صفاتی نام کے ساتھ حاجات بیان کرنے کا اہل ہوا ہوں۔	ہاں / نہیں
3.	مصنف کے حالات زندگی تحریر کرسکتا ہوں۔	ہاں / نہیں
4.	دی گئی نظم کو مناسب انداز سے طول دے سکتا ہوں۔	ہاں / نہیں
5.	الفاظ کے معانی، اضداد اور مترادفات لکھ سکتا ہوں۔	ہاں / نہیں

فرہنگ

الفاظ	ـ	معنی
عالم	ـ	دنیا
نقش	ـ	بیل بوٹے
گل	ـ	پھول
نمودار	ـ	ظاہر ہونا
آثار	ـ	نقوش
عاجز	ـ	بے بس، لاچار
افگار	ـ	زخمی، مجروح، گھائل

الفاظ	ـ	معنی
شافی	ـ	شفاء دینے والا
عبد	ـ	بندہ
زنہار	ـ	ہرگز
ظلمات	ـ	اندھیرے
عصیاں	ـ	گناہ، خطا
بسیار	ـ	بے انتہا

2 پیارے نبی ﷺ کے اخلاق وعادات

مولانا سلیمان ندوی

حصول طلب استعدادیں۔اکتسابی نتائج

اس سبق کی تکمیل کے بعد آپ حسب ذیل استعدادوں میں اکتسابی نتائج حاصل کر پاسکتے ہیں۔

I. زبان شناسی

الف) **لفظیات:** سبق میں موجود نئے الفاظ معنی ،مترادفات، اضداد، واحد جمع اور محاوروں کو جملوں میں استعمال کرنے پر قادر ہو سکتے ہیں۔

ب) **قواعد** : لفظ، جملے، مستقل اور غیر مستقل کلموں کی تعریف، اسکے اقسام سے واقف ہوں گے۔ مستقل کلموں کے اقسام اوران کے استعمال سے واقف ہوں گے۔

II. سمجھنا اظہار خیال کرنا

الف) دیئے گئے متن کی مناسبت سے صحیح جواب کا انتخاب کر سکتے ہیں اور سوالوں کے جواب لکھ سکتے ہیں۔

ب) آپ ﷺ کے اخلاق حمیدہ کو اپنے الفاظ میں لکھ سکتے ہیں۔

III. اظہار مافی الضمیر ۔تخلیقی اظہار

الف) حیات طیبہ پر مضمون لکھنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔

ب) سیرت النبی ﷺ کے جلسے کے انعقاد کے لیے پوسٹر تیار کر سکتے ہیں۔

طلباء کے لیے ہدایات

- سبق کا مطالعہ کیجیے اور جن الفاظ کے معنی نہ جانتے ہوں ان کو خط کشیدہ کیجیے۔
- ان الفاظ کے معنی کتاب کی فرہنگ یا لغت دیکھ کر معلوم کیجیے۔
- سبق کا دوبارہ مطالعہ کیجیے اور اسے سمجھئے۔
- اس سبق کے جو امور آپ کی سمجھ میں نہ آئے ہوں ان کے بارے میں آپ کے قرب وجوار میں موجود کسی معلم یا کسی تعلیمی مرکز کے معلم سے گفتگو کر کے معلومات حاصل کیجیے۔
- سبق کا بغور مطالعہ کر کے باکس میں دیئے گئے سوالوں کے جواب تلاش کیجیے۔

سبق کی تمہید

سبق ''پیارے نبی ﷺ کے اخلاق وعادات'' کا تعلق نثر کی ایک صنف مضمون سے ہے۔مضمون ایک قدیم نثری صنف ہے۔جس میں کسی عنوان پر سیر حاصل بحث ہوتی ہے۔مضمون نگاری میں کافی وسعت اور تنوع ہوتا ہے۔ مضامین مختلف نوعیت کے ہوسکتے ہیں جیسے علمی مضامین، مذہبی مضامین، سماجی واصلاحی مضامین اور سائنسی مضامین وغیرہ۔ یہ مضمون حضور اکرم ﷺ کے اخلاق حمیدہ کے بارے میں ہے۔اس مضمون کے مصنف مولانا سلیمان ندوی ہیں۔ یہ مضمون مولانا سلیمان ندوی کی تصنیف رحمت عالم ﷺ سے تلخیص کیا گیا ہے۔

سبق کا پس منظر/مقصد

حضرت محمد ﷺ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایسے وقت رحمت اللعالمین اور مکارم الاخلاق بنا کر بھیجا جبکہ روئے زمین پر ہر طرف برائیاں عام تھیں۔قتل وغارت گری، لوٹ مار، شراب نوشی، سود خوری، بد دیانتی، آپسی جھگڑے عام تھے۔ایسے پرفتن زمانے میں آپ ﷺ نے لوگوں کو ان باتوں سے روکا، ساری دنیا کے انسانوں کو بلا رنگ ونسل انسانیت اور بھائی چارے کا درس دیا۔اس سبق میں آپ ﷺ کے چند اوصاف جمیلہ سے متعلق واقعات کو پیش کیا گیا ہے تاکہ طلباء میں یہ اوصاف حمیدہ فروغ پائیں اور وہ انسانیت، اخلاق اور اخوت وبھائی چارہ کے علمبردار بنیں۔

مصنف کا تعارف



ولادت:
22/نومبر 1884ء

وفات:
22/نومبر 1953ء
بہ عمر 69 سال

مولانا سید سلیمان ندوی ضلع پٹنہ کے قصبہ دیسنہ میں 22/نومبر 1884 کو پیدا ہوئے۔انکے والد حکیم سید ابوالحسن ایک صوفی مزاج کے انسان تھے۔ان کی ابتدائی تعلیم پھلواری شریف میں ہوئی۔اعلیٰ تعلیم کے لئے 1901ء میں دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنو چلے گئے۔1913ء میں دکن کالج پونا میں معلم السنہ مشرقیہ علوم مقرر ہوئے۔1940ء میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نے انہیں ڈاکٹریٹ کی اعزازی سند عطا کی۔

عالم اسلام کو جن علماء پر ناز ہے ان میں سید سلیمان ندوی بھی شامل ہیں۔ان کے علمی اور ادبی عظمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے جب انکے استاذ علامہ شبلی نعمانی سیرت النبی ﷺ کی پہلی دو جلدیں لکھ کر 18/نومبر 1914ء میں انتقال کر گئے تو باقی چار جلدیں سید سلیمان ندوی نے مکمل کیں۔اپنے استاد کی وصیت پر ہی دارالمصنفین اعظم گڑھ قائم کیا۔اور ماہنامہ معارف جاری کیا۔آپکی تصانیف سیرت النبی، رحمت عالم، نقوش سلیمانی، حیات امام مالک، حیات شبلی، سیر افغانستان، مقالات سلیمان، خطبات مدراس، ہندوؤں کی علمی وتعلیمی ترقی میں مسلمان حکمرانوں کی کوششیں، خیام قابل ذکر ہیں۔

تقسیم ہند کے بعد جون 1950ء میں ساری املاک ہندوستان میں چھوڑ کر ہجرت کر کے پاکستان چلے گئے اور کراچی میں مقیم ہوئے۔یہاں مذہبی اور علمی مشاغل جاری رکھے۔69 سال کی عمر میں کراچی میں ہی 22/نومبر 1953ء کو انتقال کیا۔

I

کسی نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے پوچھا کہ حضور انور ﷺ کے اخلاق کیسے تھے؟ انھوں نے کہا کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا ہے؟ جو کچھ قرآن میں ہے، وہ حضور ﷺ کے اخلاق تھے۔ غرض آپ ﷺ کی ساری زندگی قرآن پاک کی عملی تفسیر تھی اور یہ بھی آپ ﷺ کا ایک معجزہ ہے۔ خود قرآن نے اس کی شہادت دی اور کہا، اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ یعنی اے محمد! آپ ﷺ حسن اخلاق کے بڑے رتبہ پر ہیں۔



حضور ﷺ نہایت ملنسار، مہربان اور رحم دل تھے۔ چھوٹے بڑے سب سے محبت کرتے، نہایت سخی، فیاض اور داد و دہش والے تھے۔ امکان بھر سب کی درخواست پوری کرتے۔ خود بھوکے رہتے اور دوسروں کو کھلاتے۔ حضور ﷺ بڑے مہمان نواز تھے۔ آپ ﷺ کے یہاں تمام مذاہب لوگ سب ہی مہمان ہوتے، آپ ﷺ سب کی خاطر کرتے اور خود ہی سب کی خدمت کرتے، کبھی ایسا ہوتا کہ مہمان آجاتے اور گھر میں جو کچھ موجود رہتا وہ ان کو کھلا پلا دیا جاتا اور پورا گھر فاقہ کرتا۔ ایک دفعہ آپ ﷺ کے یہاں ایک کافر مہمان ہوا۔ آپ ﷺ نے ایک بکری کا دودھ اس کو پلایا، وہ سب دودھ پی گیا۔ آپ ﷺ نے دوسری بکری منگوائی، یہ اس کا بھی دودھ پی گیا۔ غرض سات بکریوں تک نوبت آئی۔ جب تک اس کا پیٹ نہ بھر گیا آپ ﷺ دودھ پلاتے رہے۔ راتوں کو اٹھ اٹھ کر مہمانوں کی دیکھ بھال فرماتے کہ ان کو کوئی تکلیف تو نہیں ہے۔ گھر میں رہتے تو گھر کے کام کاج اپنے ہاتھوں سے کرتے، اپنے پھٹے کپڑے آپ سی لیتے، اپنے پھٹے جوتے کو خود گانٹھ لیتے، بکریوں کا دودھ اپنے ہاتھوں سے دوہتے، مجمع میں بیٹھتے تو سب کے برابر ہو کر بیٹھتے۔ مسجد نبوی کے بنانے اور خندق کو کھودنے میں سب مزدوروں کے ساتھ مل کر آپ ﷺ نے بھی کام کئے۔

آپ ﷺ یتیموں سے محبت رکھتے اوران کے ساتھ بھلائی کی تاکید کرتے۔فرمایا،مسلمانوں کا سب سے اچھا گھر وہ ہے جس میں کسی یتیم بچے کے ساتھ بھلائی کی جارہی ہے اورسب سے خراب گھر وہ ہے جس میں کسی یتیم بچے کے ساتھ برائی کی جارہی ہے۔غریبوں کے ساتھ آپ ﷺ کا برتاؤ ایسا ہوتا تھا کہ ان کو اپنی غریبی محسوس نہ ہوتی ان کی مدد فرماتے اوران کی دل جوئی کرتے۔ایک بار ایک پورا قبیلہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔یہ لوگ اتنے غریب تھے کہ ان میں سے کسی کے بدن پر کوئی ٹھیک کپڑا نہ تھا۔ ننگے بدن، ننگے پاؤں۔ان کو دیکھ کر آپ ﷺ پر بہت اثر ہوا۔پریشانی میں اندر گئے، باہر تشریف لائے اس کے بعد سب مسلمانوں کو جمع کر کے ان لوگوں کی امداد کے لئے فرمایا۔

آپ ﷺ مظلوموں کی فریاد سنتے اورانصاف کے ساتھ ان کا حق دلاتے، کمزوروں پر رحم کھاتے، بیکسوں کا سہارا بنتے، مقروضوں کا قرض ادا کرتے۔آپ ﷺ بیماروں کو تسلی دیتے،ان کو دیکھنے جاتے، دوست، دشمن اور مومن و کافر کی اس میں کوئی قید نہ تھی۔گنہگاروں کو معاف کردیتے۔ دشمنوں کے حق میں دعائے خیر فرماتے، جانی دشمنوں اور قاتلانہ حملہ کرنے والوں تک سے بدلہ نہیں لیا۔ایک بار ایک شخص نے آپ ﷺ کے قتل کا ارادہ کیا۔صحابہؓ اس کو گرفتار کر کے سامنے لائے۔وہ آپ ﷺ کو دیکھ کر ڈر گیا۔آپ ﷺ نے فرمایا،ڈرو نہیں،اگر تم مجھ کو قتل کرنا چاہتے بھی تو نہیں کر سکتے تھے۔

ہبار بن الاسود جو ایک طرح سے حضور ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ کا قاتل تھا، فتح مکہ کے موقع پر اس نے چاہا کہ ایران بھاگ جائے لیکن وہ سیدھے حضور ﷺ کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ! میں بھاگ کر ایران جانا چاہتا تھا لیکن آپ ﷺ کا رحم وکرم یاد آیا۔اب میں حاضر ہوں اور میرے جن جرموں کی خبر آپ ﷺ کو ملی ہے وہ درست ہیں۔حضور ﷺ نے اس کو معاف کردیا۔

ہمسایوں کی خبر گیری فرماتے، ان کے ہاں تحفے بھیجتے، ان کا حق پورا کرنے کی تاکید فرماتے رہتے۔ایک دن صحابہؓ کا مجمع تھا، آپ ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم وہ مومن نہ ہوگا، خدا کی قسم وہ مومن نہ ہوگا۔صحابہؓ نے پوچھا کون یا رسول اللہ ﷺ؟ فرمایا، وہ جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے بچا ہوا نہ ہو۔آپ ﷺ اپنے پڑوسیوں کے گھر جا کر ان کے کام کر آتے۔پڑوسیوں کے سوا اور جو بھی آپ سے کسی کام کے لئے کہتا اس کو پورا فرماتے۔بیوہ ہو یا مسکین یا کوئی اور ضرورت مند سب ہی کی ضرورتوں کو آپ ﷺ پورا فرماتے اور دوسروں کے کام کرنے میں عار محسوس نہ فرماتے۔بچوں سے بڑی محبت فرماتے تھے،ان کو چومتے اور پیار کرتے تھے۔فصل کا نیا میوہ سب سے کم عمر بچہ جو اس وقت موجود ہوتا اس کو دیتے، راستے میں بچے مل جاتے تو خود ان کو سلام فرماتے،اسلام سے پہلے عورتیں ہمیشہ ذلیل رہی ہیں،لیکن ہمارے حضور ﷺ نے ان پر بہت احسان فرمایا،ان کے حقوق مقرر فرمائے،اوراپنے برتاؤ سے ظاہر فرمادیا کہ یہ طبقہ حقیر نہیں ہے بلکہ عزت اور ہمدردی کے لائق ہے۔

آپ نے کیا سمجھا؟

1. حضرت محمد ﷺ کے اخلاق کیسے تھے؟
2. یتیموں کے تعلق سے آپ ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا؟
3. پڑوسیوں کے ساتھ آپ ﷺ کیا سلوک فرماتے تھے؟

II

آپ ﷺ کا وہ عزم واستقلال یاد ہوگا جب آپ ﷺ نے اپنے چچا کو یہ جواب دیا تھا کہ چچا جان! اگر قریش میرے داہنے ہاتھ میں سورج اور بائیں میں چاند رکھ دیں تب بھی حق کے اعلان سے باز نہ رہوں گا۔

ایک بار دوپہر کو ایک لڑائی میں آپ ﷺ ایک درخت کے نیچے اکیلے آرام فرما رہے تھے، ایک عرب آیا اور تلوار کھینچ کر بولا، ''بتا اے محمد! اب تجھ کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟'' اطمینان اور تسلی سے بھری ہوئی آواز میں جواب دیا، ''اللہ۔'' وہ یہ جواب سن کر کانپ گیا اور تلوار نیام میں کر لی۔

آپ ﷺ لین دین کے معاملات میں بہت ہی صاف تھے۔ یہی وجہ تھی کہ اہل مکہ کا آپ کی مخالفت کے باوجود آپ ﷺ کو امین اور صادق کے القاب سے یاد کرتے اور اہل مکہ آپ ﷺ کے پاس اپنی امانتیں رکھواتے۔ اہل مکہ کی تکالیف رسانی سے تنگ آ کر آپ ﷺ نے اللہ کے حکم پر ہجرت فرمائی۔ ویسے وقت بھی آپ ﷺ نے اہل مکہ کی امانتیں واپس کروانے کے لیے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مکہ میں ہی چھوڑ دیا اور فرمائے کہ ان امانتوں کو ان کے مالکین کے حوالے کر کے مدینہ آنا۔

آپ ﷺ ساری دنیا کے لیے رحمت بن کر آئے تھے۔ اس لیے کسی کے ساتھ بھی زیادتی اور ناانصافی کو پسند نہ فرماتے تھے یہاں تک کہ جانوروں کے ساتھ لوگ جو بے پروائی برتتے تھے وہ بھی آپ ﷺ کو گوارہ نہ تھی اور ان بے زبانوں پر جو ظلم ہوتا آیا تھا اس کو روک دیا۔ ایک بار ایک صاحب نے ایک پرندے کا انڈا اٹھا لیا۔ چڑیا بے قرار ہو کر پر مار رہی تھی۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ کس نے اس کا انڈا لیا ہے اور اس کو دکھ پہنچایا ہے؟ ان صاحب نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں نے یہ کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہیں رکھ دو۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں نے دس برس آپ ﷺ کی خدمت میں گذارے مگر آپ ﷺ نے نہ کبھی ڈانٹا، نہ مارا، نہ یہ پوچھا کہ تم نے یہ کام کیوں کیا اور کیوں نہ کیا۔ آپ ﷺ نے تمام عمر میں کبھی کسی کو نہیں مارا۔ اور یہ کیا عجیب بات ہے کہ ایک فوج کا جرنیل جس نے مسلسل نو برس لڑائیوں میں گذارے اور جس نے کبھی لڑائی کے میدان سے منہ نہیں موڑا، اس نے اپنے دشمن پر

کبھی تلوار نہیں اٹھائی اور نہ کبھی اپنے ہاتھ سے کسی پر وار کیا۔ احد کے میدان میں جب ہر طرف آپ ﷺ پر پتھروں، تیروں اور تلواروں کی بارش ہو رہی تھی۔ آپ ﷺ اپنی جگہ پر کھڑے تھے اور جاں نثار دائیں بائیں کٹ کٹ کر گر رہے تھے۔ پھر بھی کسی دشمن پر آپ ﷺ ہاتھ نہیں اٹھائے۔ جب مشرکوں کے حملے میں سر مبارک زخمی اور دندان مبارک شہید ہوئے، یہ فرماتے تھے ''خداوندا! انھیں معاف کر کہ یہ نہیں جانتے۔''

اسی طرح جب آپ ﷺ دین کی تبلیغ کے لئے طائف گئے تو اہل طائف نے پتھروں سے مار کر زخمی کر کے لہولہان کر دیا اور آپ پناہ لینے کے لئے ایک باغ میں تشریف لے گئے تو پہاڑوں کا فرشتہ دونوں ہاتھوں میں طائف کے دو پہاڑ لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کرنے لگا کہ اگر آپ حکم دیں تو دونوں پہاڑوں کو ملا دوں اور انہیں نیست و نابود کر دوں تو آپ ﷺ نے فرمایا میں نے انہیں معاف کر دیا۔ یہ اگر ایمان نہیں لائے تو کوئی بات نہیں ان کی نسل میں سے ضرور کوئی ایمان لائے گا۔

آپ نے کیا سمجھا؟

1. کس بات سے آپ ﷺ کے عزم و استقلال کا پتہ چلتا ہے؟
2. حضرت انسؓ نے آپ کی صحبت میں رہنے کے بعد کیا فرمایا؟
3. اہل مکہ نے آپ ﷺ کو امین و صادق کیوں کہا؟

III

آپ ﷺ لین دین کے معاملات میں بہت صاف تھے۔ فرمایا کرتے کہ سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو قرض کو اچھی طرح سے ادا کرتے ہیں۔ ایک دفعہ کسی سے آپ ﷺ نے اونٹ قرض لیا۔ جب واپس کیا تو اس سے بہتر اونٹ واپس کیا۔ ایک بار کسی سے ایک پیالہ عاریت لیا، اتفاق سے وہ گم ہو گیا تو آپ ﷺ نے اس کا تاوان ادا فرمایا۔

جو وعدہ فرماتے اس کو پورا کرتے، کبھی بدعہدی نہیں فرمائی۔ صلح حدیبیہ میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ مکہ سے جو مسلمان ہو کر مدینہ جائے گا، وہ مکہ والوں کے مطالبے پر واپس کر دیا جائے گا چنانچہ ایک صاحب ابو جندلؓ مکہ سے بھاگ کر آئے اور فریاد کی۔ سب مسلمان یہ دیکھ کر تڑپ گئے لیکن آپ ﷺ نے صاف فرما دیا کہ اے ابو جندلؓ صبر کرو، میں بدعہدی نہیں کروں گا، اللہ تمہارے لیے کوئی راستہ نکالے گا۔

سچائی آپ ﷺ کی ایک ایسی صفت تھی کہ دشمن بھی اس کو مانتے تھے۔ ابو جہل کہا کرتا تھا کہ محمد ﷺ میں تم کو جھوٹا نہیں کہتا البتہ تم جو کچھ کہتے ہو اس کو صحیح نہیں سمجھتا۔

آپ ﷺ شرمیلے بہت تھے۔کبھی کسی کے ساتھ بدزبانی نہیں کی، بازاروں میں جاتے تو چپ چاپ گذر جاتے۔بھری محفل میں کوئی بات ناگوار ہوتی تو لحاظ سے زبان سے کچھ نہیں کہتے لیکن چہرۂ مبارک سے معلوم ہو جاتا، آپ ﷺ کی طبعیت میں بہت استقلال تھا۔جس چیز کا پکا ارادہ ہو جاتا پھر اس کو پورا ہی فرماتے۔

دنیا سے بے رغبتی کے باوجود آپ ﷺ کو خشک مزاجی اور روکھا پن پسند نہ تھا۔کبھی کبھی دل چسپی کی باتیں فرماتے۔ایک بار ایک بڑھیا آپ ﷺ کے پاس آئی اور جنت کے لئے دعاء کی خواہش کی۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ بوڑھیاں جنت میں نہ جائیں گی۔اس کو بہت رنج ہوا، روتی ہوئی واپس چلی۔آپ ﷺ نے لوگوں سے کہا کہ اس سے کہہ دو کہ بوڑھیاں جنت میں نہ جائیں گے مگر جوان ہو کر جائیں گی۔

آپ ﷺ کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ کسی کے گھر جاتے تو دروازے کے دائیں یا بائیں کھڑے ہوتے اور اس سے اجازت مانگتے۔سامنے اس لیے نہ کھڑے ہوتے کہ نظر گھر کے اندر نہ پڑے۔

صفائی کا خیال رہتا۔ایک شخص کو میلے کپڑے پہنے دیکھا تو فرمایا کہ اس سے اتنا نہیں ہوتا کہ کپڑے دھولیا کرے، گفتگو ٹھہر ٹھہر کر فرماتے تھے۔ایک ایک فقرہ الگ ہوتا، کسی کی بات کاٹ کر گفتگو نہ فرماتے۔جو بات ناپسند ہوتی اس کو ٹال دیتے، زیادہ تر چپ رہتے، بے ضرورت گفتگو نہ فرماتے، ہنسی آتی تو مسکرا دیتے۔

ایک صحابی کا بیان ہے کہ میں ایک بار حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا تو آپ ﷺ نماز پڑھ رہے ہیں، آنکھوں سے آنسو جاری ہیں، روتے روتے اس قدر ہچکیاں بندھ گئی تھیں کہ معلوم ہو رہا تھا کہ چکی چل رہی ہے یا ہانڈی ابل رہی ہے۔ایک بار آپ ﷺ ایک جنازے میں شریک تھے۔قبر کھودی جا رہی تھی، آپ ﷺ قبر کے کنارے بیٹھ گئے اور یہ منظر دیکھ کر رونے لگے یہاں تک کہ زمین تر ہو گئی۔پھر فرمایا، بھائیو! اس دن کے لئے سامان کر رکھو۔

اوپر کے صفحوں میں حضور ﷺ کے مبارک حالات اور آپ ﷺ کے اچھے اخلاق اور عادات کو پڑھ چکے، اب اس کی کوشش ہونی چاہیے کہ حضور ﷺ کی زندگی کی ہم پیروی اور آپ ﷺ کی بتائی ہوئی باتوں پر عمل کریں کہ خدا کی خوشی حاصل کرنے کا یہی ذریعہ ہے اور دین و دنیا کی بادشاہت کی صرف یہی ایک کنجی ہے۔

آپ نے کیا سمجھا؟

1. حضرت ابوجندلؓ کو آپ ﷺ نے کفار کے حوالے کیوں کر دیا؟
2. آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے گفتگو فرماتے؟
3. آپ ﷺ کسی کے گھر ملاقات کرنے جاتے تو کس بات کا خیال رکھتے؟

آیئے لسانی استعدادیں حاصل کریں

I. زبان شناسی

لفظیات

(A) ذیل کے جملے پڑھ کر خط کشیدہ لفظ کے صحیح معنی کا انتخاب کر کے قوسین میں لکھئے۔

1. روزگار نہ ملنے کی وجہ سے بہت سارے خاندان فاقہ کشی کے شکار ہو گئے۔ (موت/بھوک/پیاس)
2. انسان کو ہر کام عزم واستقلال سے کرنا چاہئے۔ (ارادے پر قائم رہنا/کام نامکمل کرنا/ادھورا چھوڑنا)
3. احمد نے کل جو قلم راشد سے عاریتاً لیا تھا وہ اسے واپس کر دیا۔ (مانگ کر لینا/نقد خرید لینا/قرض لینا)
4. روزانہ مسواک سے دندان کی صفائی کرنا اچھی عادت ہے۔ (دانت/منھ/زبان)
5. دنیا کی کسی بھی شئے کو حقیر مت جانو۔ (بے کار/چھوٹا/بڑا)
6. مجرم نے خود کو پولیس کے حوالے کر دیا۔ (سپرد کر دینا/بھگا دینا/فرار اختیار کرنا)

(B) دیئے گئے الفاظ میں سے مناسب لفظ کا انتخاب کر کے خالی جگہوں کو پر کیجئے۔

قبیلہ ۔ تحائف ۔ حکم ۔ تکلیف ۔ خدمت

1. بہت سارے قبائل خوش حال تھے مگر اس میں سے ایک _____ فاقہ کشی کا شکار تھا۔
2. تحفے _____ دینے سے دلوں میں محبت پیدا ہوتی ہے۔
3. والدین کی _____ کا موقع ملنا بھی خوش بختی کی علامت ہے۔
4. حکومت کی طرف سے بے شمار احکامات جاری ہوتے ہیں لیکن ہر کوئی ہر _____ کی پاسداری نہیں کرتا۔
5. کسی بھی جاندار کو _____ پہنچانا گناہ ہے۔

(C) ذیل کے جملوں کو پڑھ کر خط کشیدہ لفظ کی مناسب جمع کا انتخاب کر کے قوسین میں لکھئے۔

1. ایک دوسرے کی مدد کرنا باعث ثواب ہے۔ (امداد/مدت) ( )
2. حقدار کو اس کا حق دو۔ (حقائق/حقوق) ( )
3. آج ہم تمام مجلس درود شریف میں شریک ہوئے۔ (مجالس/جلسوں) ( )
4. استاد کی خدمت باعث ثواب ہے۔ (خادم/خدمات) ( )
5. ہندوستان کی فوج سرحد پر نگہبانی کر رہی ہے۔ (افواج/فوجی) ( )

(D) ذیل کے محاوروں والے جملوں کو سبق سے تلاش کر کے ان جملوں کو لکھئے اور ان محاوروں کو استعمال کرتے ہوئے ایک نیا جملہ بنائیے۔

1. **عار محسوس کرنا**

کتابی جملہ : _____

نیا جملہ : _____

2. **دل جوئی کرنا**

کتابی جملہ : _____

نیا جملہ : _____

3. **باز آنا**

کتابی جملہ : _____

نیا جملہ : _____

4. **راستہ نکالنا**

کتابی جملہ : _____

نیا جملہ : _____

5. **بے پروائی برتنا**

کتابی جملہ : _____

نیا جملہ : _____

قواعد

(الف) ان جملوں پر غور کیجئے۔

- کھانا وانا کھالو۔
- کتاب وتاب پڑھو۔

اوپر کے جملوں میں ''کھانا'' کے ساتھ ''وانا'' اور ''کتاب'' کے ساتھ ''وتاب'' کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ 'کھانا' اور 'کتاب' دونوں بامعنی الفاظ ہیں جبکہ ''وانا'' اور ''وتاب'' بے معنی الفاظ ہیں۔

اس طرح دونوں جملوں میں بامعنی اور بے معنی الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

معنی دار الفاظ کو ''کلمہ'' اور بے معنی لفظ کو ''مہمل'' کہتے ہیں۔

مشق-1 ذیل کے جملوں میں مہمل کی شناخت کیجئے۔

1. چائے وائے پی لو۔
2. چلو کچھ سیر ویر کرلیں۔
3. جھگڑا وگڑا مت کرو۔
4. گاڑی واڑی نکالو۔

(ب) ذیل کی مثال پر غور کیجئے۔

- اللہ نے ہم کو علم سے نوازا ہے۔

یہ جملہ آٹھ کلموں پر مشتمل ہے اور پورا مطلب سمجھ میں آرہا ہے۔

اس جملے میں اللہ، ہم، علم، نوازنا۔ ایسے الفاظ ہیں جنکا مطلب ہم کو آسانی سے سمجھ میں آرہا ہے کیونکہ یہ الفاظ تنہا بھی معنی دیتے ہیں۔

ایسے الفاظ جو تنہا اپنے معنی دیتے ہوں مستقل کلمہ کہلاتے ہیں۔

اور جب کہ اوپر کے جملے میں 'نے، جو، سے، اور ہے' ایسے کلمے میں جو اپنے تنہا معنی نہیں دیتے، بلکہ دوسرے الفاظ سے مل کر معنی دیتے ہیں۔

ایسے الفاظ جو دوسرے الفاظ سے مل کر معنی دیتے ہیں، غیر مستقل کلمہ کہلاتے ہیں۔

اس طرح کلمہ کی دو قسمیں ہیں:

1. مستقل کلمہ
2. غیر مستقل کلمہ

مشق-1 ان جملوں میں سے مستقل کلمہ اور غیر مستقل کلمہ کو الگ الگ خانوں میں لکھئے۔

1. اللہ کا روزانہ شکر ادا کرو۔
2. احمد پابندی سے نماز پڑھتا ہے۔
3. انس گھر میں ہے۔
4. مسجد گھر سے قریب ہے۔

مستقل کلمہ	غیر مستقل کلمہ

(ج) مستقل کلمے کے پانچ اقسام ہیں۔

1. اسم 2. ضمیر 3. صفت 4. فعل 5. متعلق فعل

1. ان جملوں پر غور کیجئے۔

- انس ایک محنتی لڑکا ہے۔
- حیدرآباد خوبصورت شہر ہے۔
- یہ کتاب نئی ہے۔

پہلے جملے میں انس ایک لڑکے کا (شخص) کا نام ہے۔

دوسرے جملے میں حیدرآباد ایک شہر یا جگہ کا نام ہے۔

تیسرے جملے میں کتاب ایک چیز کا نام ہے۔

اسم : کسی شخص یا جگہ یا چیز کے نام کو ''اسم'' کہتے ہیں۔

2. اس جملے پر غور کیجئے۔

- انس نے اکرم سے کہا میں اسکول جا رہا ہوں تم بھی میرے ساتھ چلو۔

اس جملے میں ''میں'' اور ''تم'' کلمہ ہیں جو اسم کی جگہ استعمال کیا جا رہا ہے یعنی انس خود کو ''میں'' اور اکرم کو ''تم'' سے مخاطب کر رہا ہے۔
یعنی اسم کی جگہ 'میں' اور 'تم' کے الفاظ استعمال کیے جا رہے ہیں۔

ضمیر: وہ کلمہ جو کسی اسم کی بجائے استعمال ہو ضمیر کہلاتا ہے۔

3. ان جملوں پر غور کیجئے۔

- راشد شریف لڑکا ہے۔
- مجھے نمکین غذا پسند ہے۔

پہلے جملے میں ''شریف'' کا لفظ بتا رہا ہے کہ راشد میں شرافت موجود ہے۔ اور دوسرے جملے میں ''نمکین'' کا لفظ یہ بتا رہا ہے کہ غذا میں نمک شامل ہے۔

صفت: وہ کلمہ جو اسم کی کیفیت یا خصوصیت کو ظاہر کرتا ہے صفت کہلاتا ہے۔

4. ان جملوں پر غور کیجئے۔

- بچے کھیل رہے ہیں۔
- طلبہ اسکول جا رہے ہیں۔

پہلے جملے میں ''کھیل رہے ہیں'' اور دوسرے جملے میں ''جا رہے ہیں'' ایسے الفاظ ہیں جو کسی کام کے کرنے یا ہونے کا پتہ دے رہے ہیں۔

فعل: وہ کلمہ جس سے کسی کام کا کرنا یا ہونا معلوم ہو، فعل کہلاتا ہے۔

5. ان جملوں پر غور کیجئے۔

- یہ لڑکا تیز دوڑتا ہے۔
- طلبہ محنت سے پڑھ رہے ہیں۔

پہلے جملے میں تیز دوڑنے کی اور دوسرے جملے میں محنت سے پڑھنے کی خصوصیت ہے۔ جو فعل کی کیفیت کو بتا رہے ہیں۔

متعلق فعل: وہ کلمہ جو فعل کی حالت یا کیفیت کو بیان کرتا ہے متعلق فعل کہلاتا ہے۔

مشق-2 ان جملوں میں مختلف مستقل کلموں کی نشاندہی کر کے جدول میں مناسب عنوان کے تحت لکھیے۔

- جلدی جلدی جاؤ۔
- تم محنت سے پڑھو۔
- لڑکا ہنس رہا ہے۔
- تم جاؤ۔
- آپ آئے۔
- فیصل لکھ رہا ہے۔
- مٹھائی کھاؤ۔
- کپڑا رنگین ہے۔
- بارش تیز برس رہی ہے۔

اسم	ضمیر	صفت	فعل	متعلق فعل

II. سمجھنا اور اظہار خیال کرنا

(الف) عبارت پڑھ کر دیئے گئے سوالوں کے جواب لکھیے۔

ایک زمانہ تھا کہ لوگ فرش پر دسترخوان بچھاتے، آلتی پالتی مار کر بیٹھتے اور کھانا کھاتے۔ پھر جو زمانہ بدلا تو ان کے نیچے کرسیاں اور سامنے میز بچھ گئی جس پر کھانا چن دیا جاتا۔ مگر زمانہ کبھی ایک حالت میں قیام نہیں کرتا۔ چنانچہ اب کی بار جو اس نے کروٹ بدلی تو سب سے پہلے پلیٹ کو ہتھیلی پر سجا کر اور سروقد کھڑے ہو کر طعام سے ہم کلام ہونے کی روایت قائم ہوئی۔ پھر ٹہل ٹہل کر اس پر طبع آزمائی ہونے لگی۔ انسان اور جنگل کی مخلوق میں جو ایک واضح فرق پیدا ہو گیا تھا کہ انسان ایک جگہ بیٹھ کر کھانا کھانے لگا تھا جبکہ جنگلی مخلوق چراگاہوں میں چرتی پھرتی تھی اور پرندے دانے دنکے کی تلاش میں پورے کھیت کو تختۂ مشق بناتے تھے۔

اگر مجھ سے پوچھا جائے کہ کیا ہماری تہذیب کا گراف نیچے سے اوپر کی طرف گیا ہے تو میں کہوں گا کہ بے شک ایسا ہرگز نہیں ہوا ہے کیونکہ ہم نے فرش پر چوکڑی مار کر بیٹھنے کی روایت کو ترک کر کے کھڑے ہو کر اور پھر چل کر کھانے کے وتیرے کو اپنا لیا ہے، جو چرنے اور دانہ دنکا چگنے ہی کا ایک جدید روپ ہے۔ کسی بھی قوم کے اوپر جانے یا نیچے آنے کا منظر دیکھنا مقصود ہو تو یہ نہ دیکھیے کہ اس کے قبضۂ قدرت میں کتنے علاقے اور خزانے آئے یا چلے گئے، فقط یہ دیکھیے کہ اس نے طعام اور شرکائے طعام کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

1. کھانا کھانے کا روایتی طریقہ کیا ہے؟
2. انسان اور جنگل کی مخلوق میں واضح فرق کیا تھا؟
3. کھانا کھانے کا جدید روپ کونسا ہے؟
4. کیوں کہا گیا ہے کہ ہماری تہذیب کا گراف نیچے سے اوپر کی طرف نہیں گیا؟
5. کسی قوم کی تہذیب کی ترقی کا اندازہ کس بات سے لگایا جا سکتا ہے؟

(ب) عبارت پڑھ کر صحیح جواب کی نشاندہی کیجئے۔

دنیا میں یہ بات قریباً ناممکن ہے کہ تمام لوگ ایک رائے پر گو وہ کیسی ہی صحیح و سچ ہو متفق ہو جائیں۔ پس ضرور ہے کہ آپس میں اختلاف رائے ہو۔ نیک آدمی اپنے مخالف کی رائے کو نہایت نیک دلی سے سوچتا ہے اور ہمیشہ یہ ارادہ رکھتا ہے کہ اگر اس میں کوئی اچھی بات ہو تو اس کو چن لوں اور اگر مجھ میں کوئی غلطی ہو تو اس کو صحیح کر لوں اور جب ایسی کوئی بات اس میں نہیں پاتا تو اپنے مخالف کی غلطیوں

کی اصلاح کے درپے ہوتا ہے اور ان غلطیوں کو اس طرح پر بتاتا ہے جیسے ایک دل سوز دوست بتاتا ہے۔ کہیں کہیں طبیعت کو تر و تازہ کرنے کے لیے نہایت دل چسپ ظرافت بھی کر بیٹھتا ہے اور کبھی کبھی کوئی لطیفہ بھی بول اٹھتا ہے اور باوجود مخالفت کے ایک دوسرے کو فائدہ پہنچتا ہے۔

1. دنیا میں تمام لوگوں کا ایک رائے پر متفق ہونا کیسا ہے؟ ( )

A) ناممکن نہیں ہے
B) ممکن نہیں ہے
C) درست نہیں ہے
D) غلط نہیں ہے

2. نیک آدمی اپنے مخالف کی رائے سن کر کیا کرتا ہے؟ ( )

A) مخالف کی ذاتی برائیوں پر بحث کرتا ہے
B) مخالف پر الزام تراشی کرتا ہے
C) اپنی غلطی ہو تو اس کی اصلاح کرتا ہے
D) مخالف سے ناراض ہو جاتا ہے

3. نیک آدمی اپنے مخالف کی غلطیوں کی اصلاح کی کوشش کب کرتا ہے؟ ( )

A) مخالف جب اس کی اصلاح کی کوشش کرتا ہے
B) مخالف جب اس پر غلط نکتہ چینی کرتا ہے
C) مخالف جب اس سے سخت کلامی کرتا ہے
D) مخالف جب اس کا دوست بن جاتا ہے

4. نیک آدمی اپنے مخالف کی غلطیوں کو کس طرح بتاتا ہے؟ ( )

A) اس کو بدنام کرتے ہوئے
B) اس کا مذاق اڑاتے ہوئے
C) غیر مہذب طریقے سے
D) دردمندی کے ساتھ

5. لوگوں میں مخالفت کے باوجود ایک دوسرے کو فائدہ کب پہنچتا ہے؟ ( )

A) جب لوگ اپنی اصلاح کے لیے فکرمند ہوں
B) جب لوگ دوسروں کی اصلاح کے لئے فکرمند ہوں
C) جب لوگ اپنی اصلاح سے گریز کرتے ہوں
D) جب لوگ برائیوں پر متفق ہوتے ہوں

III. اظہار مافی الضمیر/تخلیقی اظہار

خود لکھنا

(الف) حسب ذیل سوالوں کے جواب چار تا پانچ جملوں میں لکھئے۔

1. بچوں کے ساتھ آپ ﷺ کا کیا سلوک تھا، لکھئے۔
2. ابوجہل نے آپ ﷺ کے تعلق سے کیا کہا۔ بیان کریں۔
3. بڑھیا کے ساتھ آپ ﷺ نے کس طرح بذلہ سنجی فرمائی۔
4. علامہ سلیمان ندوی کی علمی و ادبی عظمت کو قلمبند کیجئے۔

(ب) حسب ذیل سوالوں کے جواب آٹھ تا دس جملوں میں لکھئے۔

1. ''آپ ﷺ امین تھے۔'' اس بات کو کسی واقعے سے ثابت کیجئے۔

III. تخلیقی اظہار/توصیف

1. حضرت محمد ﷺ کے اخلاق حسنہ پر ایک مضمون تحریر کیجئے۔
2. سیرت النبی ﷺ کے جلسے کو منعقد کرنے کے لئے ایک پوسٹر تیار کیجئے۔

شعری انتخاب

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اگر اسی میں ہو خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

اقبالؔ

میں کن استعدادوں کا حامل ہوا (خود کی جانچ)

1. سبق پڑھ کر میں پیارے نبی ﷺ کے اخلاق حمیدہ کے بارے میں بیان کرسکتا ہوں/کرسکتی ہوں۔ ہاں / نہیں
2. الفاظ کے معنی، واحد جمع لکھ سکتا ہوں/لکھ سکتی ہوں۔ ہاں / نہیں
3. محاوروں کو جملوں میں استعمال کرسکتا ہوں/کرسکتی ہوں۔ ہاں / نہیں
4. مستقل اور غیر مستقل کلموں کی شناخت کرسکتا ہوں/کرسکتی ہوں۔
5. سیرت النبی ﷺ کے جلسے کے انعقاد کے لیے پوسٹر تیار کرسکتا ہوں/کرسکتی ہوں۔ ہاں / نہیں
6. مصنف کے حالات زندگی تحریر کرسکتا ہوں/کرسکتی ہوں۔ ہاں / نہیں

فرہنگ

الفاظ		معنی
دادودہش	۔	انعام سے نوازنا
معجزہ	۔	وہ کام جو انسانی طاقت سے باہر ہو/انبیا کے ذریعے ایسے واقعہ کا انجام دینا جو انسانی عقل سے بالاتر ہو
فاقہ	۔	بھوکے رہنا
حقیر	۔	چھوٹا، ادنیٰ
عزم واستقلال	۔	مضبوط ارادہ
نیست ونابود ہونا	۔	ختم ہونا۔مٹ جانا
دندان	۔	دانت
بدعہدی	۔	بات سے پھر جانا/وعدہ خلافی کرنا
عاریت لینا	۔	ادھار لینا
تاوان ادا کرنا	۔	جرمانہ ادا کرنا
تر	۔	بھیگا ہوا
صلح حدیبیہ	۔	وہ صلح نامہ جو اہل مکہ اور مسلمانوں کے درمیان حدیبیہ کے مقام پر ہوا
وار کرنا	۔	حملہ کرنا
حوالے کرنا	۔	سپرد کرنا

واحد		جمع
غرض	۔	اغراض
خدمت	۔	خدمات
تکلیف	۔	تکالیف
قبیلہ	۔	قبائل
تحفہ	۔	تحائف
حکم	۔	احکام
مدد	۔	امداد
حق	۔	حقوق
معاملہ	۔	معاملات
تکالیف	۔	تکلیف

اضداد

رحم دل	۔	سنگدل
بھلائی	۔	برائی
تر	۔	خشک

3 اپنے وطن میں سب کچھ ہے پیارے

حفیظ جالندھری

حصول طلب استعدادیں۔اکتسابی نتائج

اس سبق کی تکمیل کے بعد آپ حسب ذیل استعدادوں میں اکتسابی نتائج حاصل کر پا سکتے ہیں۔

I. زبان شناسی

الف) **لفظیات:** الفاظ کے مترادفات لکھنے، مرکب الفاظ کی نشاندہی کرنے اور الفاظ کو جملوں میں استعمال کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔

ب) **قواعد:** اسم کے اقسام سے واقف ہو سکتے ہیں۔

II. سمجھنا اظہار خیال کرنا

الف) دیا گیا متن یا اشعار پڑھ کر سوالوں کے جواب دے سکتے ہیں۔

ب) اپنے وطن کے خوبصورت و دلکش نظاروں کے بارے میں اظہار خیال کر سکتے ہیں۔

III. اظہار مافی الضمیر۔تخلیقی اظہار

الف) سوالوں کے جواب تجزیاتی طور پر لکھ سکتے ہیں۔

ب) شاعر حفیظ جالندھری کے کلام کی خصوصیات کے بارے میں لکھ سکتے ہیں۔

ج) ماں باپ کی بے لوث خدمت کرنے والوں کی ستائش کرتے ہوئے خط لکھ سکتے ہیں۔

د) حب الوطنی کو اجاگر کرنے والے نعرے تحریر کر سکتے ہیں۔

طلباء کے لیے ہدایات

- سبق کا مطالعہ کیجیے اور جن الفاظ کے معنی نہ جانتے ہوں ان کو خط کشیدہ کیجیے۔
- ان الفاظ کے معنی کتاب کی فرہنگ یا لغت دیکھ کر معلوم کیجیے۔
- سبق کا دوبارہ مطالعہ کیجیے اور اسے سمجھئے۔
- اس سبق کے جو امور آپ کی سمجھ میں نہ آئے ہوں ان کے بارے میں آپ کے قرب و جوار میں موجود کسی معلم یا کسی تعلیمی مرکز کے معلم سے گفتگو کر کے معلومات حاصل کیجیے۔
- سبق کا بغور مطالعہ کر کے باکس میں دیئے گئے سوالوں کے جواب تلاش کیجیے۔

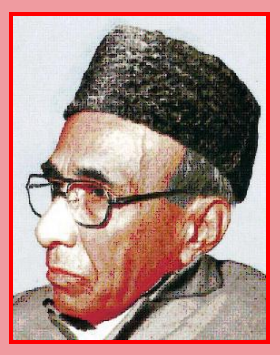
سبق کی تمہید

سبق ''اپنے وطن میں سب کچھ ہے پیارے'' شعری صنف ''گیت'' سے تعلق رکھتا ہے۔ گیت بنیادی طور پر غزل کی طرح ایک داخلی اور غنائی صنف سخن ہے۔ اس میں شخصی اور دلی جذبات کا اظہار ہوتا ہے۔ عام طور پر گیت کے موضوع عشق و محبت کے مضامین ہوتے ہیں۔ دور جدید کے شعراء نے اس کے موضوعات کو کافی وسعت دی ہے اور اس میں، سیاسی، سماجی معاشی و معاشرتی موضوعات کو بھی شامل کیا ہے۔ گیت میں کئی بند ہوتے ہیں۔ ہر بند کے بعد گیت کا پہلا مصرع یا اس مصرعے کا ایک حصہ دہرایا جاتا ہے۔ اس کو ٹیپ کا مصرع کہا جاتا ہے۔ گیت میں عموماً چار یا پانچ بند ہوتے ہیں اور ان میں تسلسل کے ساتھ ایک ہی خیال یا جذبے کا اظہار ہوتا ہے۔ یہ گیت حفیظ جالندھری کے مجموعہ کلام ''تلخابۂ شیریں'' سے لیا گیا ہے۔

سبق کا پس منظر/مقصد

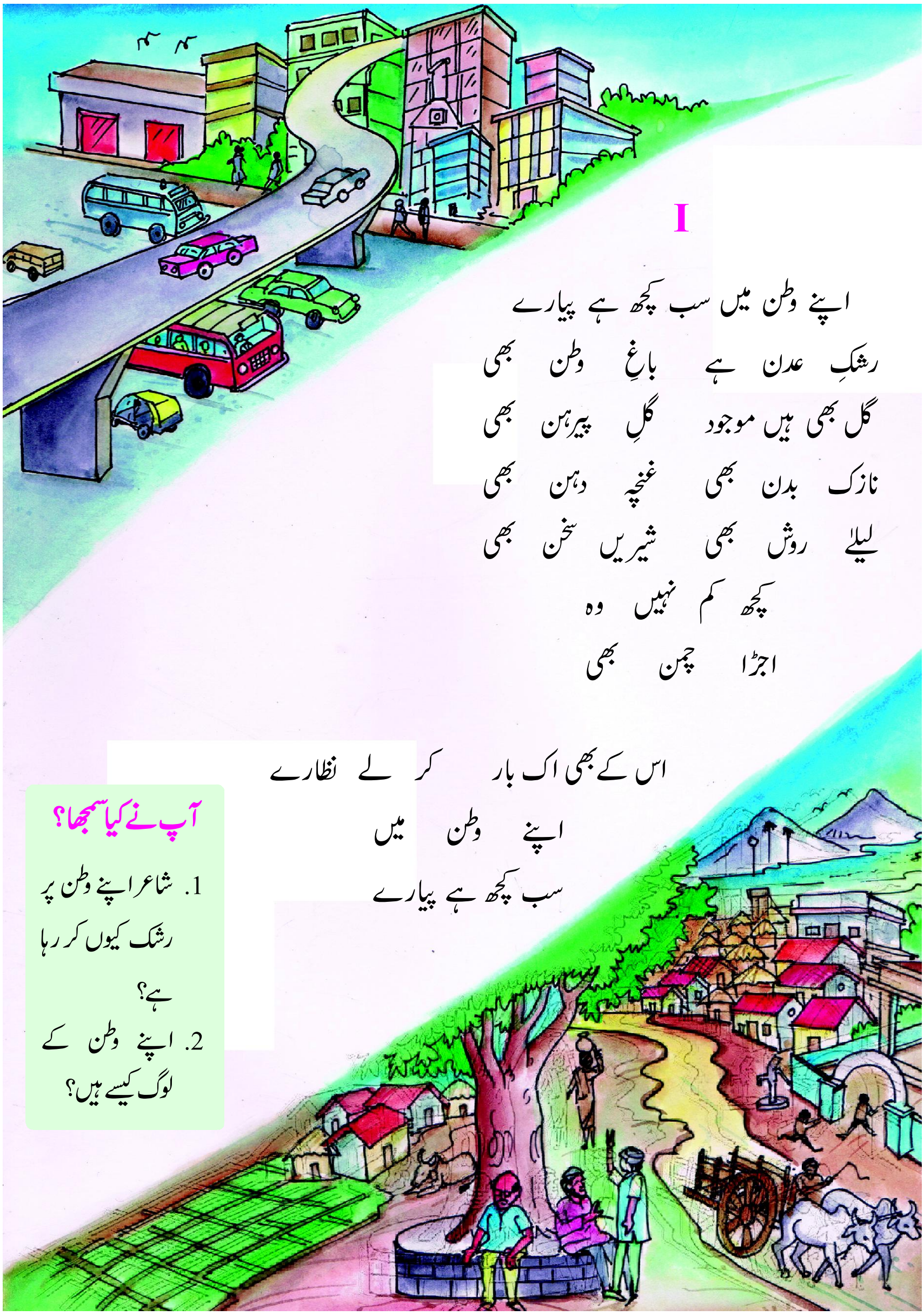
دور جدید میں نوجوان فکر معاش میں اپنا گھر، اپنے ماں باپ، بیوی بچوں کو چھوڑ کر اپنی صلاحیتوں اور قابلیتوں کا استعمال پرائے دیسوں میں کر رہے ہیں۔ اس کے باوجود بھی وہ وہاں کسمپرسی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ شاعر نے دیار غیر میں موجود ان نوجوانوں کو اپنے وطن کی اہمیت اور رشتوں کا احساس دلانے کی کوشش کر رہا ہے۔

شاعر کا تعارف



ولادت:
14 رجنوری 1900ء
بمقام جالندھر
وفات:
21 رڈسمبر 1983ء
بمقام لاہور

حفیظ جالندھری کا پورا نام حفیظ الدین تھا۔ 14 رجنوری 1900ء کو جالندھر میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام شمس الدین تھا۔ وہ حافظ قرآن تھے۔ حفیظ نے زیادہ تعلیم حاصل نہیں کی۔ وہ ایک فطری شاعر تھے۔ انہوں نے اپنی ریاضت سے شاعری میں کمال پیدا کیا۔ روانی اور ترنم کے علاوہ ان کے کلام کی خصوصیت نرم اور شیریں الفاظ کا استعمال بھی ہے۔ ان کا ایک اہم شعری کارنامہ ''شاہ نامہ اسلام'' ہے۔ جس میں انہوں نے اسلام کی منظوم تاریخ قلمبند کی اور اسلام کی عظمت کو پیش کیا ہے۔ شاہ نامہ اسلام کے علاوہ ان کے کلام کے تین مجموعے ''نغمہ زار (1925)''، ''سوز و ساز (1932)'' اور ''تلخابۂ شیریں (1932)'' شائع ہوئے۔ حفیظ کا انتقال 1983ء میں ہوا۔



I

اپنے وطن میں سب کچھ ہے پیارے
رشکِ عدن ہے باغِ وطن بھی
گل بھی ہیں موجود گلِ پیرہن بھی
نازک بدن بھی غنچہ دہن بھی
لیلےٰ روش بھی شیریں سخن بھی
کچھ کم نہیں وہ
اجڑا چمن بھی

اس کے بھی اک بار کر لے نظارے
اپنے وطن میں
سب کچھ ہے پیارے

آپ نے کیا سمجھا؟

1. شاعر اپنے وطن پر رشک کیوں کر رہا ہے؟
2. اپنے وطن کے لوگ کیسے ہیں؟

II

اپنے وطن میں سب کچھ ہے پیارے

مئے خانے بھی ہیں پیرِ مغاں بھی

ہنگامے بھی ہیں خاموشیاں بھی

لطفِ بہاراں رنگِ خزاں بھی

ساگر بھی موجود آبِ رواں بھی

جو کچھ یہاں ہے

سب ہے وہاں بھی

پھرتے ہو بے کار کیوں مارے مارے

اپنے وطن میں

سب کچھ ہے پیارے

آپ نے کیا سمجھا؟

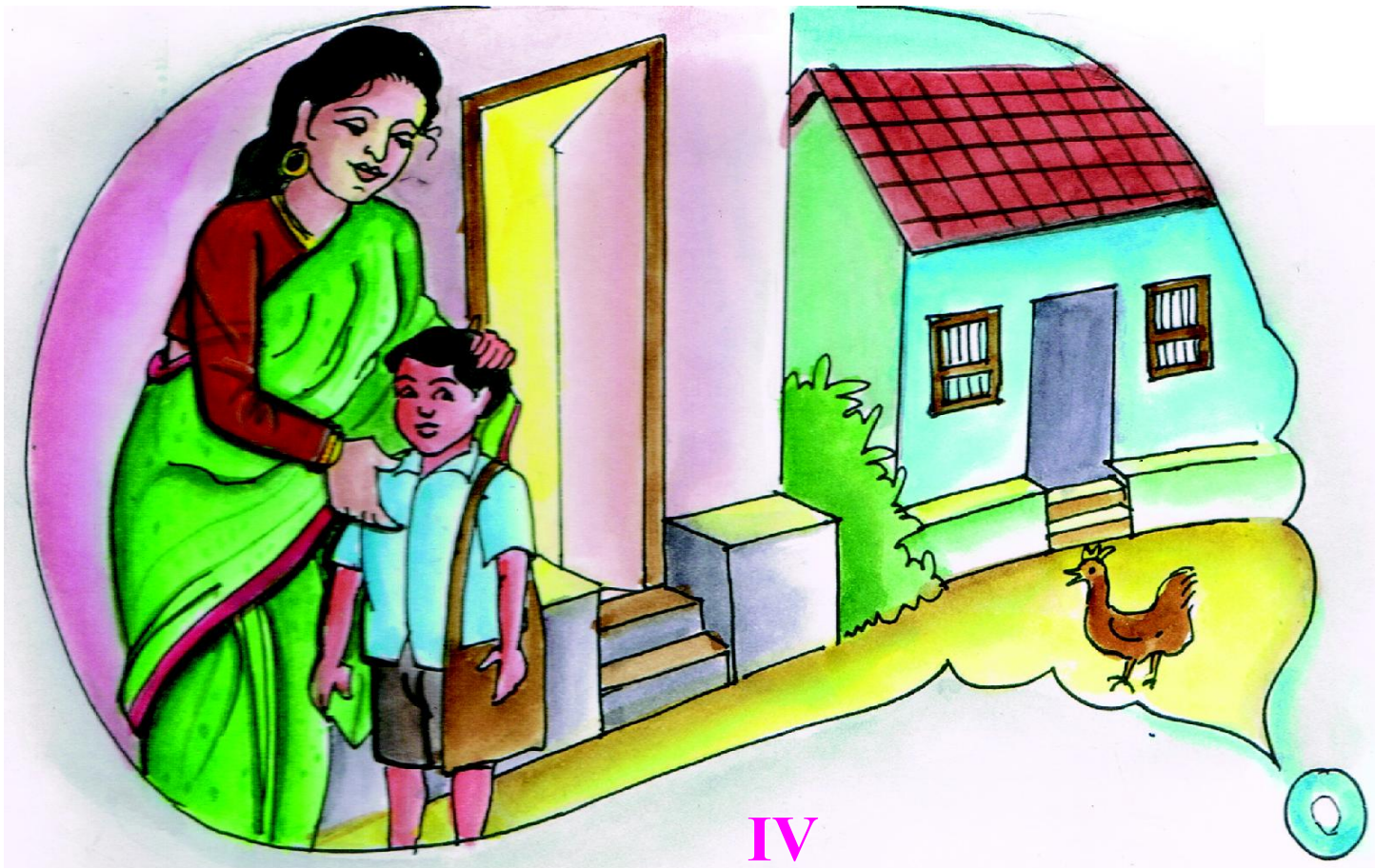
1. شاعر اپنے وطن کے کن حالات کا ذکر کر رہا ہے؟
2. شاعر مارے مارے پھرنے سے کیوں منع کر رہا ہے؟

III

اپنے وطن میں سب کچھ ہے پیارے
اپنے وطن کے دن رات نیارے
وہ چاند سورج نوری غبارے
وہ ندّیاں ہیں امرت کے دھارے
دنیا سے اونچے پربت ہمارے
باغ اور آکاش
پھول اور تارے
سب منتظر ہیں میرے تمہارے
اپنے وطن میں
سب کچھ ہے پیارے

آپ نے کیا سمجھا؟

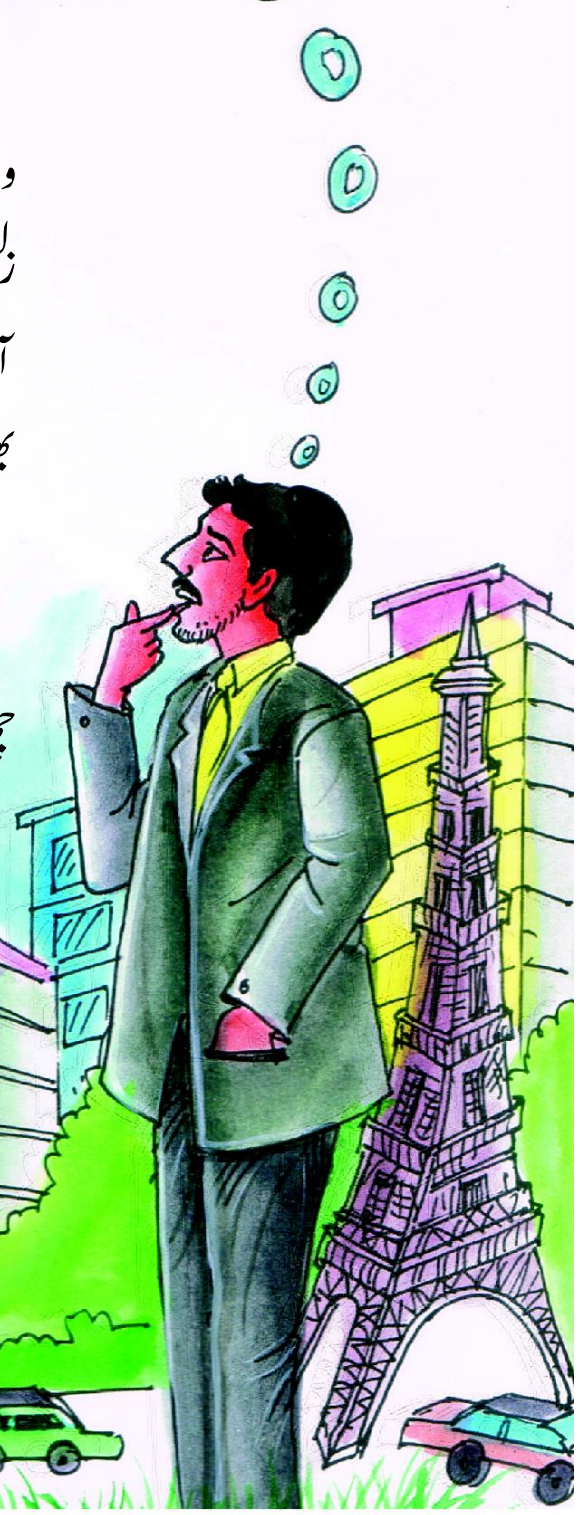
1. وطن کے دن رات کیسے ہیں؟
2. وطن کے پہاڑ اور ندیاں کیسی ہیں؟



IV

اپنے وطن میں سب کچھ ہے پیارے

وہ سیدھی سادی بچوں کی مائیں
زلفیں ہیں جن کی کالی گھٹائیں
آنچل میں جن کے ٹھنڈی ہوائیں
بھولو گے کب تک ان کی وفائیں
کب تک کروگے
ان پر جفائیں
چھوڑا ہے ان کو کس کے سہارے
اپنے وطن میں
سب کچھ ہے پیارے



آپ نے کیا سمجھا؟

1. شاعر نے ماؤں کے سراپے کو کس طرح بیان کیا ہے؟
2. دیارِ غیر میں رہنے والے لوگوں کے ماں باپ اکثر کس برے سلوک کا شکار ہوتے ہیں؟

خلاصہ

نظم ''اپنے وطن میں سب کچھ ہے پیارے'' میں حفیظ جالندھری اپنے ان ہم وطنوں سے مخاطب ہیں جو کسی وجہہ سے وطن سے دور چلے گئے ہیں۔ شاعر اپنے وطن کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میرا وطن جنت کی طرح خوبصورت ہے جس کو دیکھ کر رشک آتا ہے۔ یہاں گل بھی موجود ہیں اور اتنے اچھے لوگ بھی موجود ہیں جن سے محبت کی جاسکتی ہے۔ جو نفیس بھی ہیں اور خوبصورت بھی۔ یہاں کے لوگ محبت کرنے والے اور خوش گفتار ہیں۔ ان کے ساتھ ساتھ یہاں دور قدیم کی یادگاریں موجود ہیں جو اپنی خستہ حالی کے باوجود بھی دیکھنے کے لائق ہیں۔ کاش تو ان ایک بار بھی نظارہ کر لیتا تو پتہ چل جاتا کہ اپنے وطن میں بھی سب کچھ ہے۔

دوسرے بند میں شاعر اپنی اعتدال پسندی کا ثبوت دیتے ہوئے کہہ رہا ہے کہ اپنے وطن میں ایک طرف شراب خانے ہیں تو دوسری طرف ولی صفت لوگ بھی موجود ہیں۔ اگر زندگی کے ہنگامے ہیں تو وہیں خاموشیاں بھی ہیں۔ اگر بہار کی لذت ہے تو وہیں خزاں کا رنگ بھی ہے۔ اگر وسیع و عریض پرسکون سمندر بھی ہے تو وہیں بہتے ہوئے دریا بھی ہیں۔ جو کچھ وہاں ہے سب یہاں بھی موجود ہے تو پھر بیکار مارے مارے پھرنے کی وجہہ کیا ہے۔ اپنے وطن میں سب کچھ موجود ہے۔

تیسرے بند میں شاعر کہہ رہا ہے کہ اپنے وطن کے دن رات نرالے اور انوکھے ہیں۔ یہاں چاند اور سورج نور کے غبارے معلوم ہوتے ہیں۔ بہتی ہوئیں ندیاں گویا آب حیات ہیں۔ دنیا کے اونچے پہاڑ ہمارے دیس میں ہیں۔ باغ کے پھول اور آسمان کے تارے سب میرے اور تمہارے منتظر ہیں۔ اپنے وطن میں سب کچھ موجود ہے۔

چوتھے بند میں شاعر دیار غربت میں رہنے والوں کو ان کی زندگی کی سب سے قیمتی شئے یعنی ماں کے وجود کا احساس دلاتے ہوئے کہہ رہا ہے کہ وہ سیدھی سادی مائیں جو اپنے آپ کو بچوں کے لیے وقف کر دیتی ہیں جو بچوں کے سارے تکالیف کو اپنے آنچل میں سمیٹ لیتی ہیں۔ شاعر یہاں سوالیہ انداز میں ماں کو چھوڑ کر جانے والے ان نوجوانوں سے پوچھ رہا ہے کہ کب تک ان کی وفاؤں کو بھولے رہو گے۔ کب تک ان پر زیادتی کرو گے اور ان کو کس کے سہارے چھوڑو گے؟

آیئے لسانی استعدادیں حاصل کریں

I. زبان شناسی

لفظیات

(A) دیئے گئے جدول میں سے الفاظ اور ان کے مترادفات تلاش کیجیے اور مثال کے مطابق لکھیے۔

آفتاب	کلی	چاند	آکاش	لباس	سخن
غنچہ	آسمان	شگوفہ	کلام	خورشید	جنت
گفتگو	پیراہن	سورج	مہتاب	گلشن	فلک
چمن	قمر	بہشت	عدن	پوشاک	باغ

مثال: غنچہ ـــــــــ کلی ـــــــــ شگوفہ ـــــــــ

_____ _____ _____

_____ _____ _____

_____ _____ _____

_____ _____ _____

_____ _____ _____

_____ _____ _____

_____ _____ _____

(B) ذیل میں چند مرکب الفاظ کے معنی دیئے گئے ہیں، ان کے لیے موزوں مرکب لفظ گیت سے ڈھونڈ کر لکھیے۔

1. میٹھی زبان والا : _____
2. بہتا ہوا پانی : _____
3. جس کا منہ چھوٹا اور کلی کی طرح خوبصورت ہو : _____

(C) درج ذیل الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجئے۔

1. آنچل : _____

2. پیرہن : _____

3. منتظر : _____

4. شیریں سخن : _____

قواعد

(الف) اسم کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔

1. اسم خاص 2. اسم عام

1. ذیل کے جملے غور سے پڑھیے۔

- راشد اچھا لڑکا ہے۔
- آصف دہلی جائے گا۔
- حیدرآباد تلنگانہ کا صدر مقام ہے۔
- کوہ نور ایک ہیرا ہے۔
- ہندوستان ہمارا ملک ہے۔

ان جملوں میں راشد، آصف، دہلی، حیدرآباد، تلنگانہ، کوہ نور اور ہندوستان جیسے الفاظ کا استعمال ہوا ہے۔ آئے ہیں۔ یہ سب کسی شخص، مقام یا چیز کے خاص نام کو ظاہر کرتے ہیں۔

اسم خاص: وہ نام جو کسی خاص شخص، خاص شئے، خاص مقام کو ظاہر کرے، ''اسم خاص'' کہلاتا ہے۔

مشق-1 ان جملوں میں اسم خاص کی نشاندہی کر کے قوسین میں لکھیے۔

1. چار مینار ایک تاریخی عمارت ہے۔ ( )
2. اصفیہ نیک لڑکی ہے۔ ( )
3. جئے پور کو گلابی شہر کہا جاتا ہے۔ ( )
4. ناگرجنا ساگر ایک بہترین تفریحی مقام ہے۔ ( )
5. موسیٰ ندی اننت گری پہاڑ سے نکلتی ہے۔ ( )

2. ذیل کے جملے غور سے پڑھیے۔

- لڑکا کھیل رہا ہے۔
- کتاب کھلی ہے۔
- شاندار عمارت ہے۔
- مدرسہ کو چھٹی ہے۔

ان جملوں میں لڑکا، کتاب، باغ اور مدرسہ کے الفاظ عام شخص، عام مقام اور عام چیز کو ظاہر کر رہے ہیں۔

وہ نام جو کسی آدمی، شئے، مقام کے عمومی نام کو ظاہر کرے اسم عام کہلاتا ہے۔

مشق-2 ان جملوں میں اسم عام کی نشاندہی کر کے قوسین میں لکھیے۔

1. شہروں میں فضائی آلودگی ہو رہی ہے۔ ( )
2. گاؤں میں پینے کے پانی کا انتظام ہو گیا ہے۔ ( )
3. وہ کہانیوں کی کتاب ہے۔ ( )
4. لڑکے میدان میں کھیل رہے ہیں۔ ( )
5. مسجد سے اذان کی آواز آ رہی ہے۔ ( )

مشق-3 قوسین میں دیئے گئے موزوں اسم خاص سے جملوں کو مکمل کیجیے۔

(بانگ درا ۔ سید امجد حسین ۔ گوالیار ۔ دانش ۔ انجیل ۔ مکہ مکرمہ)

(1) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم.....میں پیدا ہوئے۔۔

(2) .....ممتاز رباعی گو شاعر ہیں۔

(3) .....ایک مقدس کتاب ہے۔

(4) جان نثار اختؔر.....میں پیدا ہوئے۔

(5) علامہ اقبال کا پہلا مجموعہ کلام.....ہے۔

(6) .....میدان میں کھیل رہا ہے۔

مشق-4 ان جملوں کی خالی جگہوں کو مناسب اسم عام سے پر کیجیے۔

(1) .....خوب صورت ہے۔ (لڑکی / صبا / سلمیٰ)

(2) مدینہ منورہ مقدس.....ہے۔ (گاؤں / ملک / شہر)

(3) رات کے وقت آسمان پر.....چمکتے ہیں۔ (چاند / کہکشاں / تارے)

(4) چنبیلی ایک خوشبودار.....ہے۔ (پھل / پھول / میوہ)

(5) جانور.....میں رہتے ہیں۔ (گاؤں / شہر / جنگل)

(6) دانش کا.....نیا ہے۔ (قلم / ٹوپی / موٹر)

مشق-5 مندرجہ ذیل جملوں میں سے اسمِ خاص اور اسم عام کی نشاندہی کیجیے اور قوسین میں لکھیے۔

جملے	اسمِ خاص	اسم عام
نورالحسن کے ہاتھ میں چاقو ہے۔	( )	( )
عقیل عقل مند لڑکا ہے۔	( )	( )
مکہ مسجد کا صحن بہت کشادہ ہے۔	( )	( )
گلاب خوب صورت پھول ہے۔	( )	( )
گول گنبد بے مثال عمارت ہے۔	( )	( )
بغداد ایک قدیم اور مشہور شہر ہے۔	( )	( )

II. سمجھنا اور اظہار خیال کرنا

(الف) حسب ذیل پیراگراف کو پڑھ کر دیئے گئے جملوں کی جوڑیوں میں صحیح جملوں کی شناخت کیجئے۔

ہندوستان میں تلنگانہ کی تہذیب لگ بھگ پانچ ہزار سال کی تاریخ رکھتی ہے۔ یہ علاقہ کاکتیہ، قطب شاہی اور آصف جاہی سلطنتوں کی حکمرانی میں برصغیر ہندوستان میں تہذیب وتمدن کا ایک نمائندہ مرکز بن کر ابھرا۔ حکمرانوں کی جانب سے فنون وثقافت میں دلچسپی اور سرپرستی کی بناء پر تلنگانہ ایک منفرد کثیر تہذیبی خطہ بن گیا جہاں دو مختلف تہذیبیں باہمی طور پر ارتقاء پائیں اور تلنگانہ سطح مرتفع دکن اور اس کے تہذیبی ورثے کا علمبردار بن گیا۔ جس میں ورنگل اور حیدرآباد کو مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ ان خطوں میں منائی جانے والی اہم تہذیبی تقریبات میں کاکتیہ اور دکنی تقاریب نمایاں ہیں۔ اس کے علاوہ مذہبی تہوار جو تلنگانہ میں منائے جاتے ہیں ان میں بونال، بتکمّا، دسہرہ، اگادی، سنکرانتی، میلاد النبیؐ، محرم وغیرہ اہمیت کے حامل ہیں۔ ریاست تلنگانہ طویل عرصے سے مختلف زبانوں اور تہذیبوں کا گہوارہ رہا ہے۔ اسے شمال کا جنوب اور جنوب کا شمال کہا جاتا ہے۔ اور یہ اپنی گنگا جمنی تہذیب کے لیے دنیا بھر میں مشہور ہے۔ شہر حیدرآباد جو ریاست تلنگانہ کا صدر مقام ہے، چھوٹا ہندوستان کہلاتا ہے۔

(الف)
- زمانہ قدیم سے ہی تلنگانہ کا علاقہ ایک تہذیبی مرکز رہا ہے۔ ( )
- حالیہ عرصے میں تلنگانہ کا علاقہ ایک تہذیبی مرکز بن کر ابھرا۔ ( )

(ب)
- تلنگانہ کے ایک منفرد کثیر تہذیبی مرکز بننے کا سبب حکمرانوں کی حمایت اور حوصلہ افزائی تھی۔ ( )
- تلنگانہ کے ایک منفرد کثیر تہذیبی مرکز بننے کا سبب وہاں کے عوام کی خصوصی دلچسپی تھی۔ ( )

(ج)
- بونال اور بتکمّا کا شمار تلنگانہ کے اہم تہواروں میں ہوتا ہے۔ ( )
- اونم اور بیساکھی کا شمار تلنگانہ کے اہم تہواروں میں ہوتا ہے۔ ( )

(د)
- حیدرآباد کو اس کے تہذیبی تنوع کی وجہ سے چھوٹا ہندوستان کہتے ہیں۔ ( )
- ورنگل کو اس کے تہذیبی تنوع کی وجہ سے چھوٹا ہندوستان کہتے ہیں۔ ( )

(ھ)
- تلنگانہ کی تہذیب کی نمایاں خصوصیت اس کی گنگا جمنی تہذیب ہے۔ ( )
- تلنگانہ کی اہم خصوصیت ورنگل اور حیدرآباد کی تہذیب ہے۔ ( )

(ب) ذیل میں دیئے گئے اشعار کو پڑھ کر نیچے دیئے گئے سوالوں کے جواب لکھیے۔

زندہ باد اے وطن زندہ باد اے وطن

یہ ہمالہ ترا جس کو چومے فلک
حسن کشمیر ہے خلد کی اک جھلک
تاج کے ضو پہ حیراں ہیں جن و ملک
تیری عظمت کی شوبھا اجنتا کا فن

زندہ باد اے وطن زندہ باد اے وطن

گیت ٹیگور کے، ہر غزل میرؔ کی
کچھ لکیریں حسیں تیری تصویر کی
یعنی پرچھائیاں حسین تنویر کی
تیرا ہر نقش موضوع شعر و سخن

زندہ باد اے وطن زندہ باد اے وطن

1. شاعر کو جنت کی جھلک کہاں پر نظر آ رہی ہے؟
2. تاج محل کی خوبصورتی کے بارے میں شاعر کیا کہہ رہا ہے؟
3. اجنتا کا فن کیسا ہے؟
4. ان اشعار میں ہمارے ملک کے کن عظیم شاعروں کا ذکر ہے؟
5. شعر و سخن کا موضوع کسے بنایا جا سکتا ہے؟

III. اظہار مافی الضمیر / تخلیقی اظہار

خود لکھنا

(الف) حسب ذیل سوالوں کے جواب چار تا پانچ جملوں میں لکھیے۔

1. شاعر ندیوں کو امرت کے دھارے کیوں کہہ رہا ہے؟
2. شاعر نے ماں کی کن خصوصیات کا ذکر کیا ہے؟
3. دوسرے بند میں شاعر ہمارے ملک کی کن کن چیزوں کا تقابل کر رہا ہے؟
4. حفیظؔ جالندھری کے کلام کی خصوصیات بیان کیجیے۔

(ب) حسب ذیل سوالوں کے جواب دس تا بارہ جملوں میں لکھیے۔

1. گیت میں حفیظؔ جالندھری نے وطن کی کون کونسی خوبیوں کا ذکر کیا ہے، تفصیل سے لکھیے۔

IV. تخلیقی اظہار/توصیف

1. ''حب الوطنی'' کو اجاگر کرنے والے کوئی پانچ نعرے تحریر کیجیے۔
1. اپنے ساتھیوں میں حب الوطنی کے جذبے کو فروغ دینے کے لیے کیا اقدامات کریں گے لکھیے۔

شعری انتخاب

ترک وطن کے بعد ہی قدر وطن ہوئی
برسوں مری نگاہ میں دیوار و در پھرے

فنا نظامی کانپوری

میں ان استعدادوں کا حامل ہوا

1.	دیئے گئے الفاظ کے مترادفات لکھ سکتا ہوں/لکھ سکتی ہوں۔	ہاں / نہیں
2.	مرکب الفاظ کی نشاندہی کرسکتا ہوں/کرسکتی ہوں۔	ہاں / نہیں
3.	الفاظ کو جملوں میں استعمال کرسکتا ہوں/کرسکتی ہوں۔	ہاں / نہیں
4.	اسم عام اور اسم خاص کی نشاندہی کرسکتا ہوں/کرسکتی ہوں۔	ہاں / نہیں
5.	سوالوں کے جواب تجزیاتی طور پر لکھ سکتا ہوں/لکھ سکتی ہوں۔	ہاں / نہیں
6.	حب الوطنی کے موضوع پر نعرے لکھ سکتا ہوں/لکھ سکتی ہوں۔	ہاں / نہیں

فرہنگ

الفاظ	معنی
رشک عدن	ایسا خوبصورت باغ جس پر جنت کو بھی رشک آئے
پیرہن	لباس
گل	پھول
غنچہ دہن	جس کا منہ چھوٹا اور کلی کی طرح خوبصورت ہو
شیریں سخن	خوش گفتار
مئے خانہ	مئے کدہ، شراب خانہ
پیر مغاں	مخدوم، قابل تعظیم
لطف بہاراں	بہار کے موسم کا لطف
رنگ خزاں	پت جھڑ کے موسم کا رنگ

الفاظ	معنی
آب رواں	بہتا ہوا پانی
امرت	آب حیات
منتظر	انتظار کرنے والا
نوری غبارے	نور سے بھرے ہوئے ہوا میں اڑنے والے بیلون
پربت	پہاڑ
آنچل	دوپٹے کا سرا، دامن کا کنارہ
نیارا	انوکھا، نرالا
وفا	ساتھ دینا، خیر خواہی
جفا	ظلم، زیادتی
روش	طور، طریقہ
گھٹا	بادل

4 کیا وقت ہے

زینت ساجدہ

حصول طلب استعدادیں۔اکتسابی نتائج

اس سبق کی تکمیل کے بعد آپ حسب ذیل استعدادوں میں اکتسابی نتائج حاصل کر پا سکتے ہیں۔

I. زبان شناسی

الف) **لفظیات:** س سبق کے ذریعے نئے الفاظ کے معنی رمترادفات، اضداد، واحد جمع لکھ سکتے ہیں اور محاوروں کو جملوں میں استعمال کرنے پر قادر ہو سکتے ہیں۔

ب) **قواعد:** مستقل کلموں کے اقسام سے واقف ہو سکتے ہیں۔

II. سمجھنا اظہار خیال کرنا

الف) اس افسانے کے مطالعے کے بعد آپ ضعیف لوگوں کی ذہنی کیفیت اور ان کے مسائل کو سمجھ سکتے ہیں۔

ب) اس کے علاوہ آپ ضعیف اور معمر لوگوں کے مسائل کو حل کرنے کے لیے تجاویز پیش کر سکتے ہیں۔

III. اظہار مافی الضمیر۔تخلیقی اظہار

الف) سبق میں دیئے گئے سوالوں کے جواب اپنے الفاظ میں لکھنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔

ب) اپنے محلے میں منائے گئے 'یوم معمرین' کی رپورٹ تیار کر سکتے ہیں۔

ج) مدر ٹریسا کی سماجی و انسانی خدمات کی توصیف بیان کر سکتے ہیں۔

طلباء کے لیے ہدایات

- سبق کا مطالعہ کیجئے۔جن الفاظ کے معنی آپ نہ جانتے ہوں ان کے نیچے خط کھینچئے۔
- خط کشیدہ الفاظ کے معنی کتاب کی فرہنگ یا لغت دیکھ کر معلوم کیجئے۔
- سبق کو دوبارہ پڑھ کر سمجھنے کی کوشش کیجئے۔
- اس سبق کے جو امور آپ کی سمجھ میں نہ آئے ہوں ان کے بارے میں آپ کے قرب و جوار میں موجود کسی معلم یا کسی تعلیمی مرکز کے معلم سے گفتگو کر کے معلومات حاصل کیجئے۔
- باکس میں دیئے گئے سوالات کے جواب سبق کا بغور مطالعہ کر کے دیجئے۔

سبق کی تمہید

سبق ''کیا وقت ہے'' نثری نصف 'افسانے' سے تعلق رکھتا ہے۔ مختصر افسانہ وہ تحریری قصہ ہے جسے ایک نشست میں پڑھ لیا جائے۔ عام طور پر تسلیم شدہ ہے کہ یہ فکشن کی سب سے مختصر شکل ہے جس میں قصہ، پلاٹ، کردار، نقطہ عروج، زماں و مکاں کے ساتھ وحدت تاثر کا ہونا لازمی ہے۔ افسانے کے اجزائے ترکیبی یہ ہیں۔

1. پلاٹ 2. کردار 3. مکالمہ 4. جذبات نگاری 5. منظر کشی

یہ افسانہ زینت ساجدہ کی تصنیف اسلوب بیاں اور (انشائیے اور افسانے) سے لیا گیا ہے۔

سبق کا پس منظر/مقصد

آج کے بدلتے ہوئے دور میں سماجی اقدار بھی بدلتے جا رہے ہیں۔ ماضی میں والدین کی فرمانبرداری، بزرگوں کا احترام اور ضعیف اور معذور افراد کی دیکھ بھال کرنے کو اپنی سعادت اور خوش بختی سمجھا جاتا تھا۔ لیکن اس تیز رفتار مادہ پرست دور میں لوگ رشتوں کی اہمیت اور انسانیت کو فراموش کرتے جا رہے ہیں۔ اسی پس منظر میں مصنفہ نے یہ افسانہ تحریر کیا ہے تاکہ سماج میں مٹتے ہوئے اخلاقی اقدار کے تئیں شعور بیدار کیا جائے۔

مصنف کا تعارف

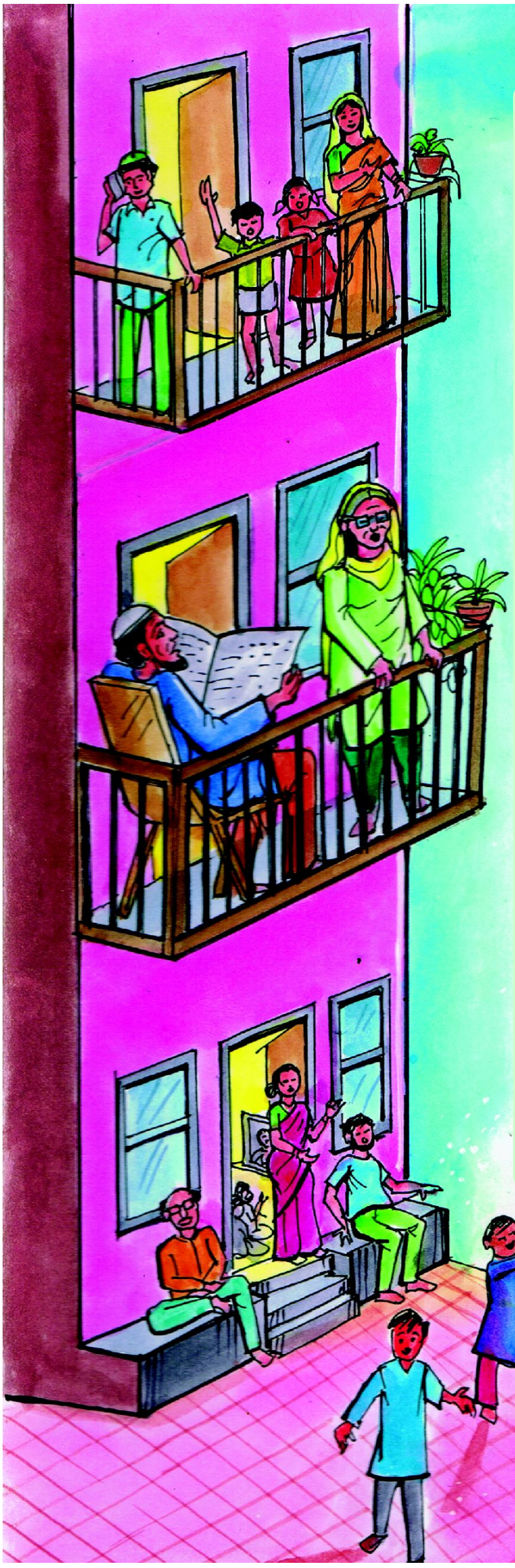


ولادت:
28/مئی
1924ء
رائچور

وفات:
4/ڈسمبر
2008ء

سرزمین دکن کو اپنی جن مایہ ناز شخصیتوں پر فخر ہے، ان ہی میں زینت ساجدہ بھی ایک تھیں۔ وہ ایک محقق، مرتب، مدون اور افسانہ نگار تھیں۔ اسکے علاوہ وہ ایک ہر دلعزیز استاد کی حیثیت سے بھی مشہور و مقبول ہوئیں۔ زینت ساجدہ ایک مذہبی گھرانے میں 28/مئی 1924ء کو رائچور میں پیدا ہوئیں۔ ان کے والد مصطفیٰ علی بیگ محکمہ تعلیمات سے وابستہ تھے۔ انہوں نے نامپلی ہائی اسکول کلیہ اناث سے میٹرک پاس کیا۔ جامعہ عثمانیہ سے ایم اے (اردو) کیا۔ ڈاکٹر زورؔ اور پروفیسر سجاد ان کے استاد تھے۔ ان کا مقالہ اشرف بیابانی کا شہادت نامہ ''نوسر ہار'' تھا جو اردو ادب کا اولین شہادت نامہ ہے۔ وہ کئی علمی و ادبی، ثقافتی سرگرمیوں سے وابستہ رہیں۔ وہ انجمن ترقی اردو آندھرا پردیش کی رکن عاملہ بھی تھیں۔

ان کی تصانیف حیدرآباد کے ادیب، تلگو ادب کی تاریخ، کلیات شاہی، نوسر ہار ہیں۔ زینت ساجدہ کا اسلوب بہت ہی صاف اور سلیس ہے۔ ان کا شمار تنقیدی شعور کے حامل اساتذہ میں ہوتا ہے۔ ان کا انتقال 4/ڈسمبر 2008ء کو ہوا۔



I

سامنے والی عمارت دومنزلہ ہے۔ نیچے اور اوپر کئی فلیٹ بنے ہیں۔ اوپر کی منزل کے ایک فلیٹ کی بالکنی کے ایک کونے میں ایک بوڑھا اور بڑھیا ہیں۔ صبح، شام جب کبھی نظر اس طرف اٹھتی ہے، وہ دونوں یونہی آمنے سامنے اپنی اپنی کرسی پر بیٹھے دکھائی دیتے ہیں۔ بوڑھے کے ہاتھ میں اخبار ہوتا ہے، وہ کبھی پڑھتا ہے اور کبھی پڑھتے پڑھتے اونگھ جاتا ہے۔ بڑھیا بالکنی کی ریلنگ کے سہارے بیٹھی خالی خالی نظروں سے بستی کو تکے جاتی ہے۔ وہ دیکھتی ہے مگر شاید کچھ نہیں دیکھتی، سنتی ہے پر کچھ نہیں سنتی۔ دونوں کی عمر کیا ہے، اس کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ بڑھاپے کی جس منزل میں وہ ہیں، وہاں سالوں کا حساب اور عمر کا سوال بے معنی ہوجاتا ہے۔ ان کے چہروں کی کیفیت میں یکسانیت اور ٹھہراؤ ہے۔ کبھی ان میں کوئی فرق دکھائی نہیں دیتا۔ نہ غم نہ خوشی، نہ لاگ نہ لگاؤ۔ کسی جذبے کی ہلکی سی پرچھائیں کا تک وہاں گذر نہیں۔ یہ چہرے کسی سے کچھ نہیں کہتے۔ وہ دونوں ہماری آپ کی بے حد مصروف پرشور اور ہنگامہ خیز زندگی کے درمیان رہتے ہوئے بھی

ہر چیز سے بے تعلق دکھائی دیتے ہیں۔ انھیں دیکھ کر کبھی کبھی ایک چھوٹے سے سنسان ٹاپو کا احساس ہوتا ہے جو سمندر کے پھیلے ہوئے طوفانی سینے پر جما ہوا ہے۔ لہریں دندناتی، شور مچاتی اور جھاگ اڑاتی آتی ہیں اور اس کے کناروں سے سر ٹکرا کر لوٹ جاتی ہیں مگر وہ ٹس سے مس نہیں ہوتا اور نہ اس کی سنسان خاموشی میں کوئی فرق پڑتا ہے۔

اس فلیٹ میں بھی عمارت کے دوسرے فلیٹوں کی طرح دو کمرے ہیں، کچن اور باتھ روم ہیں۔ پیچھے اور سامنے برآمدہ ہے۔ ایک طرف آگے کو نکلی ہوئی چھجے دار چھوٹی سی بالکنی ہے۔ فلیٹ کافی آرام دہ ہے، بجلی، پانی، پنکھا، فریج ہر چیز موجود ہے۔ دوسرے فلیٹوں میں تنگی کا احساس ہوتا ہے۔ لوگ زیادہ ہیں یا بے ضرورت گھومتے پھرتے ہیں لیکن اس فلیٹ میں وسعت کا احساس ہوتا ہے۔ بوڑھے اور بوڑھی کی دنیا کمروں سے بھی بے تعلق ہے۔ انکا وجود بس چھوٹی سی بالکنی سے وابستہ ہے۔ کمرے سنسان اور بے کار پڑے ہیں۔

گھر میں دو نوکر ہیں، ایک عورت اور ایک مرد، وہ بھی عام نوکروں سے مختلف ہیں۔ مالک اور مالکن کے ہم زاد لگتے ہیں۔ عورت کمروں میں جھاڑو دیتی ہے، فرش صاف کرتی ہے، کپڑے دھوتی ہے اور برتن مانجھتی ہے۔ مرد بازار جاتا ہے، پھل، ترکاری اور ضرورت کی چیزیں خرید لاتا ہے، کھانا پکاتا ہے۔ عورت کام ختم کر کے بستی سے دور اپنے گھر چلی جاتی ہے اور مرد پچھلے برآمدے میں لیٹ جاتا ہے۔ گھر کا کام چپ چاپ نمٹ جاتا ہے۔ ہر کام وقت پر ہو جاتا ہے۔ نہ بک بک نہ جھک جھک۔ عام گھروں کی طرح نوکروں کے پیچھے نہ کوئی سر کھپاتا ہے نہ انھیں بار بار آواز دیتا ہے۔

بالکنی میں کرسیوں کے پاس ہی ایک ہی چھوٹی سی میز رکھی ہوئی ہے۔ اس پر دواؤں کی بوتلیں پانی کا گلاس، جگ، پھلوں کی پلیٹ اور بسکٹوں کا ڈبا دھرا ہے۔ ایک کونے میں ریڈیو رکھا ہے۔ دونوں شاید اونچا سنتے ہیں۔ اس لیے جب بھی ریڈیو بجتا ہے تو آواز بہت اونچی ہوتی ہے۔ سارا محلّہ انھیں کے ریڈیو سے خبریں سنتا ہے۔ کرکٹ کے سیزن میں کمنٹری سنتی جاتی ہے۔ ریڈیو ان کے لیے بولتا ہوا اخبار ہے۔ گانے اور دوسرے پروگرام سے انھیں کوئی دلچسپی نہیں۔ سامنے کی دیوار پر ایک بڑی گھڑی لٹکی ہوئی ہے۔ جس کا پنڈولم جھولتا رہتا ہے۔ اور ہر آدھے گھنٹے بعد وقت کا اعلان کرتا ہے۔ ٹن، ٹن، ٹن، ۔

آپ نے کیا سمجھا؟

1. بوڑھا اور بڑھیا کی زندگی کو دیکھ کر ہمیں کیا احساس ہوتا ہے؟
2. بوڑھا اور بڑھیا کے فلیٹ میں وسعت کا احساس کیوں ہوتا ہے؟



II

جاڑا ہو یا گرمی دونوں بالکنی میں سارا دن گزارتے ہیں۔ رات بہت دیر گئے جب ساری بستی سو جاتی ہے وہ سونے کے لیے اندر کمروں میں جاتے ہیں اور صبح سویرے سب کے جاگنے سے پہلے پھر وہیں آن موجود ہوتے ہیں۔ ان کے لیے ایک دن اور دوسرے دن میں کوئی فرق نہیں۔ ہاں جاڑا ہوتا تو بوڑھیا شال اوڑھے لپیٹے رہتی ہے اور بوڑھا گرم کوٹ پہنا دکھائی دیتا ہے۔ گرمی میں صبح سے رات دیر گئے تک پنکھا چلتا رہتا ہے۔

اس عمارت اور آس پاس کی عمارتوں کے فلیٹوں میں ہر طرح کے لوگ آباد ہیں۔ لیکن ہر بڑے شہر کی طرح یہ نئی بستیاں، محلّہ نہیں بن جاتیں۔ یہ ٹاورز ہیں محلّہ نہیں۔ ان کا اپنا چہرہ نہیں، شخصیت نہیں، انفرادی وجود نہیں۔ پرانے محلوں کی طرح یہاں کے ایک گھر کا دوسرے گھر سے کوئی تعلق نہیں۔ یہاں ہر فلیٹ ایک اکائی ہے، بے نام اکائی،۔۔۔۔ یہاں لوگ۔۔۔۔۔ جوان، بوڑھے، بچے، مرد اور عورتیں۔۔۔۔ اپنے فلیٹ کی چار دیواری میں محصور ہیں، پڑوس ہے لیکن کوئی پڑوسی نہیں۔

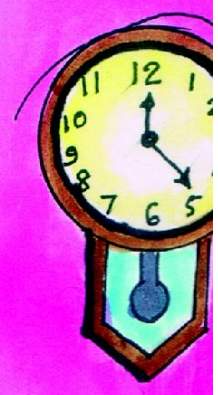
ہر فلیٹ کی اپنی دنیا ہے۔لیکن ہر جگہ چہل پہل ہے، ہمہ ہمی ہے، زندگی ہے۔کہیں شور وغل ہے، کہیں جھگڑے ہیں، کہیں ریڈیو کے گانے ہیں، کہیں عورتوں کے کوسے ہیں، کہیں بچوں کے قہقہے ہیں، کہیں ڈانٹ پھٹکار ہے، کہیں شکوے شکایتیں ہیں، غرض وہ سب کچھ ہے جو عام گھروں میں دن رات ہوتا رہتا ہے۔لیکن ان کی صبح وشام یکساں نہیں ہوتی۔اس کے برخلاف بوڑھے اور بڑھیا کے فلیٹ میں زندگی ایک حال پر قائم ہے۔ یہاں وقت رک سا گیا ہے۔ایک ہی دن بار بار آتا ہے اور گزر جاتا ہے، گزرتا بھی نہیں گزارا جاتا ہے۔فلیٹ سے باہر، دوسرے فلیٹوں میں یا گلی اور بازار میں جو کچھ ہوتا ہے اس سے اس فلیٹ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

یہ سب آوازیں، یہ ساری چہل پہل یہ شور یہ ہنگامہ، اس فلیٹ کے چاروں طرف دن بھر گھومتا رہتا ہے مگر فلیٹ میں داخلے کا راستہ اسے نہیں ملتا بلکہ سناٹا یہیں سے نکل کر ساری بستی پر چھا جاتا ہے۔ بوڑھا اور بڑھیا وقت کے ان ہنگاموں کو سناٹے میں بدلتا دیکھتے ہیں۔انھیں ان ہنگاموں سے کوئی سروکار نہیں، وہ خود سناٹا ہیں، انھیں کہیں جانا ہے نہ آنا۔گھر میں کوئی بچہ نہیں جو روئے اور اسے چپ کرانے کے لیے لوری گائی جائے یا کہانی سنائی جائے۔کوئی نوجوان نہیں، جس کو دیر گئے گھر لوٹنے پر باز پرس کی جائے۔نہ بہو ہے، جس سے جھگڑا ہو، نہ بیٹی ہے، جس سے سر میں تیل لگوایا جائے۔کوئی نہیں۔کوئی نہیں۔بس وہ دونوں ہیں۔انھیں آپس میں کچھ کہنا سننا بھی نہیں۔کوئی موضوع نہیں، کوئی مسئلہ نہیں، سب باتیں کی جا چکی ہیں، تمام موضوع ختم ہیں۔ان کے نام کیا ہیں؟ شاید وہ خود بھی اپنا نام بھول چکے ہیں، وہ بے آواز اور بے جان مورتیاں معلوم ہوتے ہیں اگر ہر پندرہ منٹ یا آدھے گھنٹے کے بعد ان کی آواز سنائی نہیں دیتی۔ یہ آواز بھی شاید اس لیے اونچی ہوتی ہے کہ ایک دوسرے کو اپنے وجود کا احساس دلائیں۔

آپ نے کیا سمجھا؟

1. مصنف کی نظر میں ''یہ ٹاورز ہیں محلّہ نہیں ہے'' سے کیا مراد ہے؟
2. عمارت کے دوسرے فلیٹوں اور بوڑھا اور بوڑھی کے فلیٹ میں کیا فرق ہے؟

III



صبح مرغ اذاں بھی نہیں دیتا کہ فلیٹ میں بوڑھے کی آواز گونجتی ہے، اوہ کیا وقت ہوگا، اور بڑھیا شاید بڑی گھڑی دیکھتی اور وقت بتاتی ہے، ابھی چار بجے۔ اچھا، اچھا۔ بستی میں جھاڑو لگانے والوں کی آواز آتی ہے اور بوڑھا پوچھتا ہے، کیا وقت ہوگا؟ بڑھیا کہتی ہے، چھ بج گئے ہیں، چائے آ گئی ہے، پی لو، اخبار یہ رکھا ہے۔ وقت گزر رہا ہے۔ بوڑھا انگڑائی لیتا ہے، کیا وقت ہے، کیا وقت ہوگا؟ بڑھیا کہتی ہے، ساڑھے سات بجے ہیں ناشتہ کرلیں۔ کیا وقت ہوگا؟ آٹھ بجے ہیں، ریڈیو سن لیں۔ کیا وقت ہوگا؟ ۹ بجے ہیں دوائی کھالیں۔ کیا وقت ہوگا؟ گیارہ بجے ہیں، رس پی لیں۔ کیا وقت ہوگا، بارہ بجے ہیں، کھانا کھالیں۔ کیا وقت ہوگا؟ دو بجے ہیں آرام کرلیں، کیا وقت ہوگا؟ چار بجے ہیں، چائے پی لیں۔ کیا وقت ہوگا؟ چھ بجے ہیں دوائی کھالیں، کیا وقت ہوگا؟ آٹھ بجے ہیں کھانا کھالیں۔ کیا وقت ہوگا؟ نو بجے ہیں، خبریں سن لیں، کیا وقت ہوگا؟ کیا وقت ہوگا؟ کیا وقت ہوگا؟

بوڑھے کی آواز گونجیلی اور بھاری ہے، بڑھیا کی آواز سپاٹ ہے۔ بوڑھا صرف کیا وقت ہے کی گردان کرتا رہتا ہے۔



بڑھیا وقت اور پروگرام بتاتی جاتی ہے۔ ہر گھڑی کا کام بندھا ٹکا ہے۔ وہ اس کا اعلان کرتی رہتی ہے۔ نہ پوچھنے کا انداز ہ بدلتا ہے اور نہ جواب دینے کا ڈھنگ۔ مقررہ وقت پر وہی سوال اور اس کا وہی مقررہ جواب۔

گھڑی کی سوئی گھومتی رہتی ہے، سکنڈ منٹ میں، منٹ گھنٹوں میں، گھنٹے دن رات میں اور دن رات ہفتوں اور مہینوں میں بدلتے رہتے ہیں لیکن ان کے لیے وقت وہی ہے جو تھا۔

بوڑھے کو پنشن ملتی ہے۔ پہلے وہ ایک بڑے مکان میں رہتے تھے، جس میں کئی کمرے، دالان، برآمدے اور صحن تھے۔ بیٹوں کے مستقبل کی تلاش میں

بیرون ملک جانے کے بعد، جب تک طاقت تھی وہ اس مکان میں رہا کیے۔ ان دنوں بوڑھا وقت گزاری کے لیے باغیچے میں صبح شام کھرپی لیے کام کیا کرتا تھا اور بڑھیا سلائی، بنائی اور پکوان سے دل بہلایا کرتی تھی۔ دونوں پابندی کے ساتھ ٹہلنے جاتا کرتے تھے۔ لیکن تاب وتواں جواب دے چکے تو ڈھنڈار سے گھر سے وحشت ہونے لگی۔ انھوں نے مکان کرایہ پر اٹھا دیا اور اس فلیٹ میں اٹھ آئے۔ پنشن اور مکان کے کرایے سے ان کی گزر بسر بڑے آرام کے ساتھ ہو جاتی ہے۔

دونوں لڑکے باہر کے ملکوں خوب کماتے ہیں اور خوب خرچ کرتے ہیں مگر مصروف ہیں، بے حد مصروف۔ اس لیے ماں باپ کے ہاں آسکتے ہیں اور نہ انھیں بلا سکتے ہیں۔ ہر مہینے اپنی خیریت کا خط بھیج دیتے ہیں۔ اس خط سے ان کے درمیان رشتہ قائم ہے۔ ڈاکیہ مہینے میں ایک دو چکر اس گھر کے بھی لگا جاتا ہے اور دو خط، بجلی کا بل، کرایہ دار کا چیک پہنچا جاتا ہے۔ دودھ والا اور روٹی والا ہر مہینے مقررہ دن آکر حساب لے جاتا ہے۔ اس میں کبھی کمی بیشی نہیں ہوتی۔ ہر ہفتے ڈاکٹر آتا ہے، نبض دل، اور خون کا دباؤ چیک کرتا ہے اور وہی دوائیں لکھ جاتا ہے جو وہ مہینوں اور برسوں سے کھا رہے ہیں۔ کسی چیز میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی، کوئی فرق نہیں آتا۔ ہر چیز وہی ہے، ہر چیز دہرائی جا رہی ہے مگر گزرتے وقت کی چپ چاپ مشین انھیں دھیرے دھیرے گھس رہی ہے۔ تنہائی انہیں دیمک کی طرح چاٹ رہی ہے، کھوکھلا کر رہی ہے۔

آپ نے کیا سمجھا؟

1. بوڑھے اور بڑھیا میں روزانہ کیا گفتگو ہوتی رہتی ہے؟
2. بڑے سے مکان کو کرایہ پر اٹھانے کی وجہ کیا تھی؟

آیئے لسانی استعدادیں حاصل کریں

I. زبان شناسی

لفظیات

(الف) ذیل کے جملے پڑھ کر خط کشیدہ لفظ کے صحیح معنی کا انتخاب کر کے قوسین میں لکھیے۔

1. بچے سیر پر جانے کے لیے بے حد اصرار کرتے رہے لیکن والد صاحب ٹس سے مس نہیں ہوئے۔ ( )

A) اپنی بات پر اڑے رہنا B) اپنی بات سے مکر جانا

C) بات مان لینا D) حامی بھر لینا

2. دشمن کی فوج نے قلعہ کو چاروں طرف سے محصور کر لیا۔ ( )

A) حملہ کر دیا B) محفوظ کر لیا C) راستہ دے دیا D) گھیر لیا

3. فکر انسان کو دیمک کی طرح چاٹ جاتی ہے۔ ( )

A) آہستہ آہستہ الگ ہو جانا B) آہستہ آہستہ نقصان پہنچانا

C) آہستہ آہستہ مدد کرنا D) آہستہ آہستہ جانا

4. برے کام کرنے والوں کو ہر طرف سے پھٹکار ہی ملتی ہے۔ ( )

A) جھڑکیاں، ڈانٹ B) تعریف و توصیف

C) انعام و اکرام D) ترقی و منصب

(ب) حسب ذیل جملے پڑھ کر دیے گئے لفظوں کے مترادف تلاش کر کے قوسین میں لکھیے۔

1. بوڑھا اور بڑھیا پہلے ویران سے مکان میں رہتے تھے۔ ( )

A) ڈھنڈورا B) ڈھنڈار C) خوش نما D) محل نما

2. بوڑھا حسب معمول 'کیا وقت ہے' کی رٹ لگاتا رہتا تھا۔ ( )

A) گردان کرنا B) بازگشت کرنا C) یاد کرنا D) اشارہ کرنا

3. شہر کے اسٹیڈیم میں پچاس ہزار آدمیوں کے بیٹھنے کی گنجائش ہے۔ ( )

A) آزادی B) سہولت C) اجازت D) وسعت

4. ممبئی سے قریب سمندر میں ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے۔ ( )

A) پتوار B) سطح مرتفع C) ٹاپو D) جنگل

قواعد

(الف) اسم خاص کی پانچ قسمیں ہیں۔

1. علم 2. عرف 3. لقب 4. خطاب 5. تخلص

1. ذیل کے جملوں کو غور سے پڑھیے۔

- تاج محل خوبصورت عمارت ہے۔
- نسیم اور شمیم امتحان کی تیاری کر رہی ہیں۔
- باغ عامہ میں شاہی مسجد ہے۔
- لال بہادر اسٹیڈیم، مشہور و معروف کھیل کا میدان ہے۔

مندرجہ بالا جملوں میں تاج محل، لال بہادر اسٹیڈیم، شاہی مسجد وغیرہ نام ان بننے یا وجود میں آنے کے وقت رکھے گئے ہیں۔
اسی طرح نسیم اور شمیم بھی وہ نام ہیں جو پیدائش کے وقت رکھے گئے ہیں۔

وہ نام جو کسی شخص یا چیز کے وجود میں آنے کے وقت یا پیدائش کے وقت رکھا گیا ہو، ''علم'' کہلاتا ہے۔

مشق-1 ذیل کے جملوں سے اسم خاص کی قسم ''علم'' کی نشاندہی کر کے قوسین میں لکھیے۔

1. انور پڑھ رہا ہے ( )
2. حسین ساگر ایک جھیل ہے۔ ( )
3. مدرسہ صفدریہ تعلیم نسواں کا مرکز ہے۔ ( )
4. چار مینار مشہور تاریخی عمارت ہے۔ ( )

2. ذیل کے جملوں کو غور سے پڑھیے۔

- چنّو شریر لڑکا ہے۔
- منّو! تم کہاں جا رہے ہو؟
- کالو کپڑے لایا۔
- کلو بہت ہوشیار ہے۔

ان جملوں میں چنو، منو، کالو، کلو ایسے نام ہیں جو محبت سے یا حقارت سے پکارے جاتے ہیں۔

وہ چھوٹا نام جو محبت یا حقارت سے پکارا جائے ''عرف'' کہلاتا ہے۔

مشق-2 ذیل کے جملوں میں عرف کی نشاندہی کر کے قوسین میں لکھئے۔

1. زینو ٹھیلے پر موز فروخت کرتا ہے۔ ( )
2. لڈو بازار جا رہا ہے۔ ( )
3. موٹو! تیز چل کر آؤ۔ ( )
4. شرفو! کہاں جا رہے ہو۔ ( )

3. ذیل کے جملوں کو غور سے پڑھیے۔

☆ باپو نے سب کو عدم تشدد اور اہنسا کا پیغام دیا۔

ہندوستانی عوام مہاتما گاندھی کو بابائے قوم مانتی ہے اور انہیں سب پیار سے باپو کہتے ہیں۔

وہ اسم خاص جو کسی صفت یا خاصیت کی وجہ سے مشہور ہو جائے ''لقب'' کہلاتا ہے۔

مشق-3 ذیل کے جملوں سے لقب کی نشاندہی کر کے قوسین میں لکھیے۔

1. قومی ترانہ 'سارے جہاں سے اچھا' شاعر مشرق اقبالؔ کا لکھا ہوا ہے۔ ( )
2. سروجنی نائیڈو کو بلبل ہند کہا جاتا ہے۔ ( )
3. اورنگ زیب عالمگیر نے ہندوستان پر لگ بھگ پچاس سال حکومت کی۔ ( )
4. فخر ملت آڈیٹوریم میں پروگرام منعقد ہے۔ ( )

4. ذیل کے جملوں کو غور سے پڑھیے۔

- سرسید احمد خاں نے علی گڑھ کالج قائم کیا۔ ( )
- نجم الدولہ دبیر الملک مرزا غالبؔ اردو کے مشہور شاعر تھے۔ ( )
- راجہ رام موہن رائے نے ستی کی رسم کے خلاف جدوجہد کی۔ ( )
- مولانا انوار اللہ خان بہادر کا عظیم کارنامہ جامعہ نظامیہ کا قیام ہے۔ ( )

ان جملوں میں سید احمد خان کے ساتھ سر، غالب کے ساتھ نجم الدولہ دبیر الملک، رام موہن رائے کے ساتھ راجہ اور مولانا انوار اللہ فاروقی کے ساتھ خان بہادر کے الفاظ آئے ہیں یہ سب ''خطاب'' ہیں جو ان اشخاص کو کسی کارنامے کی وجہ سے حکومت یا بڑوں کی جانب سے دیا گیا ہے۔

وہ اسم جو کسی کارنامے کی وجہ سے حکومت یا بڑوں کی جانب سے دیا جائے ''خطاب'' کہلاتا ہے۔

مشق-4 ذیل کے جملوں میں خطاب کی نشاندہی کیجئے اور قوسین میں درج کیجئے۔

1. بھارت رتن ڈاکٹر ذاکر حسین ہندوستان کے پہلے مسلم صدر جمہوریہ تھے۔ ( )
2. نوبل رلاریٹ امرتیہ سین ہندوستان کے ایک مایہ ناز ماہر معاشیات ہیں۔ ( )
3. بہادر یار جنگ بہترین خطیب تھے۔ ( )
4. شمس العلما سید میر حسن، علامہ اقبال کے استاد تھے۔ ( )

5. ذیل کے جملے غور سے پڑھیے۔

- 'مقدمہ شعر و شاعری' الطاف حسین حالیؔ کی مشہور کتاب ہے۔
- ولی محمد نظیرؔ اکبر آبادی نے اپنی نظموں میں فطری مناظر کی عکاسی کی ہے۔
- اسرار الحق مجازؔ نے گاندھی جی کے قتل پر شخصی مرثیہ لکھا تھا۔
- صفیؔ اورنگ آبادی کے مجموعہ کلام کا نام ''پراگندہ'' ہے۔

مندرجہ بالا جملوں میں شعراء نے اپنے اصلی نام کے علاوہ شاعری میں ایک مختصر نام اختیار کیے ہیں جسے قواعد میں تخلص کہتے ہیں۔

وہ مختصر نام جو شاعر اپنے کلام میں استعمال کرتا ہے ''تخلص'' کہلاتا ہے۔

مشق-5 ذیل کے مصرعوں میں تخلص کی نشاندہی کر کے قوسین میں لکھیے۔

1. اقبالؔ کوئی محرم اپنا نہیں جہاں میں ( )
2. اب شاذؔ کو دے حکم روانی ترے صدقے ( )
3. سرہانے میرؔ کے آہستہ بولو ( )
4. وجدؔ تم آج ہی کی بات کرو ( )

مشق-6 ذیل کے جملوں کو پڑھ کر خط کشیدہ لفظ اسم خاص کی کونسی قسم ہے، قوسین میں لکھیے۔

1. بھارت رتن ڈاکٹر اے پی جے عبدالکلام ایک سائنسدان تھے۔ ( )

A) لقب B) خطاب C) عرف D) تخلص

2. نواب یوسف علی خان سالار جنگ سوم تھے۔ ( )

A) علم B) لقب C) تخلص D) خطاب

3. چھوٹو نے آج ایک غریب آدمی کی مدد کی۔ ( )

A) علم B) لقب C) عرف D) تخلص

4. یوم آزادی کو لال قلعہ پر ترنگا لہرایا جاتا ہے۔ ( )

A) علم B) لقب C) خطاب D) عرف

5. ہوش وحواس تاب وتواں داغؔ جا چکے ( )

A) علم B) لقب C) عرف D) تخلص

II. سمجھنا اور اظہار خیال کرنا

❖ مندرجہ ذیل نظم پڑھ کر سوالوں کے جواب دیجیے۔

کہہ رہا ہے بہتا دریا وقت کا — قیمتی ہے لمحہ لمحہ وقت کا
وقت کے جو ساتھ چلتے رہے — کامیاب و کامراں وہ ہوگئے

وقت کا پنچھی کبھی رُکتا نہیں　　وقت کا پرچم کبھی جھکتا نہیں
مانتا ہے جو بھی کہتا وقت کا　　وقت بھی بن جاتا ہے اس کا اپنا
وقت دیتا ہے ہم کو سبق یہی　　دوستو غفلت میں مت رہنا کبھی

1. دریا ہم سے کیا کہہ رہا ہے؟
2. کون کامران وکامیاب ہوگئے؟
3. وقت کب اپنا ہوتا ہے؟
4. وقت ہم کو کیا سبق دیتا ہے؟
5. اس نظم کا مناسب عنوان تجویز کیجیے۔

(ب) ذیل میں دیے گئے متن کو پڑھ کر نیچے دیے گئے سوالوں کے معروضی جوابات سے صحیح جواب کو منتخب کر کے قوسین میں لکھیے۔

عورت جو صدیوں اور برسوں سے محکومانہ زندگی بسر کر رہی ہے اقبالؔ اس کی آزادی کے خواہاں تھے۔ معاشرے میں اس کو اپنا مقام دلوانا وہ اپنا فرض سمجھتے تھے۔ اس کے لیے عورت کا تعلیم یافتہ ہونا ضروری تھا۔ اقبال عورت کی ترقی پسندی اور آزادی کے جہاں خواہاں تھے وہیں وہ چاہتے تھے کہ عورت اپنی مشرقی طرز زندگی کو فراموش نہ کرے۔ اپنی تہذیب اپنے اقدار اور اپنے مذہب کی علمبردار ہو۔ اس دور میں تعلیم یافتہ طبقہ عموماً مغرب کی اندھی تقلید کی طرف گامزن ہو رہا تھا۔ اور اس تہذیب کو اپناتے ہوئے مذہب سے بیگانہ ہو جاتے تھے۔ چونکہ نئی نسل ان ہی ماؤں کے سایہ عاطفت میں پروان چڑھتی ہے۔ اس لیے اقبال عورتوں کی اصلاح کو ایک ناگزیر عمل قرار دیتے ہیں۔ اقبال کی زندگی پر جس نے سب سے زیادہ اثر ڈالا وہ ان کی ماں تھیں۔ انہوں نے ایک نظم ''والدہ مرحومہ'' کی یاد میں لکھی۔ جس میں اپنی ماں سے خلوص، پیار و محبت کا اظہار کرتے ہوئے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ ''اقبال'' کو جس ہستی نے قابل فخر بنایا وہ ان کی ماں تھیں۔

1. عورت کو معاشرے میں مقام حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے۔　　(　　)

A) اثر و رسوخ کا ہونا　　B) تعلیم یافتہ ہونا
C) روایات کا پاسدار ہونا　　D) اقدار کا پابند نہ ہونا

2. تعلیم یافتہ طبقہ اس وجہ سے اپنے مذہب سے بیگانہ ہوتا جا رہا ہے۔ ( )

A) مغرب کی اندھی تقلید B) مشرق کی اندھی تقلید

B) اقدار کی پاسداری D) چھے چال چلن کی وجہ سے

3. عورتوں کی اصلاح کو اقبالؔ سمجھتے ہیں۔ ( )

A) اختیاری B) لازمی C) عارضی d) وقتی

4. اقبال کے خیال میں عورت کو اس چیز کو فراموش نہیں کرنا چاہیے۔ ( )

A) مہذب زندگی B) غیر سماجی زندگی C) مغربی طرز زندگی D) مشرقی طرز زندگی

5. اقبالؔ کو قابل فخر بنانے والی ہستی ہے۔ ( )

A) والد B) اساتذہ C) دوست D) والدہ

III. اظہار مافی الضمیر / تخلیقی اظہار

خود لکھنا

(الف) مختصر جوابی سوالات

1. بوڑھا اور بڑھیا ایک دوسرے کو اپنے وجود کا احساس کس طرح دلاتے ہیں؟
2. ضعیف جوڑے کی بالکنی میں زیادہ وقت بتانے کی وجہ کیا ہو سکتی ہے؟
3. لڑکے ماں باپ کو ساتھ رکھنے سے کیوں قاصر تھے؟
4. زینت ساجدہ کے اسلوب اور ادبی کارناموں کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

(ب) طویل جوابی سوالات

1. بوڑھا اور بڑھیا کے فلیٹ کی زندگی دوسرے فلیٹ والوں سے کیوں مختلف تھی؟
2. اخبار میں اشاعت کے لیے ایڈیٹر کے نام اپنے محلے میں منائے گئے ''یوم معمرین'' کی رپورٹ لکھئے۔
3. مدر ٹریسا ایک عظیم سماجی جہد کار تھیں۔ انہوں نے انسانیت کی خدمت کے لیے اپنی ساری زندگی وقف کر دی تھی۔ اس سلسلے میں ان کی توصیف بیان کرتے ہوئے ایک مضمون لکھیے۔

شعری انتخاب

پھل نہ دے گا نہ سہی سایہ تو دے گا یہ مجھے
پیڑ بوڑھا ہی سہی گھر میں لگا رہنے دے

میں کن استعدادوں کا حامل ہوا (خود کی جانچ)

1.	الفاظ کے معنی اور مترادفات لکھ سکتا ہوں/لکھ سکتی ہوں۔	ہاں / نہیں
2.	اسم خاص کے اقسام سے واقف ہوا ہوں/ہوئی ہوں۔	ہاں / نہیں
3.	دیے گئے متن کو پڑھ کر سوالوں کے جواب لکھ سکتا ہوں/لکھ سکتی ہوں۔	ہاں / نہیں
4.	سبق سے متعلق سوالوں کے جواب لکھ سکتا ہوں/لکھ سکتی ہوں۔	ہاں / نہیں
5.	ایڈیٹر کے نام اخباری رپورٹ تحریر کر سکتا ہوں/کر سکتی ہوں۔	ہاں / نہیں
6.	مدر ٹریسا کی سماجی و انسانی خدمات کی توصیف بیان کر سکتا ہوں/کر سکتی ہوں۔	ہاں / نہیں

فرہنگ

الفاظ		معنی
ٹاپو	۔	چھوٹا سا جزیرہ
ٹس سے مس نہ ہونا	۔	حرکت نہ کرنا
محصور ہونا	۔	گھر جانا
ہمہ ہمی	۔	چہل پہل

5 آدمی نامہ

نظیر اکبر آبادی

حصول طلب استعدادیں۔اکتسابی نتائج

اس سبق کی تکمیل کے بعد آپ حسب ذیل استعدادوں میں اکتسابی نتائج حاصل کر پاسکتے ہیں۔

I. زبان شناسی

الف) **لفظیات:** طلباء الفاظ کے مترادفات تلاش کر کے لکھ سکتے ہیں اور الفاظ کو جملوں میں استعمال کرنے اور جملوں میں دیئے گئے خط کشیدہ الفاظ کی ضد لکھنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔

ب) **قواعد:** صنعت تشبیہ، استعارہ اور تلمیح سے آگہی حاصل کرتے ہوئے اشعار میں ان کی نشاندہی کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔

II. سمجھنا اظہار خیال کرنا

الف) نظم کو پڑھ کر پوچھے گئے مختصر وطویل جوابی سوالات کو حل کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔

ب) شاعر نظیر اکبر آبادی کے تعلق سے لکھنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔

ج) مفلس اور زردار کی زندگی کے مابین فرق کو سمجھتے ہوئے اسے بیان کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔

د) آدمی اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے بدانجام کو پہنچتا ہے اس کی وضاحت کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔

ہ) آدمی کی مختلف خصلتوں، کیفیات، خصوصیات وصفات کو بیان کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔

III. اظہار مافی الضمیر۔تخلیقی اظہار

الف) نظم ''آدمی نامہ'' کو نثر میں تبدیل کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔

تخلیقی اظہار: نظم ''آدمی نامہ'' کو نثر میں تبدیل کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔

توصیف: کسی نیک اور ایماندار آدمی کی توصیف کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔

طلباء کے لیے ہدایات

- سبق کا مطالعہ کریں اور جن الفاظ کے معنی نہ جانتے ہوں ان کو خط کشیدہ کیجیے۔
- ان الفاظ کے معنی کتاب کی فرہنگ یا لغت دیکھ کر معلوم کیجیے اور سبق کا دوبارہ مطالعہ کریں اور اسے سمجھئے۔
- اس سبق کے جو امور آپ کی سمجھ میں نہ آئے ہوں ان کے بارے میں آپ کے قرب وجوار میں موجود کسی معلم یا کسی تعلیمی مرکز کے معلم سے گفتگو کر کے معلومات حاصل کیجیے۔
- سبق کا بغور مطالعہ کر کے باکس میں دیئے گئے سوالوں کے جواب تلاش کیجیے۔

سبق کی تمہید

سبق ''آدمی نامہ'' کا تعلق شعری صنف 'نظم' سے ہے۔ نظم کے لغوی معنی دھاگے میں موتی پرونا ہے۔ اصطلاح شعر میں ایک موضوع پر اشعار کو سلسلہ وار منظّم کرنے کا نام نظم ہے۔ نظم کے تمام اشعار ایک دوسرے سے دھاگے میں موتی کی طرح منظّم و مربوط ہوتے ہیں۔ جس نظم کا ہر بند پانچ مصرعوں پر مشتمل ہوتا ہے اسے مخمس کہتے ہیں۔ نظم ''آدمی نامہ'' انتخاب منظومات نظیر اکبر آبادی سے لی گئی ہے۔ جس کے مرتب مسعود حسین خان ہیں۔

سبق کا پس منظر/مقصد

''آدمی نامہ'' نظیر اکبر آبادی کی لکھی ہوئی مشہور و معروف نظم ہے۔ نظیر اپنے عہد کے سماج کی اصلاح کرنا چاہتے تھے۔ اسی لیے انہوں نے اپنے عہد کے دبے کچلے اور نچلے طبقے کے لوگوں کی زندگی کے مسائل کو اپنے کلام کے ذریعے پیش کیا۔ نظم ''آدمی نامہ'' میں بھی نظیر نے معاشی اور معاشرتی ناہمواریوں کو اجاگر کرتے ہوئے آدمی کی مختلف کیفیتوں، خصلتوں، پہلوؤں، صفات اور خصوصیات کو بیان کیا ہے۔ اس نظم کی تدریس کا مقصد یہ ہے کہ نظیر اکبر آبادی نے سماج کے جن متضاد رنگوں اور چیزوں کی طرف توجہ دلائی ہے طلباء انہیں سمجھ سکیں۔

شاعر کا تعارف



ولادت:
1940ء
کے لگ بھگ
بمقام دلی

وفات:
1830ء

نظیر اکبر آبادی کا اصل نام ولی محمد تھا اور نظیر تخلص کرتے تھے۔ 1740ء کے لگ بھگ دلی میں پیدا ہوئے کچھ عرصہ بعد آگرہ آ گئے۔ نظیر بے حد خوش دل و خوش مزاج تھے۔ انسانی زندگی اور معاشرت کے ہر پہلو پر ان کی نگاہ تھی۔ مفلسی، خوشامد، عید، شب برات، ہولی، دیوالی، گرمی، بسنت، برسات وغیرہ ہر موضوع پر انہوں نے نظمیں لکھیں جو بہت مقبول ہوئیں۔ بچوں کے لئے بھی نظیر نے اچھی اچھی نظمیں لکھیں۔ انہوں نے زندگی کو اصلی رنگ میں دیکھا اور اس کی خوبیاں اور خرابیاں بیان کر دیں۔ آخری زمانے میں مزاج میں قلندری آ گئی تھی، انہوں نے کبھی کسی بادشاہ یا امیر کی تعریف میں شعر نہیں کہے۔ قناعت پسند طبعیت تھی، وہ اپنے گرد و پیش کے مناظر کو سادگی کے ساتھ پیش کر دیتے تھے۔ ان کی زبان بھی عوام کے لئے آسانی سے سمجھ میں آنے والی ہوتی تھی۔ اس لیے ان کی ناصحانہ نظمیں فقیر اور درویش گلی گلی گاتے پھرتے تھے۔ 1830ء میں ان کا انتقال ہوا۔

I

دنیا میں بادشاہ ہے سو ہے وہ بھی آدمی　　اور مفلس و گدا ہے سو ہے وہ بھی آدمی
زردار و بے نوا ہے سو ہے وہ بھی آدمی　　نعمت جو کھا رہا ہے سو ہے وہ بھی آدمی
ٹکڑے جو مانگتا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

فرعون نے کیا تھا جو دعویٰ خدائی کا　　شدّاد بھی بہشت بنا کر ہوا خدا
نمرود بھی خدا ہی کہاتا تھا برملا　　یہ بات سمجھنے کی ہے آگے کہوں میں کیا
یاں تک جو ہو چکا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

آپ نے کیا سمجھا؟

1. دنیا میں کیسے کیسے لوگ ہیں؟
2. شاعر کے مطابق کون سی بات سمجھنے کی ہے؟



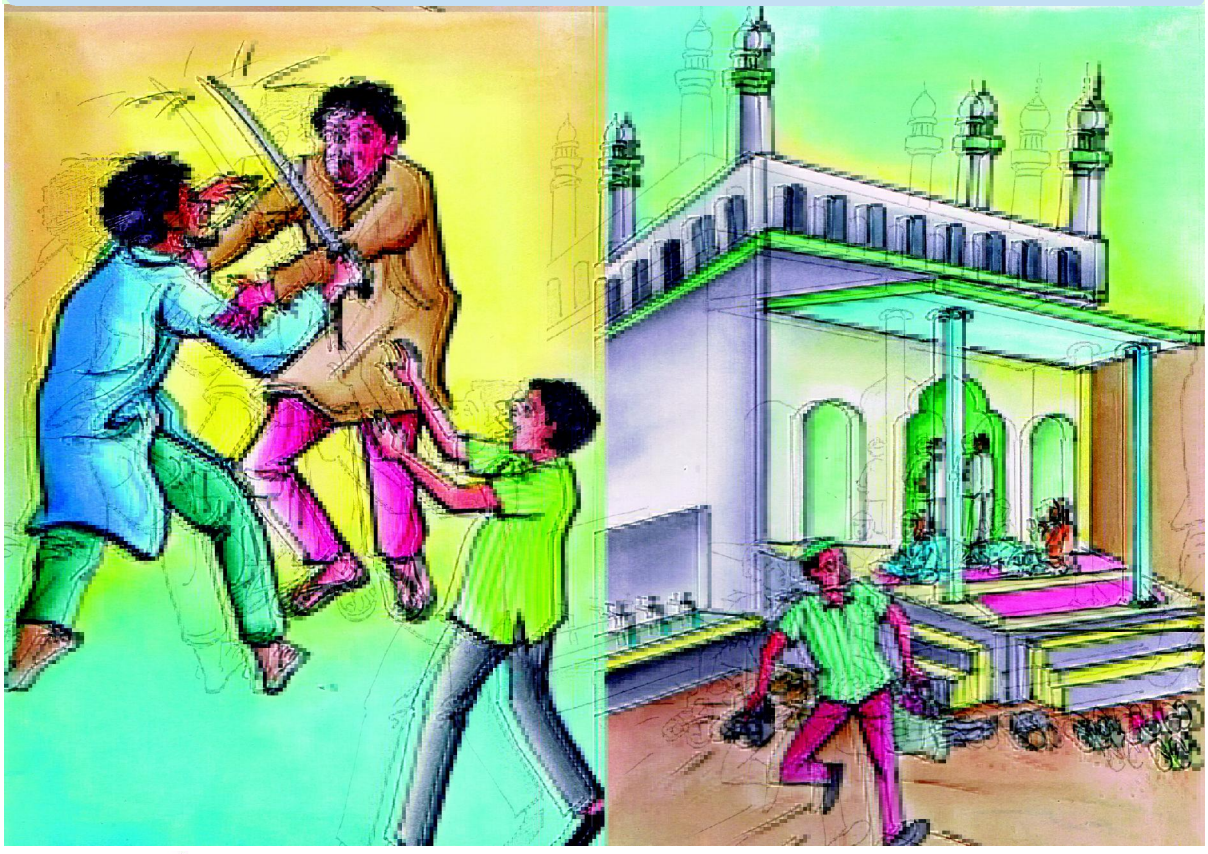
II

مسجد بھی آدمی نے بنائی ہے یاں میاں بنتے ہیں آدمی ہی امام اور خطبہ خواں
پڑھتے ہیں آدمی ہی قرآں اور نماز یاں اور آدمی ہی ان کی چراتے ہیں جوتیاں
جو ان کو تاڑتا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

یاں آدمی پہ جان کو وارے ہے آدمی اور آدمی ہی تیغ سے مارے ہے آدمی
پگڑی بھی آدمی کی اتارے ہے آدمی چلّا کے آدمی کو پکارے ہے آدمی
اور سن کے دوڑتا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

آپ نے کیا سمجھا؟

1. مسجد میں لوگ کیا کیا کرتے نظر آتے ہیں؟
2. آدمیوں کے مزاج میں کیسے فرق ہوتا ہے؟



III

چلتا ہے آدمی ہی مسافر ہو لے کے مال — اور آدمی ہی مارے ہے پھانسی گلے میں ڈال
یاں آدمی ہی صید ہے اور آدمی ہی جال — سچا بھی آدمی ہی نکلتا ہے میرے لال
اور جھوٹ کا بھرا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

بیٹھتے ہیں آدمی ہی دکانیں لگا لگا — کہتا ہے کوئی لو کوئی کہتا ہے لارے لا
اور آدمی ہی پھرتے ہیں رکھ سر پہ خوانچا — کسی کسی طرح سے بیچے ہیں چیزیں بنا بنا
اور مول لے رہا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

آپ نے کیا سمجھا؟

1. ان اشعار میں آدمی کی کن خصلتوں کو بیان کیا گیا ہے؟
2. شاعر کی نظر میں بازار کا منظر کیسا ہے؟

IV

یاں آدمی ہی لعل جواہر ہے بے بہا — اور آدمی ہی خاک سے بدتر ہے ہوگیا
کالا بھی آدمی ہے کہ الٹا ہے جوں توا — گورا بھی آدمی ہے کہ ٹکڑا سا چاند کا
بدشکل و بدنما ہے سو ہے وہ بھی آدمی

اشراف اور کمینے سے لے شاہ تا وزیر — ہیں آدمی ہی صاحب عزت بھی اور حقیر
یاں آدمی مرید ہیں اور آدمی ہی پیر — اچھا بھی آدمی ہی کہاتا ہے اے نظیر
اور سب میں جو برا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

آپ نے کیا سمجھا؟

1. شاعر نے مختلف آدمیوں کو کن چیزوں سے تشبیہ دی ہے؟
2. آخری بند میں شاعر نے کن کن لوگوں کا ذکر کیا ہے؟

خلاصہ

پہلا بند

پہلے بند میں نظیر اکبر آبادی نے ایک بادشاہ اور مفلس آدمی کی زندگی کے درمیان جو فرق پایا جاتا ہے اس کی بڑی ہی اچھی تصویر کھینچی ہے۔ بادشاہ جو کہ صاحب ثروت ہے وہ ایک آدمی ہے اور آسودہ حال ہے اس کے برخلاف مفلس و گدا بدحالی کا شکار ہے حالانکہ وہ بھی آدمی ہی ہے۔ زردار کو ساری نعمتیں اس کے دسترخوان پر میسر ہیں جبکہ مفلوک الحال، غربت زدہ آدمی روٹی کے سوکھے ٹکڑوں پر قناعت کر رہا ہے۔ نظیر نے یہاں دو متضاد رنگوں میں آدمی کی حیثیت اور حالت کو اجاگر کرتے ہوئے دولت مند طبقے کو اس بات کا احساس دلایا ہے کہ انہیں غریبوں اور محتاجوں کی حالت زار پر بھی نظر رکھنی چاہیے۔

دوسرا بند

دوسرے بند میں نظیر فرعون، شداد اور نمرود کی نافرمانی کا ذکر کر رہے ہیں، یہ تینوں بھی آدمی ہی تھے لیکن خود کو خدا کہتے تھے۔ وہ اپنی دولت و طاقت کے گھمنڈ میں اس سرکشی پر اتر آئے تھے۔

تیسرا بند

تیسرے بند کا مطلب یہ ہے کہ مسجد جو کہ خدا کا گھر ہے آدمی نے ہی بنائی ہے۔ آدمی ہی قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے، نماز پڑھتا ہے، وہی امامت کرتا ہے اور آدمی ہی خطبہ خواں ہوتا ہے اس کے برعکس ایک ایسا آدمی بھی مسجد میں داخل ہوتا ہے۔ جس کی نظر دوسرے آدمیوں کی جوتیوں پر ہوتی ہے اور وہ جوتیاں چرانے کی نازیبا حرکت کر بیٹھتا ہے اس کی اس حرکت کو تاڑنے والا بھی آدمی ہی ہوتا ہے۔

چوتھا بند

چوتھے بند میں نظیر نے آدمیوں کے مختلف مزاجوں کی تصویر کشی کی ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک آدمی جو دوسرے پر نچھاور کرنے سے بھی گریز نہیں کرتا، وہیں ایک آدمی کسی کی جان لینے سے بھی پیچھے نہیں ہٹتا۔ آدمی ہی آدمی کو ذلیل کرتا ہے اور آدمی ہی مدد کے لئے دوسرے آدمی کو پکارتا ہے اور اس کی مدد کے لئے دوڑنے والا بھی آدمی ہی ہوتا ہے۔

پانچواں بند

پانچویں بند میں نظیر آدمی کی چند اور خصلتوں کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ایک مسافر جو اپنا مال لے کر نکلتا ہے وہ آدمی ہی ہوتا ہے اور اسی مال کو اڑانے کی خاطر آدمی کے گلے میں پھندا ڈالنے والا بھی آدمی ہی ہوتا ہے۔ اسی طرح سچا بھی آدمی ہی ہوتا ہے اور جھوٹا بھی آدمی ہی ہوتا ہے۔

چھٹا بند

چھٹے بند ہیں نظیر نے بازار میں آدمیوں کی سرگرمیوں کا نقشہ کھینچا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ بازار میں آدمی دکانیں لگا کر بیٹھے ہیں اور آدمی ہی گاہکوں کو لاتے ہیں۔ سر پر خوانچا رکھ کر گھومنے والے بھی آدمی ہیں تو چیزیں بنا بنا کر بیچنے والے بھی آدمی ہی ہیں۔ اور ان تمام لوگوں سے خریداری کرنے والے بھی آدمی ہی ہوتے ہیں۔

ساتواں بند

ساتویں بند میں نظیر نے مختلف تشبیہات کی مدد سے آدمیوں کے درمیان فرق کو واضح کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ کہیں آدمی لعل و جواہر کی طرح قیمتی نظر آتا ہے تو کہیں آدمی خاک سے بدتر نظر آتا ہے۔ دنیا میں ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں جنہیں ان کے رنگ کی بدولت الٹے توے سے تشبیہ دی جاسکتی ہے تو ایسے گورے لوگ بھی پائے جاتے ہیں جن کو چاند کا ٹکڑا کہا جاسکتا ہے۔ اسی طرح شکل وصورت کے اعتبار سے لوگ بدنما اور بدشکل ہو سکتے ہیں لیکن شاعر کہتا ہے کہ وہ بھی آدمی ہی ہیں۔

آیئے لسانی استعدادیں حاصل کریں

I. زبان شناسی

لفظیات

(الف) نظم میں دیئے گئے ان الفاظ کے مترادفات فرہنگ یا لغت سے تلاش کر کے لکھئے۔

- گدا = ----------، ----------
- عزت = ----------، ----------
- تاڑنا = ----------، ----------
- بہشت = ----------، ----------
- تیغ = ----------، ----------
- نعمت = ----------، ----------
- بد = ----------، ----------
- جواہر = ----------، ----------
- خاک = ----------، ----------
- حقیر = ----------، ----------

(ب) دیئے گئے الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجئے۔

- مفلس = ----------
- بےنوا = ----------
- مول = ----------
- نعمت = ----------

(ج) دیئے گئے جملوں کو پڑھ کر خط کشیدہ الفاظ کی ضد لکھئے۔

- کسی ملک کا حکمران شاہ کہلاتا ہے۔ ( )
- دنیا میں امیر لوگ ہی عیش و آرام کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ ( )
- پھول سب کو خوشنما لگتے ہیں۔ ( )
- مصیبت میں آدمی کی حالت بدتر ہو جاتی ہے۔ ( )

قواعد

- اس شعر پر غور کیجئے۔

جگنو کی روشنی ہے کاشانۂ چمن میں
یا شمع جل رہی ہے پھولوں کی انجمن میں

اس شعر میں جگنو کو شمع کے مثل قرار دیا جا رہا ہے۔

ایک شئے کو دوسری شئے کے مثل قرار دینا ''تشبیہ'' کہلاتا ہے۔

نوٹ: دیئے گئے شعر میں تشبیہ کی نشاندہی کیجئے۔

ہوا پہ دوڑتا ہے اس طرح سے ابر سیاہ
کہ جیسے جائے کوئی فیل مست بے زنجیر

- اس شعر پر غور کیجئے۔

چھوٹے سے چاند میں ہے ظلمت بھی روشنی بھی
نکلا کبھی گہن سے آیا کبھی گہن میں

اس شعر میں چاند سے مراد جگنو ہے جو مستعار لیا گیا ہے نہ کہ حقیقی چاند۔

لفظ کو اس کے اصلی معنی کے علاوہ کسی دوسرے معنی میں استعمال کرنا ''استعارہ'' کہلاتا ہے۔

نوٹ: دیئے گئے شعر میں استعارہ کی نشاندہی کیجئے۔

کس شیر کی آمد ہے رن کانپ رہا ہے
رن ایک طرف ہے چرخ کہن کانپ رہا ہے

- اس شعر پر غور کیجئے۔

نار نمرود کو کیا گلزار
دوست کو یوں بچا لیا تو نے

اس شعر میں ''نار نمرود'' ایک واقعہ کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔

کلام میں کسی مشہور واقعہ یا کسی روایت کی طرف اشارہ کرنے کو ''تلمیح'' کہتے ہیں۔

☆ دیئے گئے شعر میں تلمیح کی نشاندہی کیجئے۔

ابن مریم ہوا کرے کوئی
میرے دکھ کی دوا کرے کوئی

نوٹ: مندرجہ ذیل اشعار میں صنعت تشبیہ، استعارہ اور تلمیح کی نشاندہی کیجئے۔

پتا پتا بوٹا بوٹا حال ہمارا جانے ہے — جانے نہ جانے گل ہی نہ جانے باغ تو سارا جانے ہے
بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق — عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی
نازکی اس کے لب کی کیا ہے — پنکھڑی اک گلاب کی سی ہے
خنجر تھا الٰہی یا زباں تھی — خنجر سے زیادہ رواں تھی
بے دم ہوئے بیمار دوا کیوں نہیں دیتے — تم اچھے مسیحا ہو شفا کیوں نہیں دیتے
ہستی اپنی حباب کی سی ہے — یہ نمائش سراب کی سی ہے

II. سمجھنا اور اظہار خیال کرنا

(الف) ذیل کے متن کو پڑھ کر سوالوں کے جواب دیجئے۔

اس میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں کہ تمام مخلوقات میں انسان ہی سب سے اعلیٰ مخلوق ہے۔ جب کوئی اس دنیا میں جنم لیتا ہے تو یہ اندازہ نہیں کر سکتا کہ اس کا مستقبل کس طرح کا ہوگا؟ لیکن یہ کہا جا سکتا ہے کہ کھیت میں کیلے کے پودے لگانے سے اس کے پتے، پھول، پھل وغیرہ لوگوں کے کام آئیں گے۔ اسی طرح ایک گائے جب اپنے بچھڑے کو جنم دیتی ہے تو اس سے دودھ ضرور حاصل ہو سکتا ہے۔ جب کسی گھر میں بچہ کی پیدائش ہوتی ہے تو اڑوس پڑوس کے لوگ یہ پوچھتے ہیں کہ لڑکا ہوا یا لڑکی؟ یہ نہیں پوچھتے کہ ضلع کلکٹر

پیدا ہوئے ہیں یا اور کوئی؟ بڑے سے بڑے لیڈر، قوم اور انسانیت کے خادم کا جب جنم ہوا تو اڑس پڑوس نے ایسا ہی پوچھا تھا۔ آگے چل کر ان کے جوہر کھلتے ہیں اور لوگ ان سے مستفید ہوتے ہیں۔

1. اشرف المخلوقات کون ہے؟
2. کسی کی پیدائش پر کس چیز کا گمان نہیں لگایا جا سکتا؟
3. کس کے مستقبل کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے؟
4. بڑے بڑے لیڈر جب پیدا ہوتے ہیں تو لوگ کیا پوچھتے ہیں؟
5. لوگوں کے جوہر کب کھلتے ہیں؟

(ب) ان اشعار کو پڑھئے اور دیئے گئے جملوں میں صحیح (✓) اور غلط (×) کی نشاندہی کیجئے۔

پیشہ سیکھیں، کوئی فن سیکھیں، صناعت سیکھیں
کشت کاری کریں، آئین فلاحت سیکھیں
گھر سے نکلیں کہیں آداب سیاست سیکھیں
الغرض مرد بنیں جرأت و ہمت سیکھیں
کہیں تسلیم کریں جاکے نہ آداب کریں
خود وسیلہ بنیں اور اپنی مدد آپ کریں

- باعزت زندگی گزارنے کے لیے آدمی کو کوئی نہ کوئی کام سیکھنا ضروری ہے ( )
- کسی کی بھی خوشامد درآمد کرنا چاہیے۔ ( )
- زراعت اور زراعت کا طریقہ سیکھنا چاہیے۔ ( )
- مرد کو جرأت و ہمت سے کام لینا چاہیے۔ ( )
- اپنی مدد آپ کرنا معیوب بات ہے۔ ( )

III. اظہار مافی الضمیر / تخلیقی اظہار

خود لکھنا

(الف) حسب ذیل سوالوں کے جواب چار تا پانچ جملوں میں لکھئے۔

1. مفلس آدمی اور زردار کی زندگی میں بڑا فرق پایا جاتا ہے، کیسے؟ اس کی وضاحت کیجئے۔
2. فرعون، شداد اور نمرود خود کو خدا کہتے تھے، اس کی کیا وجہ ہے؟
3. آدمی کی حالت خاک سے بدتر کب ہوتی ہے؟
4. اس نظم کے شاعر نظیر اکبر آبادی کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

(ب) حسب ذیل سوالوں کے جواب دس تا بارہ جملوں میں لکھئے۔

1. اس نظم میں نظیر اکبر آبادی نے آدمی کی جن خصلتوں اور صفات کا ذکر کیا ہے، انہیں اپنے الفاظ میں بیان کیجئے۔

IV. تخلیقی اظہار/توصیف

1. اس نظم کو نثر میں تبدیل کیجئے۔
2. نیک اور ایماندار آدمی کی ہر کوئی عزت کرتا ہے چاہے وہ غریب ہی کیوں نہ ہو، اگر آپ کسی ایسے شخص کو جانتے ہوں تو اس کی توصیف بیان کیجئے۔

شعری انتخاب

آدمی آدمی سے ملتا ہے
دل مگر کم کسی سے ملتا ہے

جگر مراد آبادی

میں ان استعدادوں کا حامل ہوا

1. میں نظم ''آدمی نامہ'' کے مترادفات لکھ سکتا ہوں/لکھ سکتی ہوں۔ ہاں / نہیں
2. الفاظ کو جملوں میں استعمال کر سکتا ہوں/کر سکتی ہوں۔ ہاں / نہیں
3. تشبیہ، استعارہ اور تلمیح کی نشاندہی کر سکتا ہوں/کر سکتی ہوں۔ ہاں / نہیں
4. اس نظم کے شاعر نظیر اکبر آبادی کے بارے میں لکھ سکتا ہوں/لکھ سکتی ہوں۔ ہاں / نہیں
5. دیا متن پڑھ کر سوالوں کے جواب لکھ سکتا ہوں/لکھ سکتی ہوں۔ ہاں / نہیں
6. نظم کا خلاصہ اپنے الفاظ لکھ سکتا ہوں/لکھ سکتی ہوں۔ ہاں / نہیں
7. نظم کو نثر میں تبدیل کر کے لکھ سکتا ہوں/لکھ سکتی ہوں۔ ہاں / نہیں

فرہنگ

الفاظ	۔	معنی
مفلس	۔	غریب
گدا	۔	فقیر، بھکاری
زردار	۔	مال دار، دولت مند
بےنوا	۔	فقیر، بے کس
بہشت	۔	جنت
برملا	۔	واضح طور پر

الفاظ	۔	معنی
خطبہ خواں	۔	خطیب، خطبہ پڑھنے والا
تیغ	۔	تلوار
پگڑی	۔	صافہ، عمامہ
صید	۔	شکاری
لعل	۔	ایک قسم کا بیش قیمت پتھر
جواہر	۔	جوہر کی جمع، قیمتی پتھر (الماس، یاقوت، ہیرا)

6 بیگم حضرت محل

مرزا کوکب قدر

حصول طلب استعدادیں۔اکتسابی نتائج

اس سبق کی تکمیل کے بعد آپ حسب ذیل استعدادوں میں اکتسابی نتائج حاصل کر پا سکتے ہیں۔

I. زبان شناسی

الف) **لفظیات:** الفاظ کی ضد سے سے واقف ہو سکتے ہیں اور محاوروں کو جملوں میں استعمال کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔

ب) **قواعد** : اسم کے اقسام اور اسم عام کے اقسام سے واقف ہو سکتے ہیں اور اس سے متعلق سرگرمیوں کو انجام دے سکتے ہیں۔

II. سمجھنا اظہار خیال کرنا

الف) دیئے گئے متن کو پڑھ کر سوالوں کے جواب لکھ سکتے ہیں۔

ب) انگریزوں کے خلاف پہلی جنگ آزادی (غدر) کی داستان کو اپنے انداز میں بیان کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔

III. اظہار مافی الضمیر ۔تخلیقی اظہار

الف) بیگم حضرت محل کے حالات زندگی اور کارناموں کے بارے میں سوالوں کے جواب خود سے لکھنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔

ب) مصنف کے بارے میں بیان کر سکتے ہیں۔

ج) دی گئی کہانی کو آگے بڑھانے کے قابل ہو سکتے ہیں۔

د) تعلیمی و سماجی میدان میں امتیازی جدوجہد کرنے والی کسی خاتون کے لیے توصیف نامہ تیار کر سکتے ہیں۔

طلباء کے لیے ہدایات

- سبق کا مطالعہ کیجئے۔جن الفاظ کے معنی آپ نہ جانتے ہوں ان کے نیچے خط کھینچئے۔
- خط کشیدہ الفاظ کے معنی کتاب کی فرہنگ یا لغت دیکھ کر معلوم کیجیے۔
- سبق کو دوبارہ پڑھ کر سمجھنے کی کوشش کیجیے۔
- اس سبق کے جو امور آپ کی سمجھ میں نہ آئے ہوں ان کے بارے میں آپ کے قرب و جوار میں موجود کسی معلم یا کسی تعلیمی مرکز کے معلم سے گفتگو کر کے معلومات حاصل کیجیے۔
- سبق کا بغور مطالعہ کر کے باکس میں دیئے گئے سوالات کے جواب تلاش کیجیے۔

سبق کی تمہید

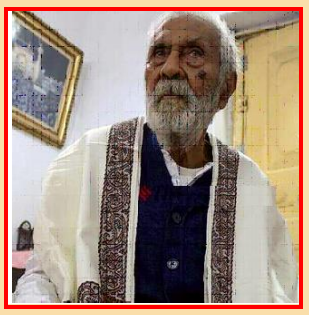
سبق ''بیگم حضرت محل'' نثری صنف مضمون سے متعلق ہے۔ مضمون سے مراد کسی خاص موضوع پر لکھی جانے والی تحریر یا عبارت ہے۔ یہ نثر لکھنے کا ایسا انداز ہے جس میں ربط و تسلسل کے ساتھ دلچسپ انداز میں کسی موضوع کو پیش کیا جاتا ہے۔ مضامین کی مختلف قسمیں پائی جاتی ہیں۔ جن میں علمی مضامین، تاریخی یا سوانحی مضامین، مذہبی اور اخلاقی مضامین ہوتے ہیں۔ وہ مضمون جس میں کسی عہد کے تاریخ، تاریخی واقعے کی تفصیل یا کسی شخصیت اور کارنامے کو بیان کیا جاتا ہے، تاریخی یا سوانحی مضمون کہلاتا ہے۔ اس مضمون کو ڈاکٹر کوکب قدر علی مرزا نے لکھا ہے۔ جس کا سرسری ذکر ان کی تصنیف اقلیم سخن کے تاجدار میں بھی ملتا ہے۔

سبق کا پس منظر/ مقصد

جن متوالوں نے ہندوستان کو آزادی دلانے کے لئے قربانیاں دیں ان میں مردوں کے ساتھ ساتھ بعض خواتین، بیگمات، رانیاں اور پردہ پوش گھریلو خواتین بھی شامل تھیں۔ جنھوں نے مردوں کے شانہ بہ شانہ جدوجہد آزادی میں بھرپور حصہ لیا۔ تاریخ پر اگر ایک نگاہ ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ ہر کامیابی میں خواتین کا کچھ نہ کچھ حصہ ضرور رہا ہے، چاہے وہ مذہب کا معاملہ ہو یا دنیاوی کاموں کا، خواتین کے تعاون کے بغیر کوئی چیز تکمیل کو نہیں پہنچتی۔

ایسی ہی دلیر اور بہادر خواتین میں سے ایک اہم ہستی بیگم حضرت محل کی ہے۔ اس سبق سے ہمیں بیگم حضرت محل کے کردار کی بہت سی خوبیوں کا پتہ چلتا ہے۔ اس زمانے میں جب عورتوں کو گھر سے نکلنا بھی منع تھا، بیگم حضرت محل اپنے وطن کو آزاد کرانے کے لیے نہ صرف گھر سے باہر نکلیں بلکہ میدان جنگ میں مردوں کے شانہ بہ شانہ جنگ کی۔ مرد و خواتین میں امتیاز نہ برتنا اور جرات و بہادری کے ساتھ اپنے حق کے لیے جدوجہد کرنا اس سبق کی تدریس کا اہم مقصد ہے۔

مصنف کا تعارف



ڈاکٹر کوکب قدر سجاد علی مرزا، نواب واجد علی شاہ اور بیگم حضرت محل کے آخری پڑپوتے تھے۔ ان کی پیدائش 1933ء میں ہوئی۔ وہ کوکب قدر سجاد سبطین آباد ٹرسٹ، مٹیا برج، کولکتہ کے سینئر ٹرسٹی تھے۔ ان کی تصانیف میں انتخاب واجد علی شاہ اختر 1984ء واجد علی شاہ کی ادبی اور ثقافتی خدمات 1995ء، اقلیم سخن کے تاجدار 2004ء شامل ہیں۔

ولادت: 1933ء

وفات: 13/ڈسمبر 2020ء بروز اتوار کولکتہ

کوکب قدر سجاد علی مرزا نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے شعبہ اردو میں نواب واجد علی شاہ کے ثقافتی اور ادبی خدمات پر پی ایچ ڈی کی اور وہیں سے وہ اردو کے پروفیسر کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے ہوئے 1993ء میں سبکدوش ہوئے۔ ڈاکٹر کوکب قدر بلیرڈ اور اسنوکر کے میدان کے بھی مشہور و معروف کھلاڑی تھے۔ وہ بلیرڈ اور اسنوکر فیڈریشن آف انڈیا کے فاؤنڈر سکریٹری تھے۔ پہلی عالمی اسنوکر چیمپین شپ کے وہ چیف ریفری بھی بنے۔ ان کا انتقال 13/ستمبر 2020ء بروز اتوار کولکتہ میں ہوا۔

I

اتر پردیش کی راجدھانی لکھنو میں دریائے گومتی کے کنارے ایک ہرا بھرا پارک ہے، جسے حضرت محل پارک کہا جاتا ہے۔ انگریزوں نے اس مقام کو اپنی فتح کی یادگار قرار دیتے ہوئے وکٹوریہ پارک کہا تھا اور جس جگہ سنگ مرمر کے گنبد کے نیچے اودھ کی سلطنت کا طغرا نصب ہے۔ ایک زمانے میں انگلستان کی ملکہ وکٹوریا کا ایک حسین مجسمہ لگا ہوا تھا۔ چاہئے تو یہ تھا کہ وکٹوریہ کے مجسمے کی جگہ ہندوستان کی اس الوالعزم ملکہ کا مجسمہ ہی نصب کیا جاتا جس کے نام نامی سے یہ پارک منسوب ہے لیکن مسلمانوں کے مذہبی عقائد کا لحاظ کرتے ہوئے اس پرچم کے نشان کو ہی مناسب سمجھا گیا جس کے سائے میں ارض ہند کی اس غیرت دار خاتون نے بدیسی جبر و استبداد کا دو ڈھائی برس



جی داری سے مقابلہ کیا اور بجائے ہتھیار ڈالنے کے نیپال کی دشوار گزار گھاٹیوں میں جلاوطنی کی زندگی کو ترجیح دی۔

حضرت محل کا اصلی نام محمدی بیگم تھا وہ اس صاحب علم و فضل تاجدار واجد علی شاہ کی ملکہ تھیں جسے انگریزوں نے عیاش اور نااہل قرار دیتے ہوئے فروری 1856ء میں معزول کر دیا تھا۔ ان کے چودہ سالہ فرزند برجیس قدر کو نائب مقرر کیا گیا۔ واجد علی شاہ مارچ 1856ء میں لندن جانے کے ارادے سے کولکتہ روانہ ہوئے۔ انہیں یا کسی کو بھی کیا معلوم تھا کہ ان کی رعایا کا غم و غصہ سال بھر کی مدت میں ایک طوفان کی شکل اختیار کر لے گا اور جس پردہ نشین بی بی اور کمسن شہزادے کو خود انگریزوں نے بے ضرر سمجھتے ہوئے آزاد چھوڑ دیا تھا، وہی ان کے خلاف ہتھیار اٹھائیں گے۔

آپ نے کیا سمجھا؟

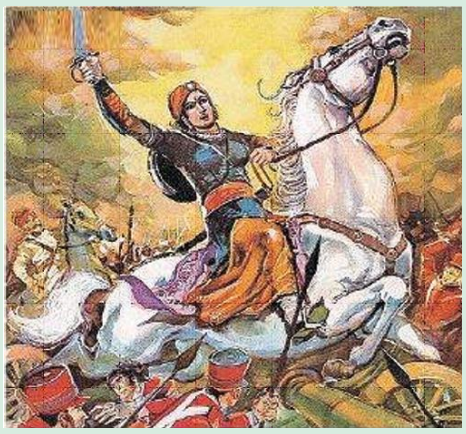
1. وکٹوریہ کے مجسمے کی جگہ حضرت محل کا مجسمہ کیوں نہیں نصب کیا گیا؟
2. بیگم حضرت محل نے جلاوطنی کی زندگی کو کیوں ترجیح دی؟

II

10/مئی 1857 کو میرٹھ چھاؤنی کے ہندوستانی سپاہیوں نے بغاوت کا علم بلند کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے سارے شمالی ہندوستان میں انگریزوں کے خلاف بغاوت شروع ہوگئی۔ دلّی کے بہادر شاہ، جھانسی کی رانی لکشمی بائی، اور اودھ کی بیگم حضرت محل ایسے اشخاص تھے جنھوں نے سپاہیوں کی سربراہی کی اور ملک بھر میں جنگ کے شعلے بھڑکنے لگے۔ مقصد سب کا ایک تھا انگریز ہندوستان سے نکالے جائیں اور اسی لیے اس تحریک کو بغاوت یا غدر کہنا صحیح نہیں، بلکہ برطانوی سامراج سے ٹکر لینے کی یہ پہلی کوشش تھی۔ عام طور سے اسے ہندوستان کی ''پہلی جنگ آزادی'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

حضرت محل کی ان سپاہیوں سے جب ملاقات ہوئی تو وہ پردے میں تھیں۔ سپاہیوں کا اصرار تھا کہ حضرت محل اپنے اکلوتے بچے برجیس قدر کی تخت نشینی پر رضامند ہوجائیں۔ 5/جولائی 1857ء کو برجیس قدر کی تخت نشینی عمل میں آئی اور ان کی ماں راج ماتا اور جناب عالیہ کہی جانے لگیں۔ ان کے تدبر اور جوش عمل نے آزادی کی تحریک میں ایک نئی روح پھونک دی۔

31/جولائی 1857ء کو پہلا حملہ مولوی احمد اللہ شاہ کی کمان میں بیلی گارد پر ہوا۔ حملے کے روز حضرت محل کو رات بھر نیند نہیں آئی۔ حضرت محل کی بہادری اور جوش کا یہ عالم تھا کہ باوجود پردے میں رہنے کے کبھی ہاتھی اور کبھی گھوڑے پر نکلتیں اور لڑنے والوں کی ہمت افزائی کرتیں۔ عالم باغ کے معرکے میں راجہ مان سنگھ کو ان کی غیر معمولی شجاعت کے اعتراف میں علاوہ خلعت کے فرزند خاص کا خطاب اور ملبوس خاص سے دوپٹہ انعام میں دیا اور وعدہ کیا کہ فتح یابی پر اس سے کہیں کچھ بڑھ کر دیا جائے گا۔



میرٹھ، دلّی، کانپور، گوالیار، جھانسی، کالپی اور آگرہ آزادی کی تحریک کے تمام بڑے مراکز انگریزوں کے قبضے میں جا چکے تھے اور اب آخری فیصلہ لکھنو میں ہونا تھا جہاں ستّر، اسّی ہزار آدمی بہادری اور استقلال سے ڈٹے ہوئے تھے۔ ان کو قومی عزت کے احساس نے حضرت محل نائب السلطنت کے علم کے نیچے شہر میں جمع کیا تھا۔ تعداد اور اہتمام میں ایسا لشکر جرار کبھی ایک محاذ پر یکجا نہ کیا گیا تھا۔

آپ نے کیا سمجھا؟

1. 1857ء کی تحریک کو ''پہلی جنگ آزادی'' کے نام سے کیوں یاد کیا جاتا ہے؟
2. حملہ کے وقت حضرت محل کی کیا کیفیت تھی؟
3. بیگم حضرت محل نے راجہ مان سنگھ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟

III

شروع مارچ 1858ء کا زمانہ حضرت محل کے لیے بڑی آزمائش کا زمانہ تھا۔ دل کشا، قدم رسول، بیگم کوٹھی، سکندر باغ ،موتی محل، شاہ نجف، قیصر باغ ہر طرف موت کا بازار گرم تھا اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ سب سے زیادہ حملے کا رخ چولکھی کی جانب ہے۔ حضرت محل کسی طرح چولکھی چھوڑنے کا نام نہ لیتی تھیں۔ ان کے صلاح کاروں نے ایک روز انہیں سمجھانے کی کوشش بھی کی۔ لیکن ان کے استقلال میں فرق نہ آیا۔ پسپائی اور مخبری کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا اور جدید ترین اسلحہ سے لیس انگریزی فوجیں شہیدوں اور زخمیوں کو روندتی اپنا پرچم لہراتی چلی آ رہی تھیں۔

حضرت محل کو مدافعت سے روکنے کی خاطر انگریز سپہ سالار جنرل اوٹرم کی پہلی پیش کش تھی کہ شجاع الدولہ کے زمانے کا اودھ واپس کیا جائے گا۔ بشرط یہ کہ جنگ موقوف کی جائے۔ جناب عالیہ نے اوٹرم کی پیش کش کو جواب کے قابل بھی نہ سمجھا۔ اوٹرم کا دوسرا صلح نامہ جس میں واجد علی شاہ کی سلطنت واپس کرنے کا وعدہ تھا بشرطیہ کہ جنگ سے باز آئیں اور وہ اپنی منتشر فوجوں کو لکھنو ہی میں روک لیں۔ ان کو وہیں گھر بیٹھے پچیس ہزار روپئے ماہوار وظیفہ ملے گا۔ حضرت محل نے اس کی بھی پرواہ نہ کی۔

جنگ جیت لینے کے بعد ملکہ وکٹوریا نے عام معافی کا اعلان کیا۔ حضرت محل نے جنگ ہاری تھی، ہمت نہیں ہاری تھی۔ اپنی عارضی فرودگاہ لوندی سے ہی انہوں نے اپنے جوابی فرمان میں ملکہ وکٹوریا کی پیش کش کو ٹھکرا دیا اور غلامی قبول کرنے کے بجائے برابر لڑتے رہنے اور بے وطنی کی زندگی بسر کرنے کو ترجیح دی۔

نومبر 1859ء کے آخر تک حضرت محل اودھ کی شمالی سرحد سے انگریزی چھاؤنیوں پر چھاپہ مار دستوں کا انتظام کرتی رہیں۔ لیکن جب تحریک نے دم توڑ دیا تو دونوں ماں بیٹے اپنے بچے کھچے فدائیوں کے ساتھ نیپال چلے گئے۔ ایک مدت تک انگریزوں کی کوشش رہی کہ وہ واپس آ جائیں۔ ایک انگریز مصور جو برجیس قدر کی تصویر کھینچنے گیا تھا، یہ پیغام لے گیا کہ بیگم صاحبہ فیض آباد لکھنو جہاں رہنا چاہیں آ جائیں۔ وظیفے کے علاوہ احترام شاہانہ بھی کیا جائے گا۔ لیکن حضرت محل جب تک زندہ رہیں، نہ خود آئیں اور نہ برجیس قدر ہی واپس آئے۔ کھٹمنڈو کی ہندوستانی مسجد اسی پردیسی ملکہ کی یادگار ہے اور اسی میں ان کی ابدی آرام گاہ ہے۔

آپ نے کیا سمجھا؟

1. حضرت محل نے جنگ ہاری تھی، ہمت نہیں، کیسے؟
2. حضرت محل نیپال سے واپس کیوں نہ آئیں؟

آیئے لسانی استعدادیں حاصل کریں

I. زبان شناسی

لفظیات

(الف) مندرجہ ذیل جملوں میں خط کشیدہ الفاظ کے معنی تلاش کیجئے اور قوس میں درج کیجئے۔

1. راجہ پورس نے اولعزمی کے ساتھ سکندر اعظم کی فوجوں کا مقابلہ کیا۔ ( )

A) بزدلی B) بے بسی C) بہادری D) بے ہمتی

2. انگریزوں نے ہمارے ملک پر جبر واستبداد کے ساتھ حکمرانی کی۔ ( )

A) انصاف B) رحمدلی C) بھائی چارہ D) ظلم

3. پانی پت کی پہلی جنگ بابر اور ابراہیم لودھی کے درمیان ہوئی۔ اس معرکے میں ابراہیم لودھی کو شکست ہوئی۔

( )

A) لڑائی B) صلح C) دوستی D) معاہدہ

4. آزادی کی تحریک کو کچلنے کے لیے انگریزوں نے بے شمار سختیاں کیں لیکن ہندوستانیوں کے استقلال میں کوئی فرق نہ آیا۔

( )

A) ڈر وخوف B) ظلم سہنا C) پکے ارادوں D) عقل ودانش

5. دوستی کے معاہدے کے بعد دو ملک آپس میں جنگوں کو موقوف کرنے پر راضی ہو گئے۔ ( )

A) شروع کرنے B) جاری رکھنے C) چھیڑنے D) ملتوی کرنے

(ب) ذیل کے جملوں میں خط کشیدہ الفاظ کو تلاش کر کے ان کی ضد لکھئے۔

1. یہ عمارت بہت قدیم ہے _____
2. سارے طالب علموں کو سالانہ امتحان کے لئے اہل قرار دیا گیا _____
3. والدین کی اطاعت اولاد پر فرض ہے _____
4. گاندھی جی دیسی اشیاء کے استعمال کے حامی تھے _____
5. 15/اگست 1947ء کو ہمیں انگریزوں سے آزادی حاصل ہوئی ہے _____

(ج) حسب ذیل محاوروں کو جملوں میں استعمال کیجئے۔

1. بازآنا _____
2. روح پھونکنا _____
3. ڈٹے رہنا _____
4. بازار گرم ہونا _____

قواعد

الف) اسم عام کی پانچ قسمیں ہیں۔

1. اسم ذات 2. اسم کیفیت 3. اسم آلہ 4. اسم ظرف 5. اسم جمع

1. ذیل کے جملوں کو غور سے پڑھیے۔

- میز پر کتاب اور قلم رکھا ہے۔
- انسان اور حیواں سب خدا کی مخلوق ہے۔

میز، کتاب، قلم، انسان اور حیواں کی اپنی اپنی حیثیت سے ایک الگ پہچان ہے۔

وہ اسم جو اپنی مخصوص حیثیت کی وجہ سے پہچانا جائے۔ ''اسم ذات'' کہلاتا ہے۔

مشق-1 ان جملوں میں اسم ذات کی نشاندہی کر کے خط کشید کیجیے۔

1. پہاڑ پر گلہری ہے۔
2. کھیت میں بکری چر رہی ہے۔
3. لڑکی سیکل چلا رہی ہے۔
4. باغ میں پھول کھلے ہیں۔

1. ان الفاظ پر غور کیجیے۔

بچپن، بڑھاپا، اندھیرا، اجالا

ان الفاظ میں کسی اسم کی کیفیت یا حالت ظاہر ہو رہی ہے۔

مثلاً
- بچپن کا زمانہ بھی کیا خوب زمانہ ہے۔
- بڑھاپے میں انسان کمزور ہو جاتا ہے۔
- دن کے اجالے میں کام اچھی طرح ہوتے ہیں۔
- بستی میں اسٹریٹ لائیٹس سے اجالا ہے۔

وہ اسم جو کسی اسم کی کیفیت یا حقیقت کو بتائے ''اسم کیفیت'' کہلاتا ہے۔

مشق-2 ان جملوں میں اسم کیفیت کی نشاندہی کر کے خط کشید کیجئے۔

1. اس کا رنگ سانولا ہے۔
2. وہ بہت سخت مزاج ہے۔
3. کسی کی نرم مزاجی سے فائدہ نہ اٹھاؤ۔
4. عمارت گول ہے۔
5. مصباح بہت ذہین ہے۔
6. جھیل کا پانی ٹھنڈا ہے۔

2. ان جملوں کو غور سے پڑھیے۔

- درزی کی قینچی تیز ہے۔
- وہ کرکٹ کا گیند ہے۔
- وہاں چمٹا رکھا ہے۔
- اس قلم سے خوب لکھا جا رہا ہے۔

ان جملوں میں قینچی گیند، چمٹا اور قلم بطور آلہ کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔

وہ اسم جو کسی آلہ، اوزار اور ہتھیار کا نام ہو ''اسم آلہ'' کہلاتا ہے۔

مشق-3 ان جملوں میں اسم آلہ کی نشاندہی کر کے خط کشید کیجئے۔

1. مکسر میں شربت بناؤ۔
2. آری سے لکڑی کاٹی جاتی ہے۔
3. معلم چاک ڈسٹر کا استعمال کرتے ہیں۔
4. درانتی سے گھاس کاٹی جا رہی ہے۔
5. ریموٹ سے ٹی وی چلاؤ۔
5. زبان قینچی کی طرح چلتی ہے۔

3. ان جملوں کو غور سے پڑھیے۔

- صبح سویرے چہل قدمی کرو۔
- یہ اکیسویں صدی ہے۔
- میدان میں لڑکے کھیل رہے ہیں۔
- ہر چھ گھنٹے پر دوائی لو۔

مندرجہ بالا جملوں میں خط کشیدہ الفاظ وقت، مقام کو بتا رہے ہیں۔

وہ اسم جو مکاں، وقت اور زمانہ کو بتائے ''اسم ظرف'' کہلاتے ہیں۔

مشق-4 ان جملوں میں اسم ظرف کی شناخت کر کے قوسین میں لکھیے۔

1. وہاں میدان پر کھیلو۔
2. کوئی لمحہ ضائع مت کرو۔
3. پہر ہر تین گھنٹے کو کہتے ہیں۔
4. دو مہینے سے کام چل رہا ہے۔

4. ان الفاظ کو غور سے پڑھیے۔ جملوں میں استعمال کیجیے۔

قطار۔ فوج۔ صف۔ جماعت۔ ریوڑ۔

مثال: سرحد پر ہند کی فوج تعینات ہے۔

وہ اسم جو ایک ہی قسم کے افراد یا چیزوں کے لیے بولا جائے جو لفظاً واحد اور معناً جمع ہو ''اسم جمع'' کہلاتا ہے۔

مشق-5 ان جملوں میں اسم جمع کی نشاندہی کر کے خط کشید کیجیے۔

1. کھیتوں میں بکریوں کا ریوڑ ہے۔
2. نماز میں صف سیدھی رکھو۔
3. بینک میں لوگ قطار میں کھڑے ہیں۔
4. درخت پر طوطوں کا جھنڈ ہے۔

مشق-6 ان جملوں سے متعلق حسب ہدایت صحیح جواب کا انتخاب کر کے قوسین میں لکھیے۔

1. راشن کی دکان پر گاہکوں کا ہجوم ہے۔خط کشیدہ لفظ اسم عام کی قسم ہے۔ ( )

a) اسم ذات b) اسم جمع c) اسم کیفیت d) اسم آلہ

2. صبح کے وقت چہل قدمی لازمی ہے۔خط کشیدہ لفظ اسم عام کی قسم ہے۔ ( )

a) اسم کیفیت b) اسم آلہ c) اسم جمع d) اسم ظرف

3. سیل فون سے کئی کام لیے جاتے ہیں۔خط کشیدہ لفظ اسم عام کی قسم ہے۔ ( )

a) اسم ظرف b) اسم کیفیت c) اسم آلہ d) اسم جمع

4. برائیوں کو روکنے سخت قوانین نافذ کیے جائیں۔اسم عام کی قسم ہے۔ ( )

a) اسم جمع b) اسم آلہ c) اسم ذات d) اسم کیفیت

5. درخت پر چڑیا چہچہا رہی ہے۔اسم عام کی قسم ہے۔ ( )

a) اسم کیفیت b) اسم ذات c) اسم آلہ d) اسم ظرف

6. صدی تقاریب منائی جا رہی ہے۔اسم عام کی قسم ہے۔ ( )

a) اسم جمع b) اسم ظرف c) اسم کیفیت d) اسم ذات

II. سمجھنا اور اظہار خیال کرنا

(الف) ذیل کی عبارت کو پڑھ کر پانچ سوالات تیار کیجیے۔

ہندوستانی تواریخ میں جن خواتین نے اہم مقام حاصل کیا ان میں رضیہ سلطانہ کا نام کئی باتوں میں سرفہرست ہے۔رضیہ وہ واحد خاتون تھی۔ جسے دلی کے تخت پر بیٹھنے اور سلطان ہند کا لقب حاصل کرنے کا فخر حاصل ہوا، وہ اول اور آخر خاتون ہند تھی۔ جسے ہندوستان کے کافی بڑے حصہ پر شخصی حکومت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔اس کی حکومت شمال مغرب میں پشاور سے لے کر مشرق میں

برہم پترا ندی تک اور جنوب میں گجرات سے لے کر اڑیسہ تک پھیلی ہوئی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ دنیا کی تاریخ میں اتنے بڑے ملک پر کسی دیگر عورت کو شخصی حکومت کرنا نصیب نہیں ہوا۔ رضیہ ہی وہ اول خاتون تھی۔ جس نے اپنے سیاسی آقاؤں کو اپنی مرضی کے مطابق چلنے پر مجبور کیا اور پردہ ترک کر کے امور سلطنت کی نگرانی اور نگہبانی کا ذمہ خود اپنے ہاتھوں میں لیا۔ ان تمام باتوں کے علاوہ اسے اول فارسی گو شاعرہ بھی تسلیم کیا جاتا ہے اس کا تخلص شیریں تھا۔

1. _____
2. _____
3. _____
4. _____
5. _____

(ب) ذیل کی عبارت کو پڑھ کر سوالوں کے جواب دیجئے۔

مثبت طریقہ سے سوچنے والا بات کو ایسے سلیقہ سے پیش کرتا ہے کہ سننے والے کا دل خوش ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس منفی طرز سے بات کرنے والا مخاطب کو ناراض کر دیتا ہے اور اس کا دل توڑ دیتا ہے۔ اس کے علاوہ مثبت سوچ رکھنے والا سمجھ دار شخص منفی خبر میں سے بھی مثبت پہلو کو نکال لیتا ہے۔ ترکی کے عثمانی خاندان کے آخری بادشاہ سلطان عبدالحمید جنہوں نے خلافتِ عثمانی کو بچانے کی آخر تک ممکنہ کوشش کی۔ ان کے دور میں انگریزوں کا دنیا کے مختلف ملکوں میں غلبہ ہو رہا تھا۔ ترکی سلاطین کی انگریز اور ان کے اتحادیوں کے ساتھ کئی لڑائیاں ہوئیں۔ ترکوں نے بہت بہادری کا مظاہرہ کیا مگر ترکوں کے ساتھ دینے والے کم ہوتے گئے۔ ہر جگہ پر انگریزوں کا تسلط ہوتا گیا۔ اس وقت کسی خیر خواہ نے سلطان عبدالحمید سے کہا کہ آپ کب تک مقابلہ کرتے رہیں گے۔ جنگ بندی کر کے مصالحت کر لیں۔ آپ کی پوزیشن اس وقت ایسی ہے جیسے بتیس دانتوں کے درمیان زبان کی ہوتی ہے یعنی ہر طرف سے آپ دشمنوں کے نرغے میں ہیں۔ سلطان عبدالحمید نے برجستہ جرات مندانہ جواب دیا۔ دانت تو ایک ایک کر کے سب گر جاتے ہیں لیکن زبان آخر تک باقی رہتی ہے۔ یہ ہے مثبت سوچ، جس سے آدمی جرات مندی کے ساتھ کسی بھی بڑے کام کے لیے قدم اٹھا لیتا ہے۔

1. خوبصورت طریقے سے اپنی بات پیش کرنا کس کی خصوصیت ہوتی ہے؟
2. سلطان عبدالحمید کو کیا مشورہ دیا گیا؟
3. سلطان عبدالحمید نے کیسے اپنی بے خوفی کا اظہار کیا؟
4. مثبت سوچ کا کیا فائدہ ہوتا ہے؟
5. مثبت سوچ والے فرد اور منفی سوچ والے فرد میں کیا فرق ہوتا ہے؟

III. اظہار مافی الضمیر/ تخلیقی اظہار

خود لکھنا

(الف) مختصر جوابی سوالات

1. مرزا کوکب قدر کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟
2. وکٹوریہ پارک کو حضرت محل کے نام سے کیوں منسوب کیا گیا؟
3. واجد علی شاہ کو تخت سے کیوں معزول کیا گیا بیان کیجئے۔
4. حضرت محل کی بلند ہمتی اور استقلال سے متعلق آپ کیا جانتے ہیں؟

(ب) طویل جوابی سوالات

ذیل کے سوالوں کے جواب مفصل طور پر لکھئے۔

1. 1857ء کی جنگ آزادی (غدر) کے حالات کو بتایئے۔
2. بیگم حضرت محل کی انگریزوں کے خلاف جدوجہد کو مفصل انداز میں بیان کیجئے۔

IV. تخلیقی اظہار/ توصیف

1. ذیل میں دی گئی نامکمل کہانی پڑھیے اور اسے طول دے کر لکھیے۔

شام کا دھندلکا پھیل چکا تھا۔ رضوان اور ارسلان دونوں قریبی قصبے میں لگے میلہ کی سیر کر کے کھیلتے کودتے خوش خوش اپنے گاؤں کی طرف لوٹ رہے تھے۔ وہ گاؤں کے تالاب کے پاس پہنچے تو اچانک ارسلان کی نظر تالاب کے پشتے پر پڑی جہاں ایک چھوٹے سے سوراخ سے پانی رس رہا تھا۔ اندیشہ تھا کہ بہت جلد یہ سوراخ بڑا ہو کر پشتے کی دیوار کو کمزور کر دے گا جس سے پشتہ ٹوٹ بھی سکتا تھا۔ اگر ایسا ہو جاتا تو گاؤں میں سیلاب آنا یقینی تھا۔ جس سے نہ صرف فصلیں برباد ہو جاتیں بلکہ گاؤں والوں کا بہت سا جانی و مالی نقصان ہو سکتا تھا۔ ارسلان نے آنے والے ان خطرات کو بھانپ لیا اور اپنے دوست رضوان کو گاؤں کی طرف دوڑایا کہ کسی کو مدد کے لیے بلا لائے _____

2. یوم خواتین کے موقع پر منعقدہ تہنیتی تقریب میں تعلیمی یا سماجی میدان میں امتیازی جدوجہد کرنے والی کسی خاتون کے لیے توصیف نامہ تیار کیجئے۔

میں کن استعدادوں کا حامل ہوا (خود کی جانچ)

1.	میں الفاظ کے معنی اور اضداد لکھ سکتا ہوں/لکھ سکتی ہوں۔	ہاں / نہیں
2.	میں الفاظ کو جملوں میں استعمال کر سکتا ہوں/کر سکتی ہوں۔	ہاں / نہیں
3.	آزادی کی جدوجہد میں خواتین کے رول پر اظہار خیال کر سکتا ہوں/کر سکتی ہوں۔	ہاں / نہیں
4.	دیے گیے سوالوں کے جواب اپنے الفاظ میں لکھ سکتا ہوں/لکھ سکتی ہوں۔	ہاں / نہیں
5.	دی گئی نامکمل کہانی کو طول دے سکتا ہوں/دے سکتی ہوں۔	ہاں / نہیں
6.	اسم عام کے اقسام کی شناخت کر سکتا ہوں/کر سکتی ہوں۔	ہاں / نہیں

فرہنگ

الفاظ	۔	معنی
طغرا	۔	نشانی
اولوالعزم	۔	بہادر
جبر	۔	ظلم وستم
استبداد	۔	ظلم وستم
معزول کرنا	۔	برطرف کرنا۔تخت سے اتارنا
بےضرر	۔	نقصان نہ پہنچانے والا
تدبر	۔	دوراندیشی،عقل مندی
شجاعت	۔	بہادری

الفاظ	۔	معنی
استقلال	۔	مستقل مزاجی، پکے ارادے
پسپائی	۔	پیچھے ہٹنا، شکست کھانا
مخبری	۔	جاسوسی
مدافعت	۔	دفع کرنا، روکنا
موقوف	۔	برخاست کیا گیا، منسوخ کیا گیا
فرودگاہ	۔	قیام گاہ
ابدی آرام گاہ	۔	قبر،مزار
محاذ	۔	میدانِ جنگ

7 غزل

داغؔ دہلوی

حصول طلب استعدادیں۔اکتسابی نتائج

اس سبق کی تکمیل کے بعد آپ حسب ذیل استعدادوں میں اکتسابی نتائج حاصل کر پاسکتے ہیں۔

I. زبان شناسی

الف) **لفظیات:** الفاظ کے معنی لکھ سکتے ہیں، واحد، جمع بنا سکتے ہیں اور الفاظ کو جملوں میں استعمال کر سکتے ہیں۔

ب) **قواعد** : مطلع، حسن مطلع، مقطع، ردیف اور قافیہ کی نشاندہی کر سکتے ہیں۔

II. سمجھنا اظہار خیال کرنا

الف) دیئے گئے اشعار کو پڑھ کر جملے صحیح ہیں یا غلط نشاندہی کر سکتے ہیں۔

ب) دیئے گئے متن کو پڑھ سوالوں کے جواب دے سکتے ہیں۔

III. اظہار مافی الضمیر۔تخلیقی اظہار

الف) اللہ تعالیٰ کی رحمت وعنایات کو اپنے الفاظ میں بیان کر سکتے ہیں۔

ب) سفر کے دوران دیکھے گئے قدرتی مناظر کی عکاسی کرتے ہوئے سفر کی روداد لکھ سکتا ہوں۔

ج) حمدیہ کلمات تحریر کر سکتے ہیں۔

طلباء کے لیے ہدایات

- سبق کا مطالعہ کیجیے اور جن الفاظ کے معنی نہ جانتے ہوں ان کو خط کشید کیجیے۔
- ان الفاظ کے معنی کتاب کی فرہنگ یا لغت دیکھ کر معلوم کیجیے۔
- سبق کا دوبارہ مطالعہ کیجیے اور اسے سمجھیے۔
- اس سبق کے جو امور آپ کی سمجھ میں آئے ہوں ان کے بارے میں آپ کے قرب وجوار میں موجود کسی معلم یا کسی تعلیمی مرکز کے معلم سے گفتگو کر کے معلومات حاصل کیجیے۔
- سبق کا بغور مطالعہ کر کے باکس میں دیئے گئے سوالات کے جواب تلاش کیجیے۔

سبق کی تمہید

سبق ''غزل'' کا تعلق صنف نظم سے ہے۔غزل کے لغوی معنی عورتوں سے یا عورتوں کی باتیں کرنا ہے۔غزل بنیادی طور پر حسن وعشق کی شاعری ہے۔ لیکن دور جدید میں غزلوں میں اصلاحی، سماجی، اخلاقی اور سیاسی موضوعات کو بھی شامل کیا جارہا ہے۔عام طور پر غزل کے ہر شعر میں ایک علٰحدہ خیال کو باندھا جاتا ہے اور یہ ضروری نہیں ہوتا کہ کوئی شعر اگلے یا پچھلے شعر سے کوئی معنوی ربط رکھے۔جب غزل کے تمام اشعار میں ربط وتسلسل ہوتا ہے تو اسے غزلِ مسلسل کہا جاتا ہے۔عموماً غزل میں کم از کم پانچ اور زیادہ سے زیادہ اکیس اشعار ہوتے ہیں۔یہ غزل ''گلزارِ داغؔ'' سے ماخوذ ہے۔جس کے شاعر داغؔ دہلوی ہیں۔

سبق کا پس منظر/مقصد

رحمٰن اور رحیم ہونا اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں۔اسکی رحمت بے پایاں ہے۔وہ اپنے بندوں پر ستر ماؤں سے زیادہ مہربان ہے اور چاہتا ہے کہ اسکا ایک ایک بندہ گمراہی سے بچ کر نیکی کی راہ پر آجائے۔اس غزل میں شاعر نے اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور کرم، عطا اور بخشش کا تذکرہ کرتے ہوئے اسکی بے پایاں رحمت کو بیان کیا ہے۔اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں اور محبتوں کا شعور بیدار کرتے ہوئے نیکی کی راہ چلنے کی ترغیب دینا اس غزل کا مقصد ہے۔

شاعر کا تعارف



ولادت:
25 رمئی 1831ء
دہلی

وفات:
17 رمئی 1905ء
حیدرآباد

داغؔ کا اصل نام ابراہیم تھا لیکن وہ نواب مرزا کے نام سے جانے گئے۔ان کی پیدائش 25 رمئی 1831ء کو دہلی میں ہوئی۔داغؔ چھ سات برس کے تھے کہ والد وفات پا گئے۔جب انکی عمر تیرہ سال کی تھی، بہادر شاہ ظفر کے بیٹے مرزا فخرو نے ان کی والدہ کو اپنے نکاح میں لے لیا۔اس طرح داغؔ کی پرورش اور تعلیم وتربیت بھی قلعہ کے ماحول میں ہوئی۔انہوں نے لال قلعہ کے شاعرانہ فضا میں شاعری شروع کی اور استاد ذوقؔ کے شاگرد ہوئے۔1857ء کے ہنگاموں کے بعد انہوں نے دہلی چھوڑ کر رام پور کا رخ کیا۔رام پور کے نواب یوسف علی خاں نے داغؔ کی بڑی قدر ومنزلت کی۔لیکن رام پور میں کچھ عرصہ رہنے کے بعد وہ حیدرآباد تشریف لائے۔حیدرآباد کے نواب محبوب علی خان نے ان کو حیدرآباد بلا لیا۔نواب حیدرآباد نے ہی ان کو بلبل ہند، دبیر الدولہ، ناظم جنگ اور نواب فصیح الملک کے خطابات سے نوازا۔داغؔ آخری عمر تک حیدرآباد میں ہی رہے۔یہیں 17 رمئی 1905ء کو ان کا انتقال ہوا۔

داغؔ کی تصانیف میں چار دیوان گلزار داغؔ، آفتاب داغؔ، ماہتاب داغؔ، یادگار داغؔ اور ایک مثنوی فریاد داغؔ قابل ذکر ہیں۔دہلی کی تباہی پر ان کا شہر آشوب بھی کافی شہرت رکھتا ہے۔سادہ وشیریں زبان کا استعمال داغؔ کی شاعری کی ممتاز خصوصیت ہے۔زبان میں ترنم اور روانی پائی جاتی ہے۔انہوں نے نہایت برجستگی سے محاوروں کا استعمال بھی کیا ہے۔داغؔ اپنے زمانے کے مقبول شاعر تھے۔



I

سبق ایسا پڑھا دیا تونے
دل سے سب کچھ بھلا دیا تو نے

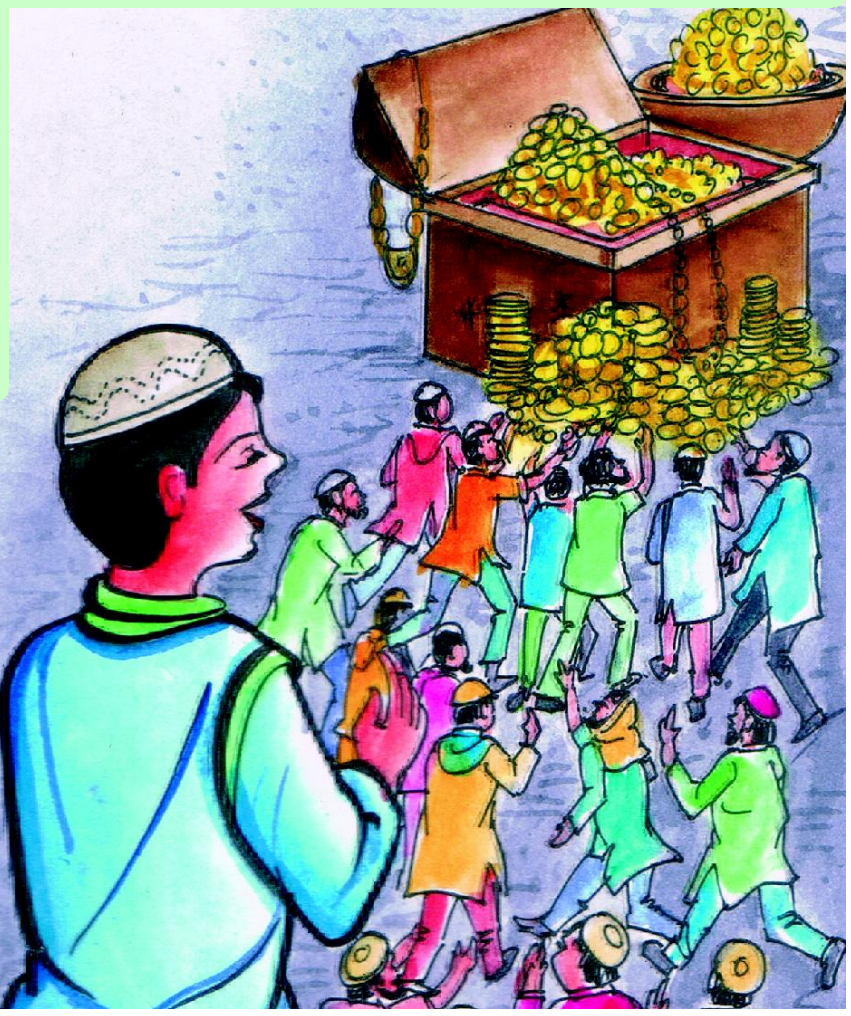
ہم نکمے ہوئے زمانے کے
کام ایسا سکھا دیا تو نے

کچھ تعلق رہا نہ دنیا سے
شغل ایسا بتا دیا تو نے

لاکھ دینے کا ایک دینا ہے
دلِ بے مدعا دیا تو نے

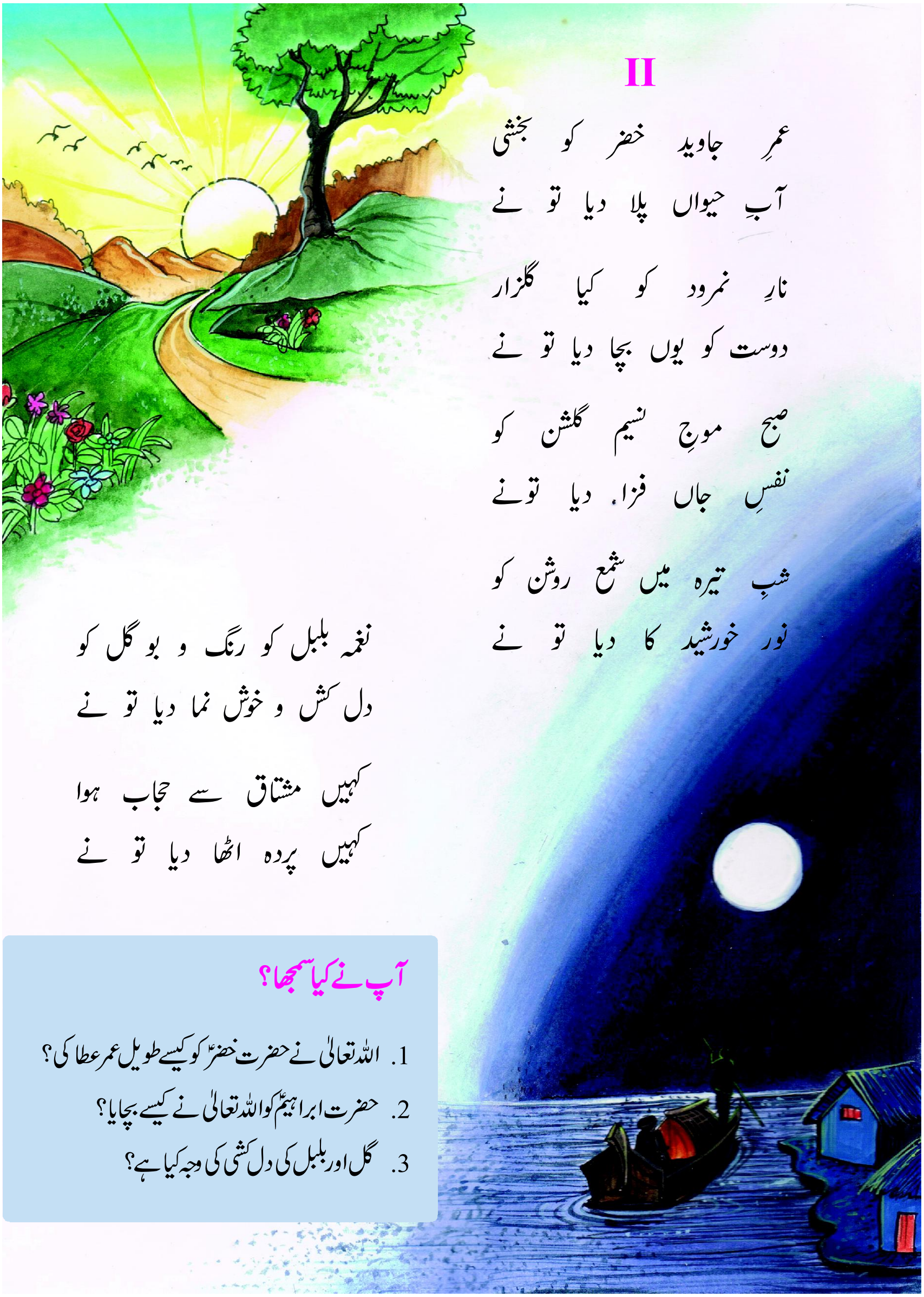
کیا بتاؤں کہ کیا لیا میں نے
کیا کہوں میں کہ کیا دیا تو نے

بے طلب جو ملا ملا مجھ کو
بے غرض جو دیا دیا تو نے



آپ نے کیا سمجھا؟

1. شاعر نے سب کچھ کیوں بھلا دیا ہے؟
2. شاعر خود کو زمانے کا نکما کیوں کہہ رہا ہے؟
2. دلِ بے مدعا ملنے کا کیا فائدہ ہے؟



II

عمرِ جاوید خضر کو بخشی
آبِ حیواں پلا دیا تو نے

نارِ نمرود کو کیا گلزار
دوست کو یوں بچا دیا تو نے

صبح موجِ نسیم گلشن کو
نفسِ جاں فزا دیا تو نے

شبِ تیرہ میں شمع روشن کو
نور خورشید کا دیا تو نے

نغمہ بلبل کو رنگ و بو گل کو
دل کش و خوش نما دیا تو نے

کہیں مشتاق سے حجاب ہوا
کہیں پردہ اٹھا دیا تو نے

آپ نے کیا سمجھا؟

1. اللہ تعالیٰ نے حضرت خضرؑ کو کیسے طویل عمر عطا کی؟
2. حضرت ابراہیمؑ کو اللہ تعالیٰ نے کیسے بچایا؟
3. گل اور بلبل کی دل کشی کی وجہ کیا ہے؟



III

تھا مرا منہ نہ قابل لبیک
کعبہ مجھ کو دکھا دیا تو نے

جس قدر میں نے تجھ سے خواہش کی
اس سے مجھ کو سوا دیا تو نے

مٹ گئے دل سے نقش باطل سب
نقشہ اپنا جما دیا تو نے

ہے یہی راہِ منزلِ مقصود
خوب رستے لگا دیا تو نے

مجھ گنہ گار کو جو بخش دیا
تو جہنم کو کیا دیا تو نے

داغؔ کو کون دینے والا تھا
جو دیا اے خدا دیا تو نے

آپ نے کیا سمجھا؟

1. شاعر اپنی شرمندگی کا اظہار کن الفاظ میں کر رہا ہے؟
2. شاعر اپنے گناہوں کی شدت کا اعتراف کیسے کر رہا ہے؟
3. اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کیسے عطا کرتا ہے؟



خلاصہ

پہلے شعر میں شاعر کہتا ہے کہ اے اللہ! تو نے اپنی محبت کا سبق کچھ اس طرح پڑھا دیا ہے کہ میرا دل دنیا کی محبتوں سے خالی ہو گیا ہے۔

دوسرے شعر میں شاعر کہتا ہے کہ تو نے ہمیں نیکی کے کام کرنے کی ایسی توفیق عطا کی ہے کہ ہم فائدہ اور نقصان کی پروا کئے بغیر تیری رضا کے لیے کام کرتے ہیں اور دنیا والے ہمیں بے کار اور نکمے خیال کرتے ہیں۔

تیسرے شعر میں شاعر کہتا ہے کہ تجھے یاد کرنا ہی سب سے بہترین کام ہے اور تو نے ہمیں وہ کام سکھا دیا ہے جسکی وجہ سے ہمیں دنیا کے جھمیلوں سے کوئی تعلق نہیں رہا۔

چوتھے شعر میں شاعر کہتا ہے کہ تیری نعمتوں میں ایک بہت بڑی نعمت لالچ اور حرص سے پاک دل ہے اور وہ تو نے ہمیں دے دیا ہے۔ اور دل کی پاکی کا حاصل ہو جانا گویا دنیا کے بے شمار خزانے حاصل ہونے کے برابر ہے۔

پانچویں شعر میں شاعر کہتا ہے کہ میں لوگوں کو کیسے بتاؤں کہ میں نے تیرے کرم سے کیا کیا پا لیا ہے اور تو نے مجھے کیا کیا عطا کیا ہے۔ یعنی شاعر کہنا چاہ رہا ہے کہ اللہ کے کرم اور جود و سخا کی کوئی حد نہیں ہے۔ پھر ہمیں بھی اس کی فرماں برداری کرنے میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔

چھٹے شعر میں شاعر کہتا ہے کہ تو کتنا رحیم و کریم ہے کہ بن مانگے ہی مجھے سب کچھ عطا کر دیا ہے حالانکہ تو سب سے بے نیاز ہے تجھے ہماری عبادتوں سے کوئی غرض نہیں ہے۔

ساتویں شعر میں شاعر کہتا ہے کہ تو نے آب حیات پلا کر حضرت خضرؑ کو طویل عمر عطا فرمائی۔ (آب حیات سے مراد وہ پانی ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اسے پینے سے موت نہیں آتی)

آٹھویں شعر میں شاعر کہتا ہے کہ تو اپنے دوستوں پر کتنی مہربانی کرتا ہے۔ تو نے حضرت ابراہیمؑ کو بچانے کے لئے بادشاہ نمرود کی دہکائی ہوئی آگ کو بھی گلزار بنا دیا۔

نویں شعر میں شاعر کہتا ہے کہ تو نے صبح کے وقت گلشن کی ٹھنڈی ہوا کو ہمارے لیے صحت بخش اور مسرت انگیز بنا دیا ہے۔

دسویں شعر میں شاعر کہتا ہے کہ تو اپنے بندوں پر کتنا مہربان ہے کہ رات کے اندھیرے دور کرنے کے لیے سورج کی روشنی سے چاند کو روشن کیا۔

گیارھویں شعر میں شاعر کہتا ہے کہ تو نے بلبل کو خوش آواز بنایا اور پھولوں کو خوشنما رنگوں اور خوشبو سے نوازا ہے۔

بارھویں شعر میں شاعر کہتا ہے کہ تیری حکمت تو ہی جانتا ہے کہ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے جس کو چاہتا ہے نہیں دیتا۔ تو نے حضرت موسیٰؑ کو اپنے دیدار سے مشرف نہیں کیا حالانکہ وہ تیرے دید کے آرزومند تھے۔ اور اپنے محبوب حضرت محمد ﷺ کو معراج کے موقع پر اپنے دیدار اور ملاقات کا شرف بخشا۔

تیرھویں شعر میں شاعر کہتا ہے کہ یا اللہ! میں اپنے گناہوں کی ندامت سے تجھے چہرہ دکھانے کے قابل نہ تھا لیکن تیری کرم فرمائی کہ تو نے مجھے اپنے حرم خانہ کعبہ میں حاضری نصیب فرمائی۔

چودھویں شعر میں شاعر کہتا ہے کہ اے اللہ! میں نے تجھ سے جتنا مانگا، جتنی خواہش کی اس سے بہت زیادہ تو نے عطا فرمایا ہے۔

پندرھویں شعر میں شاعر کہتا ہے کہ اے اللہ! تو نے اپنی یاد کا نقشہ میرے دل پر ایسا جما دیا کہ گمراہیوں کے سارے نقوش دل سے مٹ گئے۔

سولھویں شعر میں شاعر کہتا ہے کہ اے اللہ! تیرا شکر یہ کہ مجھے صحیح راہ دکھا دی جسکی وجہ سے مجھے منزل مقصود (اللہ کی خوشنودی) کو پانے کی راہ آسانی ہوگئی۔

سترھویں شعر میں شاعر اپنے گناہوں کی شدت کا اعتراف کرتا نظر آتا ہے اور کہتا کہ مجھ جیسے بڑے گنہ گار کو تو نے بخش دیا تو پھر جہنم میں کون جائے گا۔ یعنی شاعر خود کو سب سے زیادہ گنہ گار قرار دے رہا ہے۔

آخری شعر میں شاعر کہتا ہے کہ اے اللہ میرا رب تو ہی ہے کوئی اور نہیں۔ تو ہی مجھے سب کچھ دینے والا ہے۔ اور جو کچھ میرے پاس ہے وہ سب تیرا ہی دیا ہوا ہے۔

آیئے لسانی استعدادیں حاصل کریں

I. زبان شناسی

لفظیات

(الف) ذیل کے جملے پڑھ کر خط کشیدہ الفاظ کے معنی کا انتخاب کیجیے۔

1. نکمے بیٹھنے سے بہتر ہے کہ آدمی کچھ کام کرے۔ ( )

A) بیدار B) بے کار C) بیگار D) بیزار

2. وہ لکھنے کے شغل میں ایسے مصروف تھے کہ انہیں میرے آنے کا پتہ ہی نہ چلا۔ ( )

A) کام B) عادت C) شوق D) فکر

3. بچے مشتاق تھے کہ کوئی انہیں سرکس دکھالائے۔ ( )

A) ضرورت مند B) فکرمند C) خواہش مند D) احسان مند

4. کسی مقصد کو حاصل کرنے کے لیے شوق اور طلب ضروری ہیں۔ ( )

A) عادت B) چاہت C) شہرت D) دولت

5. دولت جب حد سے سوا ہو جاتی ہے لوگ گھمنڈ کرنے لگتے ہیں۔ ( )

A) باہر B) پار C) ظاہر D) زیادہ

(ب) ذیل میں دیے گئے الفاظ کی واحد یا جمع بنایئے۔

1. اسباق = ----------
2. غرض = ----------
3. شغل = ----------
4. اسباب = ----------
5. انوار = ----------
6. قدر = ----------

(ج) ذیل کے الفاظ کے معنی فرہنگ میں تلاش کیجئے اور الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجئے۔

1. بےطلب = ---------- ----------
2. دلکش = ---------- ----------
3. منزل مقصود = ---------- ----------
4. جاں فزا = ---------- ----------
5. مدعا = ---------- ----------

قواعد

1. حسب ذیل اشعار پر غور کیجئے۔

قلق اور دل میں سوا ہوگیا دلاسا تمہارا بلا ہوگیا
وہ امید کیا جس کی ہو انتہا وہ وعدہ نہیں جو وفا ہوگیا
ہوا رکتے رکتے دم آخر فنا مرض بڑھتے بڑھتے دوا ہوگیا

ان اشعار میں ''ہوگیا'' کی تکرار پہلے شعر کے دونوں مصرعوں میں اور تمام اشعار کے دوسرے مصرعوں کے آخر میں کی گئی ہے۔

غزل میں شعر کا آخری لفظ جس کی تکرار تمام اشعار کے دوسرے مصرعوں میں ہوتی ہے ''ردیف'' کہلاتا ہے۔

ان اشعار میں ''ہوگیا'' ردیف ہے۔ اور ردیف سے پہلے ''سوا''، ''بلا''، ''وفا'' اور ''دوا'' کے الفاظ آئے ہیں۔ یہ ہم وزن الفاظ ہیں۔

ردیف سے پہلے آنے والے ہم وزن الفاظ کو قافیہ کہتے ہیں۔

مشق

حسب ذیل اشعار میں ردیف کی شناخت کر کے قوسین میں لکھئے۔

دل سے خیال دوست بھلایا نہ جائے گا سینے میں داغ ہے کہ مٹایا نہ جائے گا ( )
راضی ہیں ہم کو دوست سے ہو دشمنی مگر دشمن کو ہم سے دوست بنایا نہ جائے گا ( )
بگڑیں نہ بات بات پہ کیوں جانتے ہیں وہ ہم وہ نہیں کہ ہم کو منایا نہ جائے گا ( )

2. حسب ذیل اشعار پر غور کیجئے۔

قلق اور دل میں سوا ہوگیا　　دلاسا تمہارا بلا ہوگیا
اشک آنکھوں میں کب نہیں آتا　　لہو آتا ہے جب نہیں آتا
سبق ایسا پڑھا دیا تونے　　دل سے سب کچھ بھلا دیا تونے

یہ اشعار مختلف غزلوں کے پہلے اشعار ہیں۔ان میں ہر شعر کے دونوں مصرعوں میں قافیہ اور ردیف کی پابندی کی گئی ہے۔
غزل کے پہلے شعر کو مطلع کہتے ہیں۔جس کے دونوں مصرعوں میں قافیہ اور ردیف کی پابندی ہوتی ہے۔

3. حسب ذیل اشعار کی جوڑیوں پر غور کیجئے۔

غضب کیا ترے وعدے پر اعتبار کیا　　تمام رات قیامت کا انتظار کیا
کسی طرح جو نہ اس بت نے اعتبار کیا　　مری وفا نے مجھے خوب شرمسار کیا

کرے کیا کہ دل بھی تو مجبور ہے　　زمیں سخت ہے آسماں دور ہے
جرس راہ میں جملہ تن شور ہے　　مگر قافلے سے کوئی دور ہے

اشعار کی مذکورہ بالا جوڑیوں میں پہلے شعر کے ساتھ دوسرے شعر میں بھی قافیہ اور ردیف کی پابندی کی گئی۔
اگر غزل کے دوسرے شعر کے دونوں مصرعوں میں قافیہ اور ردیف کی پابندی کی جائے تو اس شعر کو حسن مطلع کہتے ہیں۔

4. حسب ذیل اشعار پر غور کیجیے۔

ٹپکتا ہے اشعار حالؔی سے حال　　کہیں سادہ دل مبتلا ہوگیا
اب تو جاتے ہیں بت کدے سے میرؔ　　پھر ملیں گے گر خدا لایا
کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالب　　شرم تم کو مگر نہیں آتی

یہ اشعار مختلف شعراء کی غزلوں کے آخری اشعار ہیں۔ان میں شعراء نے اپنے تخلص کو پیش کیا ہے۔اسے مقطع کہتے ہیں۔
غزل کا آخری شعر مقطع کہلاتا ہے جس میں شاعر اپنا تخلص پیش کرتا ہے۔

مشق: ذیل میں دی گئی غزل پڑھیے اور سوالوں کے جواب دیجیے۔

کیا کیا فریب دل کو دیئے اضطراب میں　　ان کی طرف سے آپ لکھے خط جواب میں
شوخی نے تم کو ڈال دیا اضطراب میں　　کچھ تمکنت کا لطف نہ دیکھا شباب میں
جی چاہتا ہے چھیڑ کے ہوں اس سے ہم کلام　　کچھ تو لگے گی دیر سوال و جواب میں
اے داغؔ کوئی مجھ سا نہ ہوگا گناہ گار　　ہے معصیت سے میرے جہنم عذاب میں

1. اس غزل میں ردیف کیا ہے؟
2. اس غزل کے قافیے لکھیے۔
3. غزل کا مطلع لکھیے۔
4. غزل کا حسن مطلع لکھیے۔
5. غزل کا مقطع لکھیے۔

(الف) ذیل میں دیئے گئے اشعار کو پڑھ کر دیئے گئے جملے صحیح ہیں یا غلط نشاندہی کیجیے۔

تکرار تھی مزارع و مالک میں ایک روز　　دونوں یہ کہہ رہے تھے مرا مال ہے زمیں
کہتا تھا وہ کرے جو زراعت اسی کا کھیت　　کہتا تھا یہ کہ عقل ٹھکانے تری نہیں
پوچھا زمیں سے میں نے کہ ہے کس کا مال تو　　بولی مجھے تو ہے فقط اس بات کا یقیں
مالک ہے یا مزارع شوریدہ حال ہے
جو زیر آسماں ہے وہ دھرتی کا مال ہے

1. کسان اور مالک دونوں کا یہ کہنا تھا کہ زمین کے مالک وہ ہیں۔　　(　　)
2. کسان کا خیال تھا کہ زمین زراعت کرنے والے کی ہے۔　　(　　)
3. کسان کا کہنا تھا کہ مالک کی عقل ٹھکانے نہیں ہے۔　　(　　)
4. شاعر نے اس مسئلہ کو حل کرنے کے لیے آسماں سے سوال کیا۔　　(　　)
5. زمین کہنے لگی کہ سب چیزیں آسماں کی ہی ملکیت ہیں۔　　(　　)

(ب) ذیل میں دیئے گئے متن کو پڑھ کر سوالوں کے جواب دیجئے۔

عورت سب معلموں سے زیادہ نرمی اور ملائمت سے تعلیم دیتی ہے۔ مرد انسانیت کا دماغ ہے تو عورت اس کا دل ہے۔ وہ اس کی قوت ہے۔ یہ اس کا حسن اور زیب وزینت ہے۔ مرد عقلی ہدایتیں کرتا ہے مگر عورت قلب کی درستی کرتی ہے جس سے خصلت سنورتی ہے۔ مرد حافظہ کو پر کرتا ہے تو عورت دل کو پر کرتی ہے۔ مرد جس بات کا یقین دلاتا ہے، عورت اس کی محبت دلاتی ہے۔ غرض عورت کی بدولت ہماری رسائی نیکی تک ہوتی ہے۔

اگر کوئی عورت نیک اطوار، کفایت شعار، خوش مزاج، پاکیزہ طبیعت کسی گھر کی سرپرست ہو تو سارے خاندان کی زندگی خیر و عافیت سے بسر ہوگی اور وہاں آرام وچین، نیکی اور خوش دلی طرح طرح سے اپنے جلوے دکھائے گی۔ حادثات زمانہ سے بچنے کے لیے امن وہ ہے۔ محنت ومشقت کے بعد وہی آرام گاہ ہے۔ مصیبت وافلاس میں تسلی وتشفی وہاں ہے۔

1. عورت کس چیز کو بہتر بناتی ہے؟
2. انسان کی خصلت کب سنورتی ہے؟
3. کس خاندان کی زندگی خیر وعافیت سے بسر نہ ہوگی؟
4. ہم بھلائی کے راستے پر کیسے پہنچتے ہیں؟
5. انسان کو مصیبت وافلاس تسلی وتشفی کہاں حاصل ہوتی ہے؟

III. اظہار مافی الضمیر/تخلیقی اظہار

خود لکھنا

(الف) حسب ذیل سوالوں کے جواب دو تین جملوں میں لکھئے۔

1. شاعر کیوں کہہ رہا ہے کہ دنیا سے اس کا تعلق نہیں رہا؟
2. ''نار نمرود کو کیا گلزار'' یہ مصرعہ کس واقعہ کی طرف اشارہ کرتا ہے؟ وضاحت کیجئے۔
3. شاعر ایسا کیوں کہہ رہا ہے کہ دل سے سب نقش باطل مٹ گئے ہیں؟
4. داغؔ دہلوی کی شاعری کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

(ب) حسب ذیل سوالوں کے جواب آٹھ تا دس جملوں میں لکھئے۔

1. شاعر نے بندوں سے رب کی محبت کو کیسے بیان کیا ہے؟
2. شاعر نے اپنی عاجزی و مسکینی کا کیسے اظہار کیا ہے؟

IV. تخلیقی اظہار/توصیف

1. آپ نے ایک طویل سفر کے دوران کئی قدرتی مناظر کا مشاہدہ کیا، ان کا ذکر کرتے ہوئے اس سفر کی روداد لکھئے۔
2. کائنات میں ہم جدھر بھی نظر دوڑائیں ہمیں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور صناعی نظر آتی ہے، اسی کو پیش نظر رکھتے ہوئے حمدیہ کلمات تحریر کیجئے۔

شعری انتخاب

بلبل غزل سرائی آگے ہمارے مت کر
سب ہم سے سیکھتے ہیں انداز گفتگو کا

(میر تقی میرؔ)

میں کن استعدادوں کا حامل ہوا (خود کی جانچ)

1.	سبق میں دیئے گئے الفاظ کے معنی، واحد اور جمع لکھ سکتا ہوں/لکھ سکتی ہوں۔	ہاں/نہیں
2.	الفاظ کو جملوں میں استعمال کر سکتا ہوں/کر سکتی ہوں۔	ہاں/نہیں
3.	دیے گئے متن کو پڑھ کر سوالوں کے جواب لکھ سکتا ہوں/لکھ سکتی ہوں۔	ہاں/نہیں
4.	سبق میں دیے گئے سوالوں کے جواب اپنے الفاظ میں تحریر کر سکتا ہوں/کر سکتی ہوں۔	ہاں/نہیں
5.	سفر کے دوران مشاہدہ کئے گئے قدرتی مناظر کا ذکر کرتے ہوئے سفر کی روداد لکھ سکتا ہوں/سکتی ہوں۔	ہاں/نہیں
6.	حمدیہ کلمات تحریر کر سکتا ہوں/کر سکتی ہوں۔	ہاں/نہیں

فرہنگ

الفاظ	۔	معانی
نکمے	۔	بے کار
شغل	۔	کام
طلب	۔	خواہش
آب حیواں	۔	وہ پانی جس کو پی کر حضرت خضرؑ نے ہمیشہ کی عمر حاصل کر لی
نارنمرود	۔	بادشاہ نمرود کی جلائی ہوئی آگ، جس میں اس نے حضرت ابراہیمؑ کو ڈالا لیکن وہ اللہ کے حکم سے گلزار بن گئی
موج نسیم	۔	ٹھنڈی ہوا کا جھونکا

الفاظ	۔	معانی
جاں فزا	۔	دل خوش کرنے والا، مسرت بخش
شب تیرہ	۔	اندھیری رات
خورشید	۔	سورج
مشتاق	۔	خواہش مند
حجاب	۔	پردہ
لبیک	۔	میں حاضر ہوں، حاجی لوگ یہ کلمہ عرفات کے میدان میں دہراتے ہیں
سوا	۔	زیادہ
باطل	۔	غلط، ناحق

8 قلی قطب شاہ کا سفرنامہ

مجتبیٰ حسین

حصول طلب استعدادیں۔اکتسابی نتائج

اس سبق کی تکمیل کے بعد آپ حسب ذیل استعدادوں میں اکتسابی نتائج حاصل کر سکتے ہیں۔

I. زبان شناسی

الف) **لفظیات:** الفاظ کے معنی لکھ کر انھیں جملوں میں استعمال کر سکتے ہیں اور الفاظ کے ایک لفظی متبادل لکھ سکتے ہیں۔

ب) **قواعد:** ضمیر اور اس کی مختلف قسموں سے واقف ہو سکتے ہیں۔

II. سمجھنا اظہار خیال کرنا

الف) دیئے گئے پیراگراف پڑھ کر سوالوں کے جواب لکھ سکتے ہیں اور متن کی مناسبت سے سوال تیار کر سکتے ہیں۔

III. اظہار مافی الضمیر۔تخلیقی اظہار

الف) سبق سے متعلق دیئے گئے سوالوں کے جواب لکھ سکتے ہیں۔

ب) اس سبق کو پڑھنے کے بعد طنز و مزاح کو سمجھ سکتے ہیں اور مزاحیہ مضمون لکھ سکتے ہیں۔

طلباء کے لیے ہدایات

1. سبق کا مطالعہ کیجئے۔جن الفاظ کے معنی آپ نہ جانتے ہوں ان کے نیچے خط کھینچئے۔
2. خط کشیدہ الفاظ کے معنی کتاب کی فرہنگ یا لغت دیکھ کر معلوم کیجئے۔
3. سبق کو دوبارہ پڑھ کر سمجھنے کی کوشش کیجئے۔
4. اس سبق کے جو امور آپ کی سمجھ میں نہ آئیں ہوں، ان کے بارے میں آپ کے قرب و جوار میں موجود کسی معلم یا کسی تعلیمی مرکز کے معلم سے گفتگو کر کے معلومات حاصل کیجیے۔
5. سبق کا بغور مطالعہ کر کے باکس میں دیئے گئے سوالوں کے جواب لکھیے۔

سبق کی تمہید

سبق ''قلی قطب شاہ کا سفر نامہ'' نثری صنف انشائیہ سے تعلق رکھتا ہے۔ انشائیہ ادب کی ایک خاص صنف ہے۔ انشائیہ کی کوئی مخصوص تعریف نہیں۔ انشا پرداز اپنی ذہنی اپج، خیالات کی بلندی اور ذاتی تاثرات کو فنی انداز میں پیش کرنے کا نام انشائیہ ہے۔ مزاح نگاری، انشائیہ کی ایک قسم ہے جس میں بامحاورہ زبان کو بڑے لطیف اور پروقار انداز میں استعمال کیا جاتا ہے۔ موضوع کو اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ قارئین اس کی شگفتگی، لطافت اور طنز و مزاح سے لطف اندوز ہوں۔ ظرافت کا پہلو اس حد تک نمایاں ہوتا ہے کہ پڑھنے یا سننے والے کی زبان اور کان بار محسوس نہیں کرتے بلکہ پڑھنے اور سننے والے سبھی تبسم ریز رہتے ہیں۔ اس سبق کو مجتبیٰ حسین کے مزاحیہ مضامین کے مجموعہ سے لیا گیا ہے۔

سبق کا پس منظر/مقصد

قلی قطب شاہ کا سفر نامہ ایک ایسا مضمون ہے جس میں طنز و مزاح کا خاص عنصر موجود ہے۔ یہ نہ صرف ایک مضمون ہے بلکہ آپ بیتی کا جیتا جاگتا نمونہ ہے۔ اس سبق میں مصنف نے شہر حیدرآباد کی گذشتہ چار سو سال میں شہر کی بدلی ہوئی تہذیب و تمدن کو تاریخی پس منظر سے مربوط کرتے ہوئے بہترین پیرائے میں بیان کیا ہے۔ اس سبق کی تدریس کا خاص مقصد بچوں میں جمالیاتی ذوق کا فروغ، طنز و مزاح اور تہذیب و تمدن سے واقف کروانا اور ان میں اس طرح کی تحریروں کو پڑھنے اور لکھنے کی صلاحیت کو فروغ دینا ہے۔

مصنف کا تعارف



مجتبیٰ حسین 15 / جولائی 1936ء کو ضلع گلبرگہ (کرناٹک) میں پیدا ہوئے۔ 1956ء میں عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد دکن سے بی۔اے کیا۔ پھر روزنامہ سیاست' حیدرآباد سے وابستہ ہوئے۔ 1962ء میں اسی اخبار میں مزاحیہ کالم نگاری شروع کی۔ 1972ء میں حیدرآباد سے دہلی منتقل ہوئے اور نیشنل کاؤنسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ سے وابستہ ہوئے جہاں سے 1991ء میں بحیثیت ایڈیٹر وظیفہ پر سبکدوش ہوئے۔ 1993ء میں روزنامہ 'سیاست' کے لیے دوبارہ کالم نگاری شروع کی۔ 27/مئی 2020 کو ان کا انتقال ہوا۔

ولادت: 15 / جولائی 1936ء گلبرگہ (کرناٹک)

وفات: 27/مئی 2020ء

تصانیف: تکلف برطرف' قطع کلام' قصہ مختصر' بہرحال' آدمی نامہ' بالآخر' جاپان چلو جاپان چلو' الغرض' سو ہے وہ بھی آدمی' چہرہ در چہرہ' سفر لخت لخت' آخر کار' ہوئے ہم دوست جس کے' میرا کالم' مجتبیٰ حسین کی بہترین تحریریں ہیں۔

اعزازات: غالب انسٹی ٹیوٹ' دہلی کا پہلا غالب ایوارڈ برائے اُردو طنز و مزاح: 1984' کل ہند مخدوم محی الدین ایوارڈ' آندھرا پردیش اُردو اکادمی: 1993' حکومت کی جانب سے پدم شری کا اعزاز: 2007' گلبرگہ یونیورسٹی کی جانب سے ڈی۔لٹ کی اعزازی ڈگری: 2010

I



حضرات ! میں محمد قلی قطب شاہ ہوں۔ وہی قلی قطب شاہ جس نے اس شہر میں ''چار مینار'' بنوا کر اس شہر کو آباد کیا تھا۔ اگر میرا قصور ہے تو بس اتنا ہی ہے۔ میں چار سو سال بعد اس شہر میں ویسے تو صرف چار دن رہنے کے ارادے سے آیا تھا۔ لیکن اب صرف ایک ہی دن میں واپس جا رہا ہوں۔ اتنا حیدرآباد میرے لیے نہ صرف کافی بلکہ بہت کافی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ میں چار سال پہلے حیدرآباد کے چار سو سالہ جشن کے موقع پر آنا چاہتا تھا لیکن کیا کروں مجھے نیچے کی دنیا میں آنے کے لیے وقت پر ویزا ہی نہیں ملا۔ میں جب جب ویزا لینے کے لیے گیا تو فرشتوں نے بتایا کہ حیدرآباد کا چار سو سالہ جشن ملتوی ہو گیا ہے۔ جب ہوگا تو تمہیں ویزا دیا جائے گا۔ یوں خالی پیلی وہاں تمہارے جانے کا کیا فائدہ۔ سوچا تو قصور میرا ہی نکل آیا کہ میں نے اس شہر کو بسانے سے پہلے چار مینار کو بنوایا۔ اب حیدرآبادی ہر کام چار کے ہندسے کو ذہن میں رکھ کر کرتے ہیں۔ شرعی اعتبار سے چار شادیاں کرنے کی بات میں نہیں کرتا۔ حیدرآبادی اپنے شہر کا جشن منانے کا ارادہ کرتے ہیں تو چار سو سال کا اور وہ بھی مناتے ہیں تو چار سال بعد۔ میں تو کیا یہاں ایک انوکھی اور نئی سواری بھی دیکھی جسے آٹو رکشا کہتے ہیں۔ اس میں صرف تین آدمیوں کے بیٹھنے کی گنجائش ہوتی ہے مگر اس میں بیٹھتے چار آدمی ہیں۔ اس سواری کی خوبی یہ ہے کہ اس کے اگلے پہیہ کو کہیں بھی داخل کرنے کی ذرا سا بھی گنجائش نظر آئے تو سالم سواری اس میں بیٹھی ہوئی سواریوں سمیت اس جگہ میں نکل جاتی ہے۔ چار سو سال میں اس شہر نے میرے بعد سائنس کے میدان میں جو ترقی کی ہے اس کی یہ سب سے عمدہ مثال ہے۔ میں نے اس سواری میں بیٹھ کر اپنے بسائے ہوئے شہر حیدرآباد کو دیکھنے کی کوشش کی۔ نتیجہ میں اس شہر کو بالکل نہیں دیکھ پایا۔ کیونکہ جیسے ہی میں کسی کو دیکھنا شروع کرتا تھا تو آٹو رکشا مجھے اچانک اچھال کر میرے منھ کو دوسرے منظر کی طرف کر دیتا

تھا۔اس سواری کو چلانے والا جہانگیر علی بھی بہت دلچسپ آدمی تھا۔ میں چونکہ رات کے پچھلے پہر حیدرآباد میں وارد ہوا تھا۔اس لیے پہلے تو آنکھیں مل مل کر دیکھنے کی کوشش کرتا رہا کہ میں کہاں ہوں۔ بعد میں احساس ہوا کہ میں موسی ندی کے کنارے کھڑا ہوں اور غالبًا یہی وہ جگہ ہے جہاں سے میں گھوڑے پر سوار ہوکر بھاگ متی سے ملنے جایا کرتا تھا۔ پہلے تو میں اپنے گھوڑے کا انتظار کرتا رہا۔ وہ نہیں آیا تو میں نے بھاگ متی کو پکارنا شروع کر دیا۔ بھاگ متی وہ نہیں آئی البتہ جہانگیر علی آ گیا۔ بولا ''میں آپ کی کیا خدمت کرسکتا ہوں؟'' میں نے کہا ''مجھے اس ندی کے پار کر کے بھاگ متی سے ملنے کے لیے دوسری جانب جانا ہے۔مگر میرا گھوڑا اب تک نہیں آیا ہے''۔ جہانگیر علی نے مجھے غور سے دیکھا اور کہا ''آپ نے آج غالبًا پیا باج پیالہ کچھ زیادہ ہی پی لیا ہے۔تبھی تو اپنے آپ کو قلی قطب شاہ سمجھ رہے ہو۔'' میں نے کہا ''میں ہوں ہی قلی قطب شاہ''۔ جہانگیر علی نے کہا ''تب تو آج آپ کی سواری میں رہنے کا لطف آجائے گا۔ گھوڑے کو ماریئے گولی اور میرے آٹو رکشا میں بیٹھ جایئے۔ میٹر سے جو کچھ بنے گا وہ دیجیے۔البتہ ویٹنگ کا چارج الگ سے ہوگا۔'' میں نے کہا ''ویٹنگ کا کیا چارج ہوگا؟'' بولا ''پانچ روپے فی گھنٹہ کے حساب سے لوں گا۔ چار سو سال پہلے سے ویٹنگ کا جو چارج ہوگا وہ آپ دیکھ سمجھ کر دیجیے۔'' میں نے حیرت سے کہا ''چار سو سال کی ویٹنگ!'' بولا ''اور کیا؟ ہم تو رکشہ چلاتے ہیں اور ویٹنگ میں ہی زیادہ کماتے ہیں۔اور حضور ذرا یہ سوچیے کہ آپ نے اس شہر میں آنے میں کتنی دیر کر دی''۔

آپ نے کیا سمجھا؟

1. سلطان محمد قلی قطب شاہ نے شہر حیدرآباد سے ایک دن میں واپس ہو جانا چاہا تھا۔ کیوں؟
2. سلطان محمد قلی نے آٹو رکشا کو انوکھی اور نئی سواری کیوں کہا؟

II

میں نے اس سے بحث کرنا مناسب نہیں سمجھا اور آٹو رکشا میں بیٹھ گیا۔اس نئی سواری کا جائزہ لیکر میں نے کہا ''مگر تم اسے ندی میں سے کیسے لے جاؤ گے؟'' بولا ''حضور! جسے آپ بار بار ندی کہہ رہے ہیں اس میں اب پانی نہیں رہتا۔ مچھر اور بھینسیں رہتی ہیں۔ برسہا برس بیت گئے اور میں اس ندی میں کبھی پانی کو بہتے ہوئے نہیں دیکھا۔'' میں نے پوچھا ''پھر اس شہر کے لوگ اپنی پیاس کس طرح بجھاتے ہیں؟'' جہانگیر علی بولا ''حضور! اس کے لیے شہر میں ایک محکمہ آبرسانی موجود ہے جس کا کام نلوں سے نہیں بلکہ اس شہر کے باسیوں کی آنکھوں کے ذریعہ پانی سربراہ کرنا ہے لوگ دو دو تین تین دن انتظار کرتے ہیں تو اس شہر کے نلوں میں چار پانچ قطرے نکل آتے ہیں۔البتہ عوام کی آنکھوں کا پانی کبھی نہیں سوکھتا۔ یہ الگ بات ہے کہ اس شہر کے حکمرانوں کے آنکھوں کا پانی مر گیا ہے۔''

جہانگیر علی کے اس بیان کو سن کر میں خوش تو بہت ہوا کہ میرے شہر کے لوگوں نے اتنی ترقی کر لی ہے کہ آبرسانی کے نظام کا تعلق نلوں سے نہیں بلکہ راست طور پر عوام کی آنکھوں سے جوڑ دیا ہے سچ تو یہ ہے کہ اس ترقی کا حال سن کر میری آنکھوں سے بھی اچانک خوشی کے آنسو نکل آئے۔

جہانگیر علی جب ندی کو پار کرنے کی بجائے اپنے آٹو رکشا کو دوسری سمت لے جانے لگا تو میں نے کہا ''تم ندی میں سے کیوں نہیں چلتے ؟'' بولا ''سرکار اگر چہ یہ ندی بالکل نہیں بہتی لیکن اس وقت رات کا پچھلا پہر ہے۔ یہ وقت مچھروں اور دیگر حشرات الارض کے آرام کرنے کا ہے۔اس وقت رعایا کے آرام میں خلل ڈالنا آپ کو زیب نہیں دے گا۔ ویسے حکومت نے اس ندی کو عبور کرنے کے لیے اس کے اوپر پانچ چھ پل بھی بنا رکھے ہیں۔لیکن ان پلوں کی تعمیر کچھ ایسی ہے اور ان پر جا بجا اتنے کھڈ موجود ہیں کہ ان پر سے گزرتے ہوے آپ کو یوں محسوس ہوگا کہ جیسے آپ پل کے اوپر سے نہیں بلکہ خود ندی میں سے گزر رہے ہیں۔اس لیے حکومت اب ان پلوں کو آسانی سے پار کرنے کے لیے ان پلوں کے اوپر بھی پل بنانے کا ارادہ رکھتی ہے میں نے کہا ''پل کو پار کرنے کے لیے پل! یہ کیا احمقانہ بات ہے۔ جب یہ ندی بہتی ہی نہیں تو اس پر پل بنانے کی کیا ضرورت تھی اور اگر یہاں واقعی پل بنائے گئے تھے تو پلوں کو پار کرنے کے لیے ان کے اوپر اب پھر پُل بنانے کی ضرورت کیوں پیش آ رہی ہے؟''۔

جہانگیر علی بولا ''سرکار مجھے تو لگتا ہے۔اس شہر کے حکمرانوں کی سب سے بڑی ہابی پل بنانا ہے۔اگر پل بنانا ہی شوق تھا تو ندی کے اُوپر اُس پار سے اس پار تک پل بنانے کے بجائے ندی کے کنارے کنارے پل بناتے چلے جاتے۔سینکڑوں میل لمبے پل بن سکتے تھے۔ خیر چھوڑیئے ان باتوں کو یہ بتایئے کہ کہاں چلیں گے؟'' میں نے کہا ''جہانگیر علی! تم بڑے معصوم آدمی ہو۔ میں نے اس شہر میں چار مینار اور اس کے آس پاس چند عمارتیں بنوائی تھیں۔ میں یہاں جانے کے علاوہ اور کہاں جا سکتا ہوں۔ کیا چار مینار اس جگہ سے بہت دور ہے؟'' جہانگیر علی بولا ''چونکہ رات کا پچھلا پہر ہے اس لیے ہم اس وقت دس منٹ میں چار مینار پہنچ سکتے ہیں۔ البتہ دن میں یہاں سے چار مینار پہنچنے کے لیے دس گھنٹے کا وقت لگتا ہے۔'' میں نے کہا جہانگیر علی تمہاری باتیں میری سمجھ میں نہیں آ رہی ہیں۔ وہ بولا ''چار سو سال بعد آنے کا یہی تو نقصان ہے۔آپ دن میں اس شہر کی سیر کریں تو یہ باتیں خود بہ خود آپ کی سمجھ میں آ جائیں گی۔'' اور ٹھیک دس منٹ بعد میں سچ مچ چار مینار کے سامنے کھڑا تھا۔کوئی نہیں جانتا کہ میں نے کتنے چاؤ سے اس عمارت کو تعمیر کرایا تھا۔ میں بڑی دیر تک چار مینار کے اطراف گھومتا رہا۔ برسوں بعد اس عمارت کو صحیح وسالم دیکھ کر میرے اندر وہ سکون اور اطمینان پیدا ہوا کہ میری آنکھیں نیند سے بوجھل ہونے لگیں۔اور میں وہیں چار مینار کے ایک گوشے میں سو گیا۔اور جہانگیر علی اپنی ویٹنگ کماتا رہا۔

آپ نے کیا سمجھا؟

1. جہانگیر علی نے ایسا کیوں کہا کہ اس شہر کے حکمرانوں کی بڑی ہابی پل بنانا ہے۔
2. جہانگیر علی کے مطابق موسیٰ ندی کے کنارے سے چار مینار تک پہنچنے کے لیے دس گھنٹے کا وقت لگتا ہے۔ کیوں؟

III

بڑی دیر بعد جب میری آنکھ کھلی تو اچانک میرے منھ سے چیخ نکل گئی کیونکہ میں نے دیکھا کہ انواع واقسام کے سینکڑوں لوگ چار مینار کے اطراف بھاگے چلے جارہے ہیں۔ میں نے گھبرا کر جہانگیر علی کو آواز دی تو وہ فوراً چلا آیا۔ میں نے کہا ''جہانگیر علی یہ کون لوگ ہیں جو دیوانوں کی طرح میرے چار مینار کے اطراف بھاگے چلے جارہے ہیں؟'' جہانگیر علی بولا ''حضور یہ لوگ نہیں آپ کی دعا کی تاثیر ہیں۔ آپ نے چار سو برس پہلے خدا سے دعا کی تھی کہ اس شہر میں لوگوں کو یوں بسانا جیسے سمندر میں مچھلیاں آباد رہتی ہیں۔ پہلے تو اللہ میاں ذرا کم ہی دعائیں قبول کرتے ہیں مگر جب قبول کرتے ہیں تو فیملی پلاننگ کو بالکل خاطر میں نہیں لاتے۔ اب دیکھیے کہ محض آپ کی دعا کی وجہ سے، جو چار سو برس پہلے شاید دعا رہی ہو تو ہو لیکن اب بددعا لگتی ہے، اس شہر میں کتنے لوگ کیڑوں مکڑوں کی طرح آباد ہیں۔ سمندر میں اتنی مچھلیاں آباد نہیں ہیں جتنے اس شہر میں لوگ آباد ہیں۔'' میں نے کہا ''جہانگیر علی تم سچ کہتے ہو۔ غلطی میری ہی تھی۔ میرا دارالحکومت گولکنڈہ ایسی جگہ آباد تھا جہاں دور دور تک کوئی سمندر نہیں تھا۔ مجھے کیا معلوم کہ سمندر میں کتنی مچھلیاں رہتی ہیں۔ میں نے تو بس ایک اچھا شعر کہنے کی غرض سے غفلت میں یہ دعا مانگ لی تھی۔'' جہانگیر علی بولا ''اچھے شعر کہنے کا یہی تو نقصان ہوتا ہے۔ آج کے شاعروں کو دیکھیے بُرے شعر بھی کہتے ہیں اور اوپر سے مشاعرے بھی لوٹتے ہیں۔ خیر جانے دیجیے ان باتوں کو۔ سچ بتائیے کیا واقعی چار مینار آپ کی بنائی ہوئی عمارت ہے؟'' میں نے ہاں میں جواب دیا تو بولا ''حضور! گستاخی معاف۔ اب ہمارے لیے یہ عمارت عمارت نہیں ہے بلکہ شہر کے ٹریفک میں ایک بڑی رکاوٹ ہے۔ اس لیے میں آپ کو ایک زرین مشورہ دینا چاہتا ہوں۔ اگر یہ عمارت آپ کی نجی ملکیت ہے تو اس کی چاروں کمانوں کے بیچ میں جو جگہ بچی ہوئی ہے اس میں دس بائی دس کی پچیس ملگیاں بنوا دیجیے۔'' میں نے پوچھا ''یہ ملگی کیا ہوتی ہے؟'' جہانگیر علی نے کہا ''بہت اچھی چیز ہوتی ہے۔ اچھے اچھے لوگ بھی اپنے دیوان خانوں اور غسل خانوں کو توڑ کر ملگیاں بنانے لگے ہیں۔ انہیں کرایہ پر اُٹھا دیجیے۔ ہزاروں روپے ماہانہ کرایہ آئے گا۔ اگر آپ یہ نہیں کرنا چاہتے ہیں تو چار مینار کو گرا کر قلی قطب شاہ ٹاور بنا دیجیے۔ پچاس ساٹھ فلیٹس تو ضرور بن جائیں گے۔ کروڑوں کا فائدہ ہوگا۔ ویسے اگر آپ تیار ہوں تو ناچیز آپ کا پارٹنر بننے کو تیار ہے۔'' میں نے کہا ''جہانگیر علی پہلی بات تو یہ کہ میں اس شہر میں رہنے کے ارادے سے نہیں آیا ہوں۔ اس لیے ایسے زرین مشورے اپنے پاس ہی رکھو۔ دوسری بات یہ کہ میں تو اس بات پر اب تک حیران ہوں کہ اس شہر میں اتنے سارے لوگ آتے کہاں سے ہیں؟'' جہانگیر علی بولا ''اس شہر میں آنے کے کئی ٹھکانے ہیں جیسے گولی گوڑہ بس ڈپو، نامپلی اسٹیشن، بیگم پیٹھ کا ہوائی اڈہ وغیرہ۔ چلیے میں آپ کو نامپلی اسٹیشن لے چلتا ہوں۔'' میں بعد میں نامپلی اسٹیشن بھی گیا اور یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ایک بڑی اژدھے کی شکل کی لمبی سی سواری ہے جس میں ہزاروں آدمی ایک دوسرے پر بیٹھ کر آتے ہیں۔ اور اس خوش فہمی میں مبتلا رہتے ہیں کہ سواری پر بیٹھ کر آئے ہیں۔ میں اسٹیشن پر سینکڑوں مسافروں کی آمد کا منظر دیکھ ہی رہا تھا کہ ایک مسافر نے اچانک پکارنا شروع کیا ''قلی! قلی! قلی!'' میں نے سمجھا کہ یہ ناہنجار مجھے پکار رہا ہے۔ جیسے ہی میں اس کے پاس گیا اس نے بھاری صندوق مرے سر

پر رکھ دیا۔ پھر اس کے اوپر ایک اٹیچی کیس رکھنے کے بعد میرے ایک ہاتھ میں ہولڈال اور دوسرے ہاتھ میں ایک باسکٹ تھما دی۔ پھر بولا ''دس روپیئے دونگا۔'' وہ تو اچھا ہوا کہ جہانگیر علی فوراً میری مدد کو آ گیا۔ میری سمجھ میں یہ ماجرا نہیں آیا۔، میں نے سمجھا کہ میرے کندھے ایک زمانہ میں چونکہ بار حکومت کو اُٹھانے میں بڑی مہارت رکھتے تھے اس لیئے یہ مسافر شاید میری طاقت کا امتحان لینا چاہتا ہے۔ بعد میں جہانگیر علی نے بتایا کہ پرانے زمانہ کا قلی حکومت کا بوجھ اُٹھاتا تھا اور آج کا قلی سامان اُٹھاتا ہے۔ میں نے پوچھا ''تو پھر حکومت خود ایک ایسا بھاری بوجھ ہے جسے عوام اٹھاتے ہیں اور گرتے پڑتے چلتے رہتے ہیں۔'' میرے سر پر مسافر نے اس زور سے صندوق رکھ دیا تھا کہ میرے سر میں درد ہونے لگا۔ اتنا حیدرآباد میرے لیے کافی ہو گیا تھا۔ اس شہر میں عجیب وغریب عمارتوں کے جنگل کو دیکھ کر مجھ پر وحشت طاری ہونے لگی۔

آپ نے کیا سمجھا؟

1. جہانگیر علی نے حیدرآباد کے لوگوں کو قلی قطب شاہ کی دعا کی تاثیر کیوں کہا؟
2. جہانگیر علی سلطان محمد قلی قطب شاہ کا پارٹنر کیوں بننا چاہتا تھا؟

IV

میں نے جہانگیر علی سے کہا کہ وہ اب مجھے گولکنڈہ لے چلے تا کہ جانے سے پہلے اپنے قلعہ کا دیدار کرسکوں۔'' جہانگیر علی بولا ''سرکار! جانے سے پہلے رویندرا بھارتی تھیٹر ضرور چلیے'' میں نے پوچھا ''یہ کیا ہے؟'' بولا ''یہ اس شہر کی ایسی جگہ ہے جہاں تہذیبی پروگراموں کے ذریعہ طوفان بدتمیزی مچایا جاتا ہے۔ آج یہاں ایک مشاعرہ ہو رہا ہے۔ آپ تو خود شاعر رہ چکے ہیں۔ آپ بھی چلیے۔'' میں نے کہا ''جہانگیر علی تمہیں شاید پتہ نہیں کہ ہم اردو کے پہلے ''صاحب دیوان شاعر'' رہ چکے ہیں اور اس شہر کے بانی بھی۔ لہذا وہاں ایک عام شاعر کی طرح جانا ہمارے شاہانہ اور شاعرانہ مزاج کے خلاف ہوگا۔'' جہانگیر علی بولا ''سرکار یہاں کا عام شاعر بھی خاص شاعر ہی ہوتا ہے۔ خاص خاص موقعوں پر عام شاعر کو بڑی مشکل سے تلاش کر کے بلایا جاتا ہے۔ یہاں ایک شاعر دوسرے کے مصرعے تو ضرور اٹھاتے ہیں لیکن ساتھ ہی ایک دوسرے کی ٹانگیں بھی کھینچتے جاتے ہیں جس کی وجہ سے خود اکثر شاعر بے وزن ہو جاتے ہیں۔'' میں نے کہا ''تو پھر میں اس مشاعرہ میں مہمان خصوصی کی حیثیت سے چلنا پسند کرونگا۔'' وہ بولا ''حضور! آپ تو ماشاءاللہ پڑھے لکھے آدمی ہیں۔ مہمان خصوصی کس طرح بن سکتے ہیں۔ یوں بھی اس شہر میں دو چار ہی افراد ایسے ہیں جن کو چھوڑ کر باقی کسی اور کا مہمان خصوصی بننا قانوناً ممنوع ہے۔ یہاں مہمان خصوصی بننے کا اعزاز ٹھیکے پر اٹھایا جاتا ہے۔ جس طرح ہر علاقے کا مجسٹریٹ الگ ہوتا ہے اسی طرح یہاں ہر علاقہ کا مہمان خصوصی بھی الگ ہوتا ہے۔'' میں نے اس سے کہا ''میاں! اب تم مجھے یہاں سے فوراً گولکنڈہ لے چلو۔ میرا سر چکرا رہا ہے۔'' جہانگیر علی اس بات کے لیے بادل ناخواستہ راضی ہو گیا۔ ورنہ وہ مشاعرہ میں شرکت پر مصر تھا۔ میں نے

پوچھا ''تم مشاعروں کے بڑے شوقین معلوم ہوتے ہو؟'' بولا ''جی ہاں! مشاعروں میں ''ہوٹنگ'' کرنے پر بڑا مزہ آتا ہے۔'' میں نے پوچھا ''یہ ہوٹنگ کیا چیز ہوتی ہے؟'' بولا ''شاعری سے کہیں زیادہ بے ساختہ بامعنی اور منفرد چیز ہوتی ہے۔ اسی لیے تو کچھ لوگ اب شاعری کو چھوڑ کر ''ہوٹنگ'' میں طبعی آزمائی کرنے لگے ہیں۔'' جہانگر علی کا آٹو رکشا جب گولکنڈہ کی طرف چل پڑا تو مجھ پر وحشت کا دورہ سا پڑنے لگا کہیں میں دوبارہ مر نہ جاؤں۔ یوں بھی میں اس دنیا میں اپنے دو دو مقبرے نہیں چھوڑنا چاہتا تھا۔ تاریخ دانوں کے لیے خواہ مخواہ مشکلات پیدا کرنے کا کیا فائدہ۔ آدمی جب تک زندہ رہتا ہے اپنے رہنے کے لیے کئی مکانات بنوا سکتا ہے لیکن مرنے کے بعد مقبرہ تو ایک ہی بنتا ہے۔ گولکنڈہ کا قلعہ آیا تو پہلے میں بہت خوش ہوا لیکن جب اندر داخل ہوا تو اس کی ویرانی کو دیکھ کر میرا رواں رواں لرز اٹھا۔ جہانگیر علی نے میری پریشانی کو کسی اور بات پر محمول کیا اور کرایہ کا مطالبہ کرنے لگا۔ میں نے اس سے کہا کہ وہ آٹو رکشا کو چھوڑ کر میرے ساتھ بالا حصار تک چلے۔ یوں بھی میرے پاس کرایہ ادا کرنے کے لیے پیسے نہیں تھے۔ لیکن بالا حصار پر پہنچ کر میں نے جہانگیر علی سے ایک محراب کی طرف اشارہ کیا وہ اس محراب کے اوپر والے پتھر کو ہٹائے۔ پتھر کا ہٹنا تھا کہ اس میں سے اشرفیوں کی ایک تھیلی نکل آئی۔ میری حکومت کے زمانہ میں چونکہ بینکوں وغیرہ کا انتظام نہیں تھا اس لیے بادشاہ اور امراء ایسے ہی لاکروں میں اپنے خزانہ کو محفوظ رکھتے تھے۔ جب جہانگیر علی کو یقین ہو گیا کہ میں سچ مچ کا قلی قطب شاہ ہوں تو وہ میرے قدموں پر گر پڑا۔ کہنے لگا ''عالم پناہ! میں اپنی گستاخی کے لیے معافی کا طلب گار ہوں۔ اب آپ میرے ساتھ شہر میں واپس چلئے۔ نہ تو میٹر سے کرایہ لوں گا نہ ویٹنگ چارج کروں گا۔ چار مینار کو گولی ماریئے۔ میری جھونپڑی آپ کے لیے حاضر ہے۔'' میں نے کہا ''جہانگیر علی میں تمہارے جذبات کی قدر کرتا ہوں۔ لیکن اب بالا حصار تک آ گیا ہوں۔ اتنی بلندی سے پھر اس شہر کی پستی کی طرف نہیں جانا چاہتا۔ اور یوں بھی بالا حصار سے اوپر کی دنیا بہت قریب ہے۔ خدا حافظ۔'' جہانگیر علی نے کہا ''ظل الٰہی! آپ کی دعا میں بڑی تاثیر ہے۔ جاتے جاتے ہم حیدرآبادیوں کے لیے کوئی نئی دعا تو کرتے جایئے۔'' میں نے کہا ''جہانگیر علی! میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس شہر میں رہنے والوں کے اندر صبر جمیل کا مادہ پیدا کرے کیونکہ اس چیز کے بغیر اب اس شہر کے باسیوں کا زندہ رہنا مشکل نظر آ رہا ہے۔'' پھر بڑی دیر تک خاصی دور تک بیچارے جہانگیر علی کی آواز میرے کانوں میں آتی رہی' آمین ثم آمین۔ آمین ثم آمین۔''

آپ نے کیا سمجھا؟

1. جہانگیر علی کے مطابق سلطان محمد قلی قطب شاہ مشاعرہ کے مہمان خصوصی نہیں بن سکتے تھے۔ کیوں؟
2. جہانگیر علی نے ایسا کیوں کہا کہ '' کچھ لوگ اب شاعری کو چھوڑ کر ہوٹنگ میں طبع آزمائی کرنے لگے ہیں؟

آیئے لسانی استعدادیں حاصل کریں

I. زبان شناسی

لفظیات

(A) دیئے گئے جملوں میں خط کشیدہ الفاظ کے مترادف، اسی جملے میں دیے گئے ہیں انہیں تلاش کیجیے اور خط کشید کرتے ہوے ان سے مزید جملے بنایئے۔

- جنگل میں شیر نظر آتے ہی حامد پر وحشت طاری ہوگئی، گھبراہٹ کے عالم میں وہ بھاگنے لگا۔
- صدر مدرس نے اپنی تقریر میں ہمیں زرین مشوروں سے نوازا۔ یہ بیش قیمت باتیں ہمارے لیے کارآمد ہیں۔
- گاڑی چلاتے وقت سیل فون پر بات کرنا ممنوع ہے۔ خلاف قانون عمل کرنے پر سزا ہوتی ہے۔
- آج کل ہر کوئی شاہانہ ٹھاٹ سے زندگی گزارنا چاہتا ہے۔ جبکہ اس طرح کی پرتعیش زندگی گزارنا اسراف میں داخل ہے۔
- بچوں کی باتوں کو نادانی پر محمول کیا جاتا ہے۔ حالانکہ ایسا گمان کرنا غلط بھی ہوسکتا ہے۔

(B) ذیل کے الفاظ کے معنی لکھتے ہوئے انھیں جملوں استعمال کیجئے۔

1. جشن = ---------: ----------

2. باسی = ---------: ----------

3. بادل نخواستہ = ---------: ----------

4. مصر ہونا = ---------: ----------

5. وارد ہونا = ---------: ----------

(C) ذیل کے الفاظ کے ایک لفظی متبادل لکھئے۔

مثال: تاریخ لکھنے والا ۔ مورخ

1. ملکوں کی سیر کرنے والا = ----------
2. سفر کرنے والا = ----------
3. بوجھ اٹھانے والا = ----------
4. حکومت کرنے والا = ----------
5. شعر کہنے والا = ----------

قواعد

(الف) ان جملوں پر غور کیجئے۔

- احمد ایک نیک لڑکا ہے وہ ماں باپ کا فرمانبردار ہے۔
- فاطمہ ایک محنتی لڑکی ہے اس کی کامیابی یقینی ہے۔
- اکرم! تم یہاں آؤ۔

ان جملوں میں احمد کے بجائے 'وہ' فاطمہ کے بجائے 'اس کی' اور اکرم کے بجائے 'تم' استعمال ہوا ہے۔ یعنی 'وہ۔اس کی۔تم' کے الفاظ اسم کے بجائے استعمال کیے گئے ہیں۔

ضمیر: وہ کلمہ جو اسم کے بجائے استعمال ہو ''ضمیر'' کہلاتا ہے۔

ضمیر کی پانچ قسمیں ہیں۔

1. ضمیر شخصی 2. ضمیر موصولہ 3. ضمیر استفہام 4. ضمیر اشارہ 5. ضمیر تنکیر

1. ذیل کے جملوں کو غور سے پڑھئے۔

- میں اسکول آیا۔
- وہ گھر گیا۔
- یہ بچہ اچھا ہے۔
- میرا بھائی ڈاکٹر ہے۔

ان جملوں میں خط کشیدہ الفاظ میں 'میں، وہ، یہ، میرا' سے مراد فرد ہے۔

وہ ضمیر جو کسی فرد کے نام کے بجائے استعمال ہوتا ہے وہ ''ضمیر شخصی'' کہلاتا ہے۔

مشق-1 ذیل کے جملوں میں ضمیر شخصی کی نشاندہی کر کے قوسین میں لکھئے۔

1. مجھ کو گھر جانا ہے۔ ( )
2. میں پڑھ رہا ہوں۔ ( )
3. وہ آیا تھا۔ ( )
4. ہم آ رہے ہیں۔ ( )

2. ذیل کے جملوں کو غور سے پڑھئے۔

- یہ وہی لوگ ہیں جو کل دعوت میں شریک تھے۔
- وہ میرا قلم ہے جو کل کھو گیا تھا۔
- یہ وہی مہمان ہے جن سے ملاقات ہوئی تھی۔
- یہ لڑکا وہی ہے جس نے کتاب خریدی تھی۔

ان جملوں میں خط کشیدہ الفاظ دو جملوں کو جوڑ رہے ہیں یا وضاحت کر رہے ہیں۔

وہ ضمیر جو کسی بیان کی وضاحت کرے یا دو جملوں کو جوڑنے کے لئے استعمال ہوتا ہے ''ضمیر موصولہ'' کہلاتا ہے۔

مشق-2 ذیل کے جملوں میں ضمیر موصولہ کی نشاندہی کر کے قوسین میں لکھیے۔

1. وہ لڑکے کہاں ہیں جو گڑبڑ کر رہے تھے۔ ( )
2. یہ قلم جس کا ہے اس کو دے دو۔ ( )
3. وہ آئے تھے لیکن ملاقات نہیں ہو پائی۔ ( )
4. ہم جا رہے تھے ان کے کہنے پر رک گئے۔ ( )

3. ذیل کے جملوں کو غور سے پڑھیے۔

- خالد کہاں سے آ رہے ہو؟
- وہ کون جا رہا ہے؟
- تم کہاں جا رہے ہو؟
- تم دوکان سے کیا لائے؟

ان جملوں میں خط کشیدہ الفاظ سوال کرنے کے لیے استعمال ہوئے ہیں۔

وہ ضمیر جو کوئی سوال پوچھنے کے لئے استعمال ہوتا ہے ''ضمیر استفہام'' کہلاتا ہے۔

مشق-3 ضمیر استفہام کی نشاندہی کر کے قوسین میں لکھیے۔

1. وہ کہاں ہے؟ ( )
2. یہ قلم کس کا ہے؟ ( )
3. یہ کون ہے؟ ( )
4. تم کدھر جا رہے ہو؟ ( )

4. ذیل کے جملوں کو غور سے پڑھیے۔

- کوئی آیا تھا۔
- وہاں کوئی نہیں ہے۔
- کچھ تو کھاؤ۔
- کسی سے کچھ نہ کہنا۔

ان جملوں میں خط کشیدہ الفاظ ایسے ضمائر ہیں جو غیر معین ہیں جن کا حال معلوم نہیں۔

وہ ضمیر جو غیر معین فرد یا شئے کے لئے استعمال ہوتا ہے ضمیر تنکیر کہلاتا ہے۔

مشق-4 ذیل کے جملوں میں ضمیر تنکیر کی نشاندہی کیجئے اور قوسین میں درج کیجئے۔

1. بعض لوگ یہ کہتے ہیں۔ ( )
2. وہاں کوئی کھڑا ہے۔ ( )
3. کچھ انھیں بھی دے دو۔ ( )
4. فلاں کا کہنا ہے۔ ( )

5. ذیل کے جملے غور سے پڑھئے۔

- یہ کرسی ہے۔
- وہ فون ہے۔
- یہ دے دو۔
- وہ جا رہے ہیں۔

''یہ'' اشارہ قریب کے لئے استعمال ہوا ہے۔

''وہ'' اشارہ بعید کے لئے استعمال ہوا ہے۔

وہ ضمیر جو اشارہ قریب یا بعید کے لئے استعمال ہوتا ہے ضمیر اشارہ کہلاتا ہے۔

مشق-5 ضمیر اشارہ کی نشاندہی کر کے قوسین میں لکھئے۔

1. وہ کس کا قلم ہے؟ ( )
2. وہ کرسی کس کی ہے؟ ( )
3. اس کا نام احمد ہے۔ ( )
4. ان سے کہو۔ ( )

مشق-6 ذیل کے جملوں میں خط کشیدہ لفظ ضمیر کی کون سی قسم ہے قوسین میں لکھئے۔

1. ہم لوگ کھانا کھا رہے ہیں۔ ( )
2. تم کب آؤ گے؟ ( )
3. مجھے اطلاع نہیں ملی۔ ( )
4. وہ اچھا گھر ہے۔ ( )
5. آپ کہاں جا رہے ہو؟ ( )
6. جتنی محنت کروگے اتنا پھل ملے گا۔ ( )
7. کوئی باہر جا رہا ہے۔ ( )
8. یہ بڑا ہوشیار لڑکا ہے۔ ( )
9. اسے کھانا کھلا دو۔ ( )
10. میں آیا تھا مگر اس سے ملاقات نہیں ہو پائی۔ ( )

II. سمجھنا اور اظہار خیال کرنا

(الف) ذیل کے پیراگراف کو پڑھ کر سوالوں کے جواب دیجیے۔

مرزا بودم بیگ سارے محلّہ میں ''چچا گھوم پھر'' کے نام سے مشہور تھے۔ان کا یہ لقب ان کی یہ خصوصیت کی طرف اشارہ کرتا تھا کہ وہ ہر بات کو اتنا گھما پھرا کر کہتے تھے کہ سننے والوں کا سر چکرا جاتا۔وہ زیادہ سے زیادہ الفاظ میں اہم سے اہم مطلب بیان کرتے اکثر بیان ہی نہ کرتے۔آدمی خلیق تھے۔بات تو سیدھے منہ کرتے لیکن کبھی سیدھی بات نہ کرتے مثلاً اگر کسی شامت کے مارے نے پوچھ لیا کہ آج کونسا دن ہے؟ تو وہ یوں جواب دیتے'' دیکھیے پرسوں اتوار تھا اب پرسوں سے سات دن بعد پھر اتوار آئے گا۔اس حساب سے دو دن بعد جمعرات ہوگی۔کل پیر تھا اس وجہ سے آج تو منگل ہونا چاہیے۔لیکن بہتر یہی ہے کہ آپ کوئی جنتری دیکھ لیں۔اس کے بعد اگر سوال پوچھنے والا بھاگ نہ کھڑا ہوتا یا چکرا کر گر نہ پڑتا تو کیا کرتا۔

چچا گھوم پھر کی گفتگو کے وقت کچھ ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے وہ اپنے الفاظ کی لاٹھی بے تحاشہ چلاتے ہوے اپنے مطلب کا پیچھا کر رہے ہوں مطلب کسی گدھے کی طرح ادھر ادھر بھاگ رہا ہو۔لوگ ''چچا گھوم پھر'' سے بات کرتے گھبراتے۔آخر میں تو یہ نوبت آ گئی تھی کہ دور سے ان کی صورت دیکھتے ہی وہ ادھر ادھر ہو جاتے یا اپنے گھروں میں گھس کر دروازے بند کر لیتے تھے۔

1. مرزا بودم بیگ چچا گھوم پھر کے نام سے کیوں مشہور تھے؟
2. چچا گھوم پھر کو خلیق کیوں کہا گیا؟
3. چچا گھوم پھر سے بات کرنے والوں کی کیا حالت ہوتی تھی؟
4. چچا گھوم پھر کی گفتگو کیسی ہوتی تھی؟
5. اس پیراگراف کے لیے مناسب عنوان تجویز کیجیے۔

(ب) ذیل کا پیراگراف پڑھیے اور پانچ سوالات بنا کر لکھیے۔

ہندوستان کے جن خلابازوں نے خلائی سفر کیا ہے ان میں سب سے پہلا نام راکیش شرما کا ہے جو دیگر دو روسی خلابازوں کے ساتھ 3/اپریل 1984ء کو خلائی سفر پر روانہ ہوئے۔ اس وقت ان کی عمر 35 سال تھی۔ خلائی سفر کے دوران جب ان کی گفتگو اس وقت کی وزیراعظم محترمہ اندرا گاندھی سے ہوئی تب اندرا گاندھی نے ان سے سوال کیا کہ خلاء سے ہندوستان کیسا نظر آ رہا ہے؟ تب راکیش شرما نے کہا ''سارے جہاں سے اچھا'' جو شاعر مشرق علامہ اقبال کی مشہور نظم ''ترانہ ہندی'' کے ایک مصرعہ ''سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا'' سے ماخوذ ہے۔

سوال 1.

سوال 2.

سوال 3.

سوال 4.

سوال 5.

III. اظہار مافی الضمیر / تخلیقی اظہار

خود لکھنا

(الف) مختصر جوابی سوالات

حسب ذیل سوالوں کے جواب چار یا پانچ جملوں میں لکھیے۔

1. سلطان محمد قلی قطب شاہ حیدرآباد کیوں آنا چاہتے تھے؟
2. جہانگیر علی نے سلطان محمد قلی قطب شاہ کو شہر حیدرآباد کے کن کن مقامات کی سیر کروائی؟
3. جہانگیر علی نے آج کل کے شعراء کی کیا خصوصیات بیان کیں ہیں؟
4. مجتبیٰ حسین کی مضمون نگاری کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیجیے۔

(ب) طویل جوابی سوالات

حسب ذیل سوالوں کے جواب سوچ کر دس تا بارہ جملوں میں لکھیے۔

1. مصنف نے اس سبق میں حیدرآباد کی جدید تہذیب پر کس طرح سے طنز کیا ہے؟ اپنے الفاظ میں لکھیے۔

IV. تخلیقی اظہار/توصیف

1. سیاحوں کو ترغیب دینے کے لیے شہر حیدرآباد کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے ایک ورقیہ لکھیے۔
2. شہر حیدرآباد کے بانی محمد قلی قطب شاہ کی شخصیت کی تعریف کرتے ہوے ایک توصیف نامہ لکھیے؟

شعری انتخاب

ہر آدمی میں بستے ہیں دس بیس آدمی
جس کو بھی دیکھنا ہو کئی بار دیکھنا

میں کن استعدادوں کا حامل ہوا (خود کی جانچ)

1.	طنزیہ و مزاحیہ مضامین کو پڑھ کر سمجھ سکتا ہوں/سمجھ سکتی ہوں۔	(ہاں / نہیں)
2.	دیئے گیے متن کو پڑھ کر سوالوں کے جواب لکھ سکتا ہوں/لکھ سکتی ہوں۔	(ہاں / نہیں)
3.	سبق سے متعلق سوالوں کے جواب اپنے الفاظ میں لکھ سکتا ہوں/لکھ سکتی ہوں۔	(ہاں / نہیں)
4.	تفریحی مقامات کی خصوصیات کا ذکر کرتے ہوئے ورقیہ تیار کرسکتا ہوں/کرسکتی ہوں۔	(ہاں / نہیں)
5.	ضمیر کی قسموں کے درمیان فرق بیان کرسکتا ہوں/کرسکتی ہوں۔	(ہاں / نہیں)

فرہنگ

الفاظ		معانی
جشن	۔	خوشی کی محفل
ملتوی کرنا	۔	آئندہ پر اٹھا کر رکھنا
سالم	۔	پورا، مکمل
آبرسانی	۔	پانی کی سربراہی
آنکھوں کا پانی مرنا	۔	بے شرم ہونا
چاؤ	۔	شوق، آرزو، لاڈ
بوجھل	۔	بھاری
گوشہ	۔	کونا
دارالحکومت	۔	صدر مقام
ناہنجار	۔	نالائق
بادل نخواستہ	۔	مجبوراً
مصر ہونا	۔	اصرار کرنا، اڑ جانا
محمول کرنا	۔	گمان کرنا
ممنوع	۔	منع کیا ہوا، خلاف قانون
وارد ہونا	۔	آنا

9 مناظرۂ رحم وانصاف

خواجہ الطاف حسین حالؔی

حصول طلب استعدادیں۔اکتسابی نتائج

اس سبق کی تکمیل کے بعد آپ حسب ذیل استعدادوں میں اکتسابی نتائج حاصل کر سکتے ہیں۔

I. زبان شناسی

الف) **لفظیات:** دیئے گئے الفاظ کے معانی، متضاد الفاظ، مترادفات، واحد اور جمع لکھ سکتے ہیں۔

ب) **قواعد:** صفت اور اس کے اقسام کی تعریف واستعمال سے واقف ہو سکتے ہیں۔

II. سمجھنا اظہار خیال کرنا

الف) دیئے گئے بیانات پڑھ کر اس سے متعلقہ شعر لکھ سکتے ہیں۔

ب) نظم پڑھ کر معروضی سوالات کے صحیح جواب کو منتخب کر سکتے ہیں۔

III. اظہار مافی الضمیر۔تخلیقی اظہار

الف) حالی کی نظم گوئی کی خصوصیات پر روشنی ڈال سکتے ہیں۔

ب) سوالات کے جواب تجزیاتی طور پر لکھ سکتے ہیں۔

ج) نظم 'مناظرۂ رحم وانصاف' کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھ سکتے ہیں۔

تخلیقی اظہار

الف) عدل وانصاف کی اہمیت پر مضمون لکھ سکتے ہیں۔

ب) دی گئی ہدایت کے مطابق گفتگو کو مکالموں کی شکل میں لکھ سکتے ہیں۔

طلباء کے لیے ہدایات

- سبق کا مطالعہ کیجیے اور جن الفاظ کے معنی نہ جانتے ہوں ان کو خط کشیدہ کیجیے۔
- ان الفاظ کے معنی کتاب کی فرہنگ یا لغت دیکھ کر معلوم کیجیے۔
- سبق کا دوبارہ مطالعہ کیجیے اور اسے سمجھئے۔
- اس سبق کے جو امور آپ کی سمجھ میں نہ آئے ہوں ان کے بارے میں آپ کے قرب وجوار میں موجود کسی معلم یا کسی تعلیمی مرکز کے معلم سے گفتگو کر کے معلومات حاصل کیجیے۔
- سبق کا بغور مطالعہ کر کے باکس میں دیئے گئے سوالوں کے جواب تلاش کیجیے۔

سبق کی تمہید

سبق ''مناظرۂ رحم وانصاف'' شعری صنف 'مثنوی' سے تعلق رکھتا ہے۔ مثنوی عربی زبان کا لفظ ہے۔ جو مثنیٰ سے مشتق ہے۔ مثنوی کے لغوی معنی ''دو' دو کیا ہوا'' یا دو جز والی چیز کے ہیں۔ اصطلاح میں ان مسلسل اشعار کو مثنوی کہتے ہیں جس میں ہر شعر کے دونوں مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں لیکن ہر شعر کا اپنا الگ قافیہ ہوتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ ہیت کے اعتبار سے مثنوی کا ہر شعر اپنی جگہ ایک مطلع ہوتا ہے۔ مثنوی اس طویل نظم کو کہتے ہیں جس میں کوئی قصہ، کہانی یا واقعہ تسلسل کے ساتھ بیان کیا گیا ہو۔ بہ الفاظ دیگر مثنوی ایک طرح کی منظوم داستان ہے۔ اس میں بیان مسلسل ہوتا ہے اور اشعار کی تعداد لامحدود ہوتی ہے۔ اس میں ی زبان کا سہل اور سلیس ہونا ضروری ہے لیکن زبان کا لطف، روزمرہ اور محاورہ کی صفائی، قافیوں کی نشست، ترکیبوں کی چستی مثنوی کو ممتاز بنانے کے لئے ضروری ہے۔ مثنوی ''مناظرۂ رحم وانصاف'' کے شاعر خواجہ الطاف حسین حالی ہیں۔

سبق کا پس منظر/مقصد

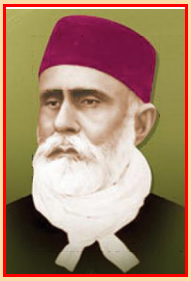
حالی سے قبل عشقیہ، رزمیہ، بیانیہ اور متصوفانہ مثنویاں لکھی جاتی تھیں۔ حالی نے مثنوی کے موضوعات میں تبدیلی لاتے ہوئے ایک نئے انداز یعنی مسائلی مثنوی کی بنیاد رکھی۔ انجمن پنجاب کے مشاعروں کے ذریعے موضوعاتی نظمیں لکھ کر حالی نے نیچرل شاعری کو فروغ دیا۔ انہوں نے لاہور کے مشاعرے کے لئے چار مثنویاں لکھیں، جو کافی مقبول اور مشہور ہوئیں۔ ان میں ایک مشہور مثنوی ''مناظرۂ رحم وانصاف'' ہے۔ جس میں تقریباً 155 اشعار ہیں، لیکن یہاں 32 اشعار کا انتخاب کیا گیا ہے۔ اس مثنوی کے ذریعے حالی نے اپنے عہد کے ایک اہم مسئلہ (رحم اور انصاف) کی نمائندگی کی ہے۔

فیصلہ سازی، خود پر دوسروں کو ترجیح دینا، عدل وانصاف کے جذبے اور یکجہتی کو طلباء میں فروغ دینا، اس سبق کی تدریس کا اہم مقصد ہے۔

شاعر کا تعارف

خواجہ الطاف حسین حالؔی اردو کے ایک بہترین ادیب، وسیع النظر نقاد، مشہور شاعر اور باذوق سوانح نگار تھے۔ انہوں نے نظم نگاری کی روایات کو جدید تقاضوں سے وابستہ کیا۔ وہ اردو کے پہلے جدید نظم نگار شاعر مانے جاتے ہیں۔

خواجہ الطاف حسین نام اور حالؔی تخلص تھا۔ 1837ء میں پانی پت میں پیدا ہوئے۔ نو برس کی عمر میں والد کا انتقال ہو گیا۔ بڑے بھائی نے ان کی پرورش و تربیت کی۔ قرآن سے تعلیم کا آغاز ہو۔ شاعری سے بھی لگاؤ تھا۔ دہلی آ کر انہوں نے مصطفیٰ خاں شیفتہؔ اور مرزا غالبؔ سے شعری تربیت حاصل کی۔ حالؔی کی شاعری پر شیفتہؔ کے خیالات کا بہت اثر ہوا۔ سچی باتیں سیدھے سادے انداز میں نظم کرنے لگے۔ 1869ء میں شیفتہؔ کے انتقال کے بعد لاہور چلے گئے وہاں انہیں سرکاری بک ڈپو میں ملازمت مل گئی۔ اس سے انھیں انگریزی ادب سے واقفیت کا سنہرا موقع ملا۔ مغربی خیالات سے متاثر ہوئے۔ یہیں سے انکے ذہن میں اردو نثر و نظم کی اصلاح کا خیال آیا۔



ولادت:
1837ء
پانی پت

وفات:
31/ڈسمبر
1914ء
پانی پت

حالؔی نے جدید انداز کی شاعری کی بنیاد ڈالی۔ حالؔی سے پہلے اردو شاعری مبالغہ اور غیر حقیقی واقعات سے معمور تھی۔ حالؔی نے اس کو حقیقت پسندی سے وابستہ کیا اور نظم کو زندگی کے حقائق کے اظہار کا سلیقہ دیا۔ نظمیہ شاعری کو گلے شکوے سے پاک کر کے فطری جذبات اور احساسات کی پیش کشی کے لیے سازگار ماحول پیدا کیا۔ انہوں نئے نئے عنوانات پر نظمیں لکھیں جن میں سادگی، روانی اور اثر ہے۔ انہوں نے سیدھے سادے خیالات، مناظر فطرت کا بیان اور اصلاح پسند تصورات اپنی شاعری میں پیش کیں۔ سرسید کی فرمائش پر اپنی مشہور زمانہ تصنیف ''مدو جزرِ اسلام'' لکھی جو مسدس حالی کے نام سے مشہور ہے۔ ان کی ادبی خدمات کے صلہ میں حکومت نے 1904ء میں شمس العلماء کے خطاب سے نوازا۔

حالؔی اچھے نثر نگار اور سوانح نگار بھی تھے۔ ان کی نثری تصانیف میں مقدمہ شعر و شاعری، مکتوباتِ حالؔی اور مقالات حالؔی مشہور ہیں۔ انہوں نے ''یادگار غالبؔ''، ''حیات جاوید'' اور ''حیات سعدی'' لکھ کر اردو میں سوانح نگاری کی صنف کا اضافہ کیا۔ حالؔی کا انتقال 31/ڈسمبر 1914ء کو پانی پت میں ہوا۔



I

ایک دن رحم نے انصاف سے جا کر پوچھا
کیا سبب ہے کہ ترا نام ہے دنیا میں بڑا
نیک نامی سے تری سخت تحیّر ہے ہمیں
ہاں سنیں ہم بھی کہ ہے کون سی خوبی تجھ میں
دوستی سے تجھے کچھ دوستوں کی کام نہیں
آنکھ میں تیری مروت کا کہیں نام نہیں
قتلِ انسان ہمیشہ ہے عادت تیری
سینکڑوں چڑھ گئے سولی پہ بدولت تیری
جان پہچان کا ساتھی ہے نہ انجان کا دوست
یار ہندو کا ہے تو اور نہ مسلمان کا دوست
دم میں تو صحبت دیرینہ بھلا دیتا ہے
دوستی خاک میں برسوں کی ملا دیتا ہے
رحم ہے نام مرا لطف و کرم کام مرا
فیض ویرانہ و آبادی میں ہے عام مرا
میری سرکار میں ہوجاتے ہیں سب عذر قبول
میرے دربار سے جاتے نہیں مجرم بھی ملول
غم مرے سامنے شادی سے بدل جاتے ہیں
ہنستے جاتے ہیں جو یاں روتے ہوئے آتے ہیں
تجھ سے ہوتے اگر اے عدل جہاں میں دو چار
لٹ گئی ہوتی کبھی کی مرے گلشن کی بہار

آپ نے کیا سمجھا؟

1. ان اشعار میں رحم نے انصاف کی کن خامیوں کا ذکر کیا ہے؟
2. رحم نے اپنے تعارف میں کن خوبیوں کا تذکرہ کیا ہے؟





II

جب سنا رحم سے یہ ولولہ انگیز خطاب
کہا انصاف نے ہو حکم تو دوں اس کا جواب

آپ کی نیکیوں سے کس کو ہے انکار یہاں
کیوں کہ ہے ذکر جمیل آپ کا مشہورِ جہاں

مگر اے رحم! برا ماننے کی بات نہیں
نیکیاں آپ کو کر دیں نہ یہ بدنام کہیں

ہم نے مانا کہ مروت بھی بڑی ہے اک چیز
پر مروت کے لیے شرط ہے اے دوست تمیز

چور چوری سے نہیں ڈرتے بدولت تیری
لیے پھرتی ہے اچکوں کو حمایت تیری

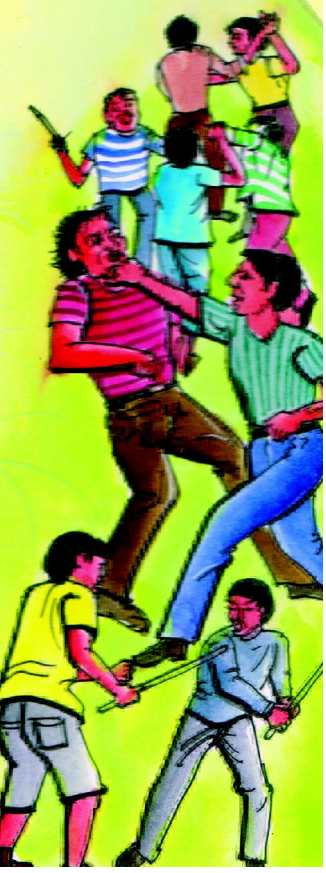
یوں تو اے رحم تری ذات میں جوہر ہیں بہت
خیر تھوڑی ہے مگر آپ میں اور شر ہیں بہت

باپ کو ہونے نہیں دیتا جو بیٹے سے خفا
بے ادب رکھنا اسے چاہتا ہے تو گویا

میٹھی باتوں میں تری زہر ہلاہل ہے بھرا
تیرا آغاز تو اچھا ہے پہ انجام برا

کاش تو بھی مرے قانون پہ چلتا اے رحم
اپنے اندازہ سے باہر نہ نکلتا اے رحم

بے مروت ہوں اگر میں تو یہ جوہر ہے مرا
جس کو تو عیب سمجھتا ہے وہ زیور ہے مرا



آپ نے کیا سمجھا؟

1. رحم کی مروت کی وجہ سے سماج میں کیسے مسائل پیدا ہوتے ہیں؟
2. انصاف نے اپنی بے مروتی کو کیسے قابل تعریف بتایا؟

III

گفتگو ختم پہ انصاف کی جب آ پہنچی
عقل پرکار قضا کار وہاں جا پہنچی

واں جو دیکھا تو ہے دو بھائیوں میں کچھ تکرار
اور ہر ایک کو بزرگی پہ ہے اپنی اصرار

رحم ادھر عدل سے کہتا ہے کہ تو ہے کیا چیز؟
اور ادھر رحم کو ہے عدل سمجھتا ناچیز

عقل نے دونوں کی تقریر سنی سر تا پا
کہہ چکے وہ تو یہ سنجیدہ جواب ان کو دیا

خیر! اک کان ہے تم جس کے ہو گوہر دونوں
ایک سے ایک ہو تم بہتر و برتر دونوں

صاف کہتی ہوں سن اے رحم نہیں اس میں خلاف
تو ہے قالبِ بے روح نہ ہو گر انصاف

اور سن اے عدل نہیں اس میں تکلف سر مو
گر نہ ہو رحم تو اک دیدۂ بے نور ہے تو

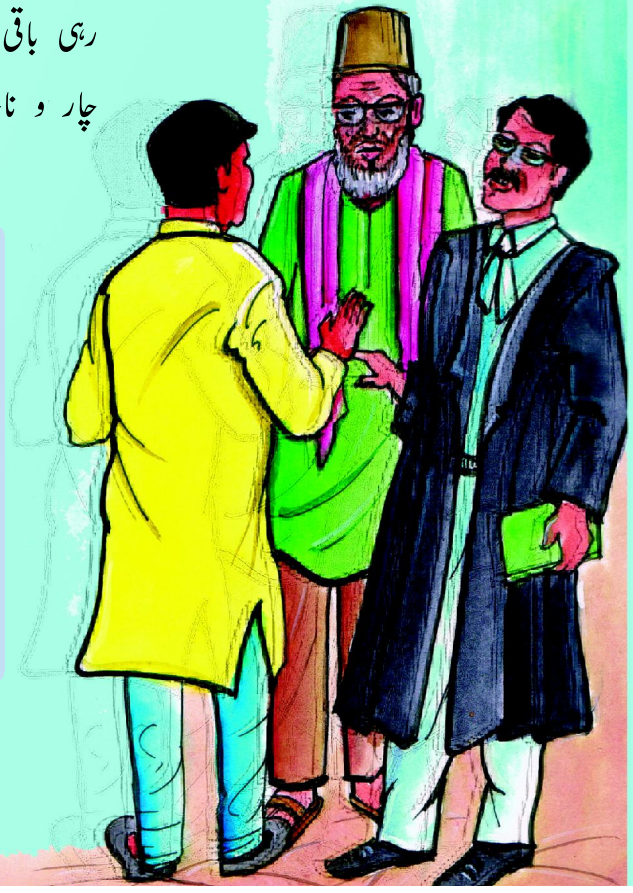
دونوں تم خلق کے ہو مایۂ آرام و شکیب
گل و شبنم کی طرح ایک سے ایک کو زیب

وہی اک شئے ہے کہ عدل کہیں نام اس کا
کہیں مظلوم کی فریاد رسی کام اس کا

رحم کہلائے جو مظلوم کی فریاد سنے
عدل ٹھہرے جو سزا ظالمِ بے رحم کو دے

رحم اور عدل سے جب عقل نے تقریر یہ کی
اور دی ساتھ ہی حالی نے شہادت اس کی

رہی باقی نہ فریقین کو جائے انکار
چار و ناچار کیا یک جہتی کا اقرار



آپ نے کیا سمجھا؟

1. عقل نے رحم اور انصاف کی تعریف کن الفاظ میں بیان کی؟ لکھئے۔
2. عقل کے فیصلہ سے کیا نتیجہ برآمد ہوا؟ اپنے الفاظ میں لکھئے۔

خلاصہ

یہ نظم ''مناظرۂ رحم وانصاف'' حالؔی کی مشہور مثنوی کا ایک اقتباس ہے۔ حالؔی نے اس نظم میں دلچسپ انداز میں رحم اور انصاف کا مناظرہ دکھانے کی کوشش کی ہے۔ جسمیں ایک طرف رحم انصاف کو ملامت کرتا ہے کہ تیری بدولت دنیا میں جنگوں اور فتنوں کا وجود ہوا۔ سینکڑوں تیرے ہاتھوں سولی پر چڑھ گئے۔ اس کے برخلاف میرا دستِ کرم غریبوں کا ہمیشہ محافظ و مدد گار رہا ہے۔ مایوسوں کو میں نے سہارا دیا ہے۔ میرے باعث یتیموں اور بیواؤں کو ڈھارس ہوئی۔ ان سب کے باوجود کیا سبب ہے کہ تیرا نام دنیا میں بڑا ہے۔ جب مناظرہ ہی ٹھہرا تو انصاف کیوں خاموش رہتا۔ اس نے بھی رحم کی خامیوں کو نمایاں کرنا شروع کیا کہ تیرے باعث قزاقوں اور رہزنوں کی بن آتی ہے۔ تیرے ہی سبب دنیا میں بے باکی اور بغاوت پیدا ہوتی ہے۔ رشوت اور ظلم کی تیری وجہہ سے گرم بازاری ہے مگر میری وجہ سے دنیا میں امن وسکون کا دور دورہ ہے۔ میری وجہہ سے آج دنیا میں کھرے اور کھوٹے کی پہچان قائم ہے۔ دونوں میں یہ نزاع جاری تھا کہ عقل نے آکر انہیں ایک دوسرے کی اہمیت اور ضرورت سے واقف کروایا۔

عقل نے کہا کہ تم دونوں ایک ہی کان کے دو گوہر ہو اور ایک سے بہتر ایک ہو۔ پھر اس نے رحم سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے رحم دنیا میں اگر انصاف موجود نہ ہو تو' تو ایک مردہ جسم کے مانند ہو جاتی ہے اور اس کے بعد عدل کو تاکید کی کہ اگر رحم نہ ہو تو عدل کی دنیا تاریک اور بے نور ہو جاتی ہے۔ پھر دونوں میں توازن پیدا کرتے ہوئے عقل کہتی ہے کہ جس طرح گل و شبنم ایک دوسرے کے لیے باعث زینت ہوتے ہیں اسی طرح تم دونوں ہی خلقت کے راحت و آرام کے لیے ضروری ہیں۔ رحم وانصاف ایک دوسرے سے جدا نہیں ہیں بلکہ کہیں اس کا نام عدل ہوتا ہے تو کہیں یہی عدل مظلوم کی دادرسی کرتے ہوئے رحم کے قالب میں ڈھل جاتا ہے۔ اسی طرح رحم جب مظلوم کی فریاد سنتا ہے تو رحم کہلاتا ہے اور جب کسی بے رحم اور ظالم کو سزا دیتا ہے تو عدل کہلاتا ہے۔ جب یہ تقریر عدل و رحم نے سنی تو ان کے پاس انکار کی گنجائش نہ رہی اور انہوں نے آپس میں اتحاد و یکجہتی کا اقرار کیا۔

آیئے لسانی استعدادیں حاصل کریں

I. زبان شناسی

لفظیات

الف) خط کشیدہ الفاظ کے صحیح معنی کی نشاندہی کیجئے اور قوسین میں لکھیے۔

1. دولت کا نقصان وقت کے زیاں کے مقابل بہت چھوٹا ہوتا ہے۔ ( )

A) فائدہ B) نفع C) نقصان D) سود

2. اکبر امتحان میں ناکامی کی وجہ سے بہت ملول ہوگیا۔ ( )

A) رنجیدہ B) سنجیدہ C) گرویدہ D) برگزیدہ

3. مقرر کے ولولہ انگیز خطاب نے سننے والوں کو عمل کی طرف راغب کیا۔ ( )

A) پرخلوص B) پرمغز C) پرعزم D) پرجوش

4. احمد اور ساجد دونوں جڑواں بھائی ہیں، ان دونوں میں سرمو فرق نظر نہیں آتا۔ ( )

A) بال برابر B) بہت سا C) بے انتہا D) بے حد

5. شوکت اور رحمت اتنے گہرے دوست ہیں کہ وہ ایک جان دو قالب لگتے ہیں۔ ( )

A) دل B) روح C) زندگی D) جسم

ب) مندرجہ ذیل مصرعوں میں متضاد الفاظ پہچان کر انہیں جملوں میں استعمال کیجیے۔

1. ہنستے جاتے ہیں جو یاں روتے ہوئے آتے ہیں

متضاد الفاظ: _____ جملہ: _____

2. خیر تھوڑی ہے مگر آپ میں اور شر ہیں بہت

متضاد الفاظ: _____ جملہ: _____

3. تیرا آغاز تو اچھا ہے پہ انجام برا

متضاد الفاظ: _____ جملہ: _____

ج) ذیل کے مصرعوں اور جملوں میں خط کشیدہ الفاظ کے مترادف موجود ہیں، پہچان کر قوسین میں لکھیے۔

1. جان پہچان کا ساتھی ہے نہ انجان کا دوست ( )
2. سخت محنت سے زندگی میں راحت حاصل ہوتی ہے، اور زندگی آرام سے گزرتی ہے۔ ( )
3. سورج ڈوبتے ہی ظلمت چھا گئی اور جگنو اندھیرے میں جگمگانے لگے۔ ( )
4. صبح کا نظارہ بڑا حسین و جمیل ہوتا ہے۔ ( )

د) حسب ذیل الفاظ کے واحد نظم سے تلاش کر کے لکھیے۔

عیوب : _____ جواہر : _____ عقول : _____ اموات : _____

اسباب : _____ الطاف : _____ تقاریر : _____ اشیاء : _____

حمایتیں : _____ نیکیاں : _____ عنایتیں : _____ حقوق : _____

احکام : _____ آفتیں : _____ قوانین : _____ قیود : _____

ھ) ذیل کے جملوں میں خط کشیدہ الفاظ کی جمع لکھیے۔

نمبر شمار	جملے	جمع
1	ہمارے ملک میں قانون کی حکمرانی ہے۔	
2	فقیر کی دعا قبول ہوتی ہے۔	
3	دانش نے بہترین تقریر کی۔	
4	وقت بڑی قیمتی شئے ہے۔	
5	ساجد نے سبق یاد کر لیا ہے۔	

قواعد

الف) ذیل کے جملوں پر غور کیجئے۔

- میز گول ہے۔
- قلم نیا ہے۔
- ہاتھی بڑا ہے۔
- گائے سفید ہے۔

ان جملوں میں گول، نیا، بڑا، سفید اس کی کیفیت بیان کر رہے ہیں۔

صفت: وہ کلمہ جو اسم کی کیفیت یا خصوصیت کو ظاہر کرے ''صفت'' کہلاتا ہے۔

صفت کی پانچ قسمیں ہیں۔

1. صفت ذاتی 2. صفت نسبتی 3. صفت عددی 4. صفت مقداری 5. صفت ضمیری

1. ذیل کے جملے غور سے پڑھئے۔

- یہ آدمی ایماندار ہے۔
- چائے گرم ہے۔
- یہ کتاب موٹی ہے۔
- وہ بورڈ رنگین ہے۔

اوپر کے جملے میں آدمی کی ذاتی صفت کو بتایا جا رہا ہے۔ دوسرے اور تیسرے جملے میں چائے اور کتاب کی اندرونی کیفیت کو بیان کیا گیا ہے۔ اور آخری جملے میں بورڈ کی ظاہری حالت کو بتایا جا رہا ہے۔

وہ صفت جو کسی اسم کی اندرونی یا ظاہری حالت و کیفیت کو بتائے صفت ذاتی کہلاتی ہے۔

مشق-1 ذیل کے جملوں میں صفت ذاتی کی نشاندہی کر کے قوسین میں لکھئے۔

1. یہ بچہ چھوٹا ہے۔ ( )
2. وہ بکرا بڑا ہے۔ ( )
3. بلی خوبصورت ہے۔ ( )
4. وہ لڑکی بہت شریر ہے۔ ( )

2. ذیل کے جملے غور سے پڑھئے۔

یہ شخص حیدرآبادی ہے۔ یہ سورہ مکی ہے۔

مندرجہ بالا جملوں میں اسم کی نسبت شہر کی طرف کی جا رہی ہے۔

جب کسی اسم کی نسبت نسبتی کے ذریعے کسی اسم یا جگہ کی طرف کی جائے تو صفت نسبتی کہلاتی ہے۔

مشق-2 ذیل کے جملوں میں صفت نسبتی کی نشاندہی کیجئے۔

1. انگور کھٹے ہیں۔ ( )
2. یہ سیب کشمیری ہیں۔ ( )
3. وہ گھوڑا عربی نسل کا ہے۔ ( )
4. حلیم ایرانی ہے۔ ( )

3. ذیل کے جملے غور سے پڑھئے۔

- دو تربوز لے لو۔
- چار قلم لاؤ۔
- دس سیب لاؤ۔
- تین کرسیاں لے جاؤ۔

مندرجہ ذیل جملوں میں خط کشیدہ الفاظ اسم کی تعداد کو بیان کر رہے ہیں۔

وہ صفت جو اسم کی تعداد کو بتائے صفت عددی کہلاتی ہے۔

مشق-3 ذیل کے جملوں میں صفت عددی کی نشاندہی کیجئے۔

1. دس آم لے کر آؤ۔ ( )
2. دس لڑکے کھیل رہے ہیں۔ ( )
3. چھ انڈے لے آؤ۔ ( )
4. وہ لڑکیاں پڑھ رہی ہیں۔ ( )

4. ذیل کے جملے غور سے پڑھئے۔

- من بھر پھلی
- پانچ کیلو چاول
- دو کیلو تیل
- اتنا آٹا

ان جملوں میں خط کشیدہ الفاظ میں من، کیلو، اتنا، اسم کی مقدار کو ظاہر کر رہے ہیں۔

وہ صفت جو اسم کی مقدار کو بتائے صفت مقداری کہلاتی ہے۔

مشق-4 ذیل کے جملوں میں صفت مقداری کی نشاندہی کیجئے۔

1. دو کیلو جام
2. چار من چاول
3. دس کیلو گیہوں
4. دو من دال

5. ذیل کے جملے غور سے پڑھئے۔

- تم بہت خوبصورت ہو۔
- وہ کارنئے ہے۔
- ایسا گھر میں نے کبھی نہیں دیکھا۔
- جو بھی دے لے لو۔

ان جملوں میں تم، وہ، ایسا، جو صفت ضمیری ہے۔

وہ ضمائر جو صفت کا کام دیتی ہیں صفت ضمیری کہلاتی ہے۔

مشق-5 ذیل کے جملوں میں صفت ضمیری کی نشاندہی کیجئے۔

1. یہ کتاب
2. وہ آدمی
3. وہ گھوڑا
4. ایسا فون

مشق-6 ان جملوں میں خط کشیدہ الفاظ میں صفت کی کون سی قسم ہے لکھئے۔

1. یہ کتاب چھوٹی ہے۔ ( )
2. دو کیلو آلو لاؤ۔ ( )
3. بہت بڑا حوض ہے۔ ( )
4. باغ بہت خوبصورت ہے۔ ( )
5. پانچ انناس لے لو۔ ( )
6. یہ قلم ( )
7. چار من گیہوں ( )
8. تھوڑا پانی ( )

II. سمجھنا اور اظہار خیال کرنا

الف) دیے گیے متن کو پڑھ کر سوالوں کے درست جواب تلاش کر کے قوسین میں لکھیے۔

جب زبان زندگی ہر طرف سب کاموں کے لیے استعمال ہو تو خوب پھلتی پھولتی ہے۔ اپنی قوم کی ذہنی صلاحیتوں اور تجربات سے پورا فائدہ اٹھاتی اور ان کی عکاسی کرتی ہے۔ ورنہ ٹھٹھر کر رہ جاتی ہے۔ ہماری زبان کے الفاظ کا سرمایہ، محاورات اور کہاوتیں اس زمانے کی یادگار ہیں جب کہ یہ آزاد تھی۔ اس کے پر بندھے ہوئے نہیں تھے، جیسے کہ اب ہم نے اپنے اوپر انگریزی زبان کو مسلط کر لیا ہے۔ انگریزی بڑی اہم زبان ہے۔ ضرور اچھی طرح سیکھنی چاہیے، لیکن یہ ہماری زبان نہیں بن سکتی۔ دیکھیے سر سید احمد خاں نے جو ہماری قوم میں جدید تعلیمی تحریک کے بانی تھے، اب سے سو برس پہلے کیا سچی بات کہی تھی:

''انگریزی قوم نے جو اس قدر ترقی کی ہے وہ صرف اس بات کا نتیجہ ہے کہ تمام علوم وفنون اسی زبان میں ہیں جو وہ لوگ بولتے ہیں۔ اگر انگریزی زبان میں تمام علوم وفنون نہ ہوتے بلکہ لیٹن یا گریک میں یا فارسی یا عربی میں ہوتے تو تمام انگریز ایسے ہی جاہل، بے علم اور ناخواندہ ہوتے جیسے کہ بدنصیبی سے ہم لوگ ہندوستانی ہیں اور آئندہ کو بھی جب تک کہ تمام علوم وفنون ہماری زبان میں نہ ہوں گے ہم جاہل اور نالائق ہی رہیں گے اور کبھی عام تربیت نہ ہوگی۔''

1. زبان کا بہتر فروغ کب ہوسکتا ہے؟ ( )

a) جب انگریزی الفاظ اس میں شامل کیے جائیں
b) جب ہر کام میں اس کا استعمال کیا جائے
c) جب محاورے استعمال کیے جائیں
d) جب زبان آزاد ہو

2. انگریز قوم کی ترقی کا سبب ہے۔ ( )

a) تمام علوم وفنون انگریزی زبان میں ہیں
b) تمام علوم وفنون فارسی زبان میں ہیں
c) تمام علوم وفنون گریک زبان میں ہیں
d) تمام علوم وفنون عربی زبان میں ہیں

3. ہم اس وقت تک جاہل و نالائق ہی رہیں گے جب تک کہ ( )

a) تمام علوم وفنون انگریزی زبان میں نہ ہوں
b) تمام علوم وفنون ہماری زبان میں نہ ہوں
c) انگریزی زبان کو اپنے اوپر مسلط نہ کریں
d) ایک سے زیادہ زبانیں نہ سیکھیں

4. زبان ترقی سے محروم کب ہو جاتی ہے جب ( )

a) محاورے اور کہاوتیں استعمال کرنا چھوڑ دے
b) انگریزی اچھی طرح نہ سیکھی جائے
c) تعلیمی تحریک نہ چلائی جائے
d) قوم کی ذہنی صلاحتیوں اور تجربات سے فائدہ نہ اٹھائے

5. ہماری زبان کب تک آزاد تھی؟ ( )

a) جب محاورے اور کہاوتیں زبان کا سرمایہ تھیں
b) جب انگریزی کو ہم نے اپنے اوپر مسلط نہیں کیا تھا
c) سو برس پہلے تک
d) جب لوگوں کی تربیت ہوتی تھی

ب) ذیل میں دی گئی نظم غور سے پڑھیے اور دیئے گئے سوالوں کا صحیح جواب منتخب کیجیے اور قوسین میں لکھیے۔

ایک دن وقت نے دولت سے کہا — سچ بتا تجھ میں ہے فوقیت کیا
تو ہے سرمایۂ عزت یا میں — تو ہے انسان کی دولت یا میں
ہے زمانے میں بڑی بات تری — دیکھیں ہم بھی تو کرامات تری
وقت سے ہنس کے یہ دولت نے کہا — تجھ کو اے وقت نہیں عقل ذرا
منہ ذرا جس کو لگا لیتی ہوں — اس کی میں شان بڑھا دیتی ہوں
چاہتے ہیں مجھے سب خرد و کلاں — پھرتے ہیں دھن میں مری پیر و جواں

1. وقت نے کس کی کرامت دیکھنا چاہا؟ ( )

a) فوقیت b) دولت c) عزت d) قسمت

2. محاورہ ''منہ لگانا'' کا مطلب ہے۔ ( )

a) دولت دینا b) شرمندہ ہونا c) عزت دینا d) خاموش کرنا

3. کس کا کہنا ہے کہ میں لوگوں کی شان بڑھا دیتی ہوں؟ ( )

a) وقت b) دولت c) کرامات d) عزت

4. چھوٹے بڑے سب کس کی فکر میں مبتلا رہتے ہیں؟ ( )

a) پیری b) جوانی c) دولت d) عزت

5. وقت اور دولت کو کس کی بڑائی پر ناز ہے؟ ( )

a) اپنی اپنی b) دوسروں کی c) عزت کی d) بزرگوں کی

III۔اظہار مافی الضمیر/تخلیقی اظہار

(الف) حسب ذیل سوالوں کے جواب چار تا پانچ جملوں میں لکھئے۔

1. اس نظم میں آپ کو کس کی گفتگو پسند آئی اور کیوں؟ وضاحت کریں۔
2. کیا عقل کا فیصلہ درست تھا؟ اپنے خیالات کا اظہار کیجئے۔
3. اس نظم کی روشنی میں بتائیے کہ بے جا رحم کرنے سے کیا کیا نقصانات ہوتے ہیں؟
4. خواجہ الطاف حسین حالؔی کی نظم نگاری کی خصوصیات پر روشنی ڈالیے۔

(ب) حسب ذیل سوالوں کے جواب دس تا بارہ جملوں میں لکھئے۔

1. رحم کے جوہر پر شر حاوی ہو جاتا ہے۔ کیا یہ حقیقت ہے؟ اپنے خیالات کا اظہار کیجئے۔

IV. تخلیقی اظہار/توصیف

1. نظم ''مناظرۂ رحم وانصاف'' کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھیے۔
2. دولت اور وقت اپنی اپنی خوبیاں بیان کر رہی ہیں۔ ان کی گفتگو کو مکالموں کی شکل میں لکھئے۔

دولت : _____

وقت : _____

دولت : _____

وقت : _____

دولت : _____

وقت : _____

دولت : _____

وقت : _____

دولت : _____

وقت : _____

دولت : _____

وقت : _____

شعری انتخاب

نہیں ہے چیز نکمی کوئی زمانے میں
کوئی برا نہیں قدرت کے کارخانے میں

میں کن استعدادوں کا حامل ہوا (خود کی جانچ)

1.	دیئے گئے الفاظ کے معنی، متضاد اور مترادف کی نشاندہی کرسکتا ہوں/کرسکتی ہوں۔	ہاں / نہیں
2.	دیئے گئے واحد الفاظ کی جمع اور جمع کی واحد، لکھ سکتا ہوں/لکھ سکتی ہوں۔	ہاں / نہیں
3.	دیئے گئے الفاظ کو جملوں میں استعمال کرسکتا ہوں/کرسکتی ہوں۔	ہاں / نہیں
4.	صنعت مراعات النظیر، مبالغہ اور کنایہ کی تعریف کرسکتا ہوں/کرسکتی ہوں۔	ہاں / نہیں
5.	دیئے گئے اشعار میں صنعت مراعات النظیر، مبالغہ اور کنایہ کی نشاندہی کرسکتا ہوں/کرسکتی ہوں	ہاں / نہیں
6.	دیئے گئے مصرعے/اشعار کا مطلب لکھ سکتا ہوں/لکھ سکتی ہوں۔	ہاں / نہیں
7.	سوالوں کے جواب تجزیاتی طور پر لکھ سکتا ہوں/لکھ سکتی ہوں۔	ہاں / نہیں
8.	نظم کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھ سکتا ہوں/لکھ سکتی ہوں۔	ہاں / نہیں
9.	ہدایت کے مطابق، گفتگو کو مکالموں کی شکل میں تبدیل کرسکتا ہوں/کرسکتی ہوں۔	ہاں / نہیں

فرہنگ

الفاظ	معنی
تحیر	تعجب ، حیرت
زِیاں	نقصان ، ضرر
نیک نامی	شہرت، ناموری
سولی پر چڑھانا	پھانسی دینا، بہت تکلیف دینا
خاک میں ملانا	تباہ کرنا، ضائع کرنا
کام روائی	کام پورا کرنا
بےزار	ناخوش، خفا
الطاف	لطف کی جمع، مہربانیاں، نوازش
ملول	رنجیدہ، اداس، غمگین
ولولہ انگیز	جوش (امنگ) پیدا کرنے والا
رشید	ہدایت یافتہ
گھر گھالنا	گھر برباد کرنا، لوٹنا
رہزن	لٹیرا، ڈاکو
زہرِ ہلاہل	وہ زہر جس کے کھانے سے انسان فوراً مر جائے
اصرار	ہٹ، ضد
آرام وشکیب	صبر وقرار، تحمل وبرداشت
قندِ مکرر	وہ عمدہ بات جو دوبارہ کہی جائے
چاشنی	ذائقہ، مزہ، لذت
مایہ	پونجی، اصل

الفاظ	معنی
مروت	لحاظ، رعایت
فگار	افگار کا مخفف، زخمی، زخم
یکساں	ایک سا ، برابر
خورد/خرد	چھوٹا
جوش	ولولہ، ترنگ، زیادتی، زور
صحبتِ دیرینہ	پرانی دوستی، قدیم یارانہ
فیض	فائدہ ، نیکی
عذر	بہانہ ، معذرت
جمیل	حسین، خوب صورت
آفت کا کالا	آفت کا ٹکڑا یا چنگاری
رسید	کسی چیز کی وصول ہونے کی دستخطی تحریر
جوہر	خاصیت ، خوبی
پُرکار	دانا ، ہوشیار
قضا کار	اتفاقاً ، ناگہاں
دیدۂ بےنور	بےرونق آنکھ ، بےنور آنکھ
سرمو	ذرا سا ، بال کی نوک کے برابر
زیب	خوب صورتی ، زینت
چاروناچار	مجبوراً ، زبردستی
فریقین	دونوں فریق ، جانبین
فریادرسی	انصاف کرنا
قالب	جسم ، بدن

10 بھاپ کی چوری

احسان الحق

حصول طلب استعدادیں۔اکتسابی نتائج

اس سبق کی تکمیل کے بعد آپ حسب ذیل استعدادوں میں اکتسابی نتائج حاصل کر سکتے ہیں۔

I۔ زبان شناسی

الف) لفظیات: الفاظ کے معنی لکھنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔

الفاظ کو جملوں میں استعمال کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔

ب) قواعد : ضمیر اور اسکے اقسام کے بارے میں جان سکتے ہیں۔

II۔ سمجھنا اظہار خیال کرنا:

الف) دیے گئے متن کو پڑھ کر سوالوں کے جواب دینے اور خود سے سوالات تیار کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔

ب) سبق سے متعلق سوالوں کے جواب لکھ سکتے ہیں۔

III۔ اظہار مافی الضمیر۔تخلیقی اظہار

الف) سبق پڑھ کر ہوٹل والے کے ادا کردہ منفی مکالموں کو مثبت مکالموں میں بدلنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔

ب) اس سبق کو پڑھنے کے بعد مضمون لکھنے کے قابل ہوں گے۔ساتھ ہی اچھی نثر لکھنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔

طلباء کے لیے ہدایات

1. سبق کا مطالعہ کیجئے۔جن الفاظ کے معنی آپ نہ جانتے ہوں ان کے نیچے خط کھینچئے۔
2. خط کشیدہ الفاظ کے معنی کتاب کی فرہنگ یا لغت دیکھ کر معلوم کیجئے۔
3. سبق کو دوبارہ پڑھ کر سمجھنے کی کوشش کیجئے۔
4. اس سبق کے جو امور آپ کی سمجھ میں نہ آئے ہوں ان کے بارے میں آپ کے قرب وجوار میں موجود کسی معلم یا کسی تعلیمی مرکز کے معلم سے گفتگو کر کے معلومات حاصل کیجیے۔
5. باکس میں دیئے گئے سوالات کے جواب سبق کا بغور مطالعہ کر کے لکھیے۔

سبق کی تمہید

سبق ''بھاپ کی چوری'' نثری صنف 'ڈرامہ' سے تعلق رکھتا ہے۔ ''ڈراما'' لفظ ''ڈراؤ'' سے ماخوذ ہے جس کے معنی کر کے دکھانے کے ہیں۔ ڈراما عمل پر مشتمل ہوتا ہے۔ ''کسی قصے یا واقعے کو کرداروں کے ذریعے تماشائیوں کے روبرو پھر سے عملاً پیش کرنے کو ڈراما کہتے ہیں۔'' ارسطو کے مطابق ڈرامے کے اجزائے ترکیبی چھ ہیں: 1. پلاٹ 2. کردار 3. مکالمہ 4. زبان 5. موسیقی 6. آرائش بنیادی طور پر ڈرامے کے دو اقسام ہوتے ہیں۔ 1. ٹریجڈی یعنی المیہ 2. کامیڈی یعنی طربیہ یہ سبق ''بھاپ کی چوری'' مسئلہ کے حل پر مبنی ڈرامہ ہے۔ اس ڈرامے کے تخلیق کار احسان الحق ہیں۔ اس ڈرامے کو ان کے مجموعہ ''9 ڈرامے'' سے لیا گیا ہے۔

سبق کا پس منظر/مقصد

''بھاپ کی چوری'' ڈرامہ میں مصنف نے امیر اور غریب لوگوں کی ذہنیت سے واقف کروانے کی کوشش کی ہے۔ امراء غریبوں کے ساتھ ہمدردی سے پیش آنے کے بجائے ان کا استحصال کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اس ڈرامہ کی تدریس کا مقصد طلباء میں طنز و مزاح، فہم و فراست اور مسئلہ کے حل کی صلاحیت کو پروان چڑھاتے ہوئے ان میں اس طرح کی تحریروں کو پڑھنے اور لکھنے کی صلاحیت کو فروغ دینا ہے۔

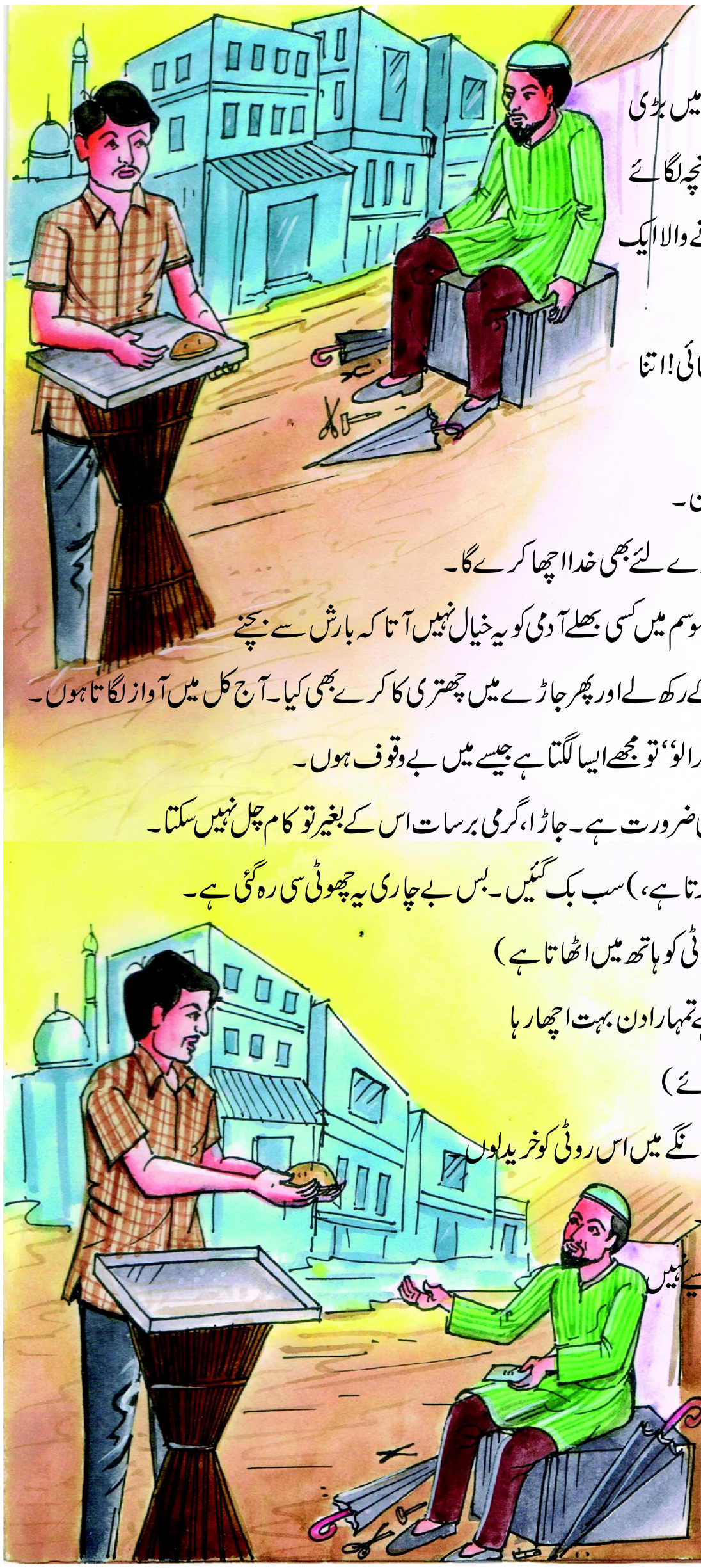
مصنف کا تعارف



احسان الحق نے جامعہ ملیہ دہلی میں تعلیم پائی۔ کچھ عرصہ جامعہ ملیہ اور بی بی سی لندن سے منسلک رہے۔ آپ اتنے حساس تھے کہ کہانی لکھتے وقت آنسو جاری ہو جاتے تھے اور حقیقت پسند اتنے تھے کہ محلے میں یا سڑک پر بڑے سے بڑا حادثہ ہو جائے مڑ کر نہ دیکھتے۔ سوچتے تھے کہ کوئی زخمی ہو گیا ہوگا یا پھر اللہ کو پیارا۔ شاعروں سے دوستی رکھتے تھے مگر مشاعروں سے بھاگتے تھے۔ اردو میں لکھتے تھے لیکن کہتے تھے کہ اردو ایسی بدقسمت زبان ہے جو اپنے تحفظ کے لئے ایک جانباز بھی پیدا نہیں کر سکتی۔

ریڈیو سننے والے ہزاروں بچے ان کو ''احسان چاچا'' کے نام سے جانتے تھے۔ لندن میں کافی عرصہ گزارا۔ آپ یوروپی ممالک کا کئی مرتبہ دورہ کر چکے تھے اور نظر کی وسعت کو زندگی کے اسی دور کا عطیہ سمجھتے تھے۔

آپکی تصانیف میں ڈراموں کا مجموعہ ''9 ڈرامے'' 1968ء میں شائع ہوا۔ آپ کا ایک مشہور ناول ''کالا شہر گورے لوگ'' ہے۔



I

(اسٹیج کا پردہ اٹھتا ہے۔ بازار کا منظر ہے۔ بازار میں بڑی چہل پہل نظر آ رہی ہے۔ ایک ڈبل روٹی والا خوانچہ لگائے بیٹھا ہے اس کے قریب چھتریوں کی مرمت کرنے والا ایک شخص بھی اپنا سامان لیے بیٹھا ہوا ہے۔)

ڈبل روٹی والا: (چھتری والے سے) ارے بھائی! اتنا اچھا دن ہے اور تم منہ لٹکائے بیٹھے ہو۔

چھتری والا : تمہارے لئے ہوگا اچھا دن۔

ڈبل روٹی والا : ایسی بھی کیا بات ہے۔ تمہارے لئے بھی خدا اچھا کرے گا۔

چھتری والا : آپ نے صحیح کہا لیکن اچھے موسم میں کسی بھلے آدمی کو یہ خیال نہیں آتا کہ بارش سے بچنے کے لئے چھتری ٹھیک کرا کے رکھ لے اور پھر جاڑے میں چھتری کا کرے بھی کیا۔ آج کل میں آواز لگاتا ہوں۔ ''ٹوٹی پھوٹی چھتری ٹھیک کرالو'' تو مجھے ایسا لگتا ہے جیسے میں بے وقوف ہوں۔

ڈبل روٹی والا : لیکن بھائی روٹی تو ہر موسم کی ضرورت ہے۔ جاڑا، گرمی برسات اس کے بغیر تو کام چل نہیں سکتا۔

(ایک خالی ٹرے کو صاف کرتا ہے،) سب بک گئیں۔ بس بے چاری یہ چھوٹی سی رہ گئی ہے۔

(وہ بچی ہوئی چھوٹی ڈبل روٹی کو ہاتھ میں اٹھاتا ہے)

چھتری والا : روٹی کو دیکھتے ہوئے شکر ہے تمہارا دن بہت اچھا رہا

(جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے)

میرے پاس اتنے پیسے تو ہونگے میں اس روٹی کو خرید لوں

ایک وقت تو کٹ جائے گا۔

ڈبل روٹی والا : ارے بھائی میں تمہارے پیسے نہیں

چاہتا۔ بھئی پیٹ تو سب کو

بھرنا ہوتا ہے۔ چاہے وہ

روٹی والا ہو چاہے چھتری والا

(وہ ڈبل روٹی اٹھا کر چھتری والے کی طرف بڑھا دیتا ہے)

چھتری والا : (پریشان ہوکر) میرے پاس صرف پانچ پیسے ہیں۔تو یوں کرو کہ مجھے آدھی روٹی دے دو۔

ڈبل روٹی والا : نہیں بھائی یہ کیسی باتیں کرتے ہو تم، یہ پوری لے لو اور اپنے پانچ پیسے بھی اپنی جیب میں رکھو۔میرا سارا مال بک چکا ہے۔اب میں اتنا کمینہ نہیں ہوں کہ اپنے دوست کو اتنی روٹی بھی نہ دے سکوں۔

چھتری والا : (ہچکچاتے ہوئے روٹی لے لیتا ہے) خدا تمہارے کاروبار میں برکت دے۔

ڈبل روٹی والا : مجھے شرم آرہی ہے کہ یہ اتنی چھوٹی ہے۔کاش میرے پاس اور بھی ہوتی! سوکھی روٹی کھانا ویسے بھی مشکل ہوتا ہے۔

چھتری والا : خالی پیٹ میں یہ شاہی ٹکڑے کا مزہ دے گا۔(سوچ کر) ایک ترکیب ہے۔(وہ ہوٹل کی طرف بڑھتا ہے۔ایک پتیلی سے بھاپ نکل رہی ہے۔چھتری والا بھاپ سونگھنے کے لئے ایک دو لمبی سانس لیتا ہے۔خوشبو سے معلوم ہوتا ہے کہ قورمہ پک رہا ہے۔ایک زمانہ ہوگیا قورمہ کھائے ہوئے۔لیکن آج، آج تو میں اس کا مزہ لے کر ہی رہوں گا۔

آپ نے کیا سمجھا؟

1. چھتری والے نے آدھی روٹی کیوں مانگی؟
2. ڈبل روٹی والے نے شرمندگی کا اظہار کیوں کیا؟

II

ڈبل روٹی والا : (تعجب سے) وہ کیسے؟ ہوٹل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے وہ کنجوس پیسے لیے بغیر تمہیں جھوٹا چمچہ تک پونچھنے نہ دے گا۔

چھتری والا : اس سے پوچھے گا کون؟ ادھر دیکھو۔(وہ ڈبل روٹی کو پتیلی کی بھاپ کے پاس لے جاتا ہے) اس بھاپ سے میری ڈبل روٹی میں قورمے کا مزہ آجائے گا۔

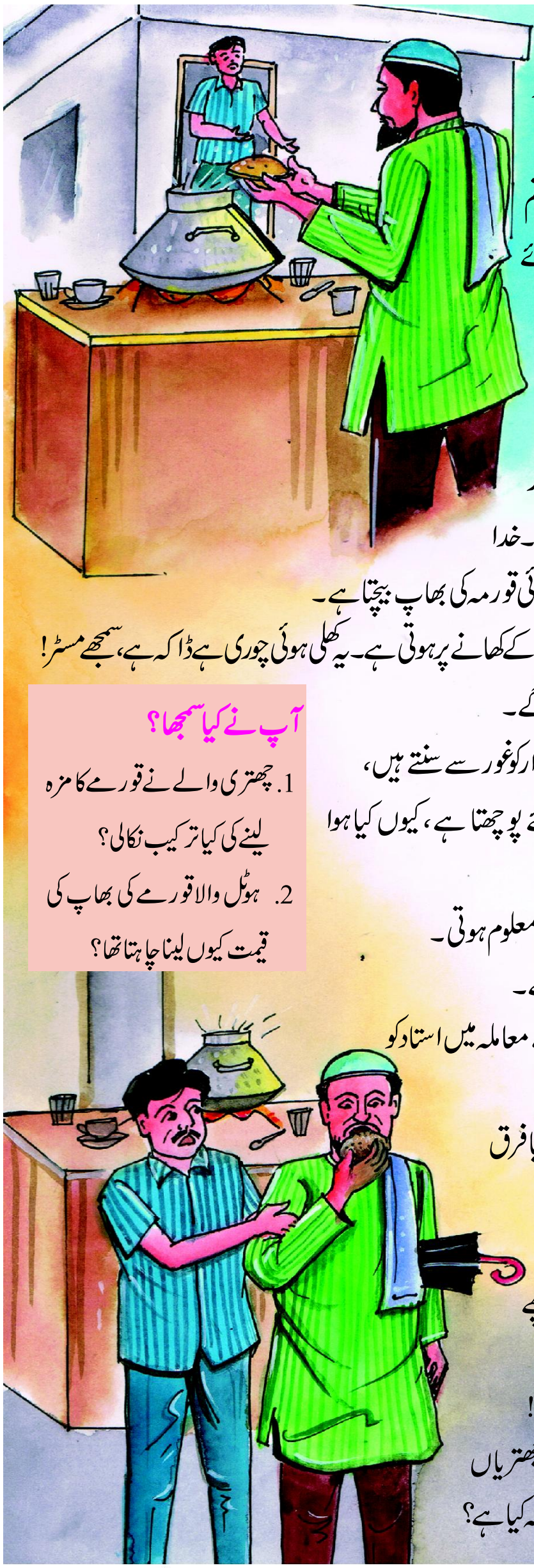
ڈبل روٹی والا : واہ واہ کیا ترکیب نکالی ہے۔میں بھی اسے اپنے گھر میں آزماؤں گا۔

(چھتری والا ڈبل روٹی کو بھاپ پر سینک رہا ہے۔اتنے میں ہوٹل کا مالک باہر نکلتا ہے۔آہستہ آہستہ آگے بڑھتا ہے۔چھتری والا ڈبل روٹی کو منہ میں رکھنے کے لئے جوں ہی ہاتھ اٹھاتا ہے۔پیچھے سے ہوٹل کا مالک اس کا ہاتھ پکڑ لیتا ہے۔)

ہوٹل والا : بدمعاش کہیں کا! کیا مفت کا مال ہے؟ دس پیسے نکالو جیب سے۔

چھتری والا : کیا کہا آپ نے؟

ہوٹل والا : میں کہتا ہوں دس پیسے نکالو۔سمجھے دس پیسے، اس زعفرانی قورمے کی بھاپ چرانے کے دس پیسے۔



چھتری والا : (پریشانی سے ہنستا ہے) قورمے کی بھاپ کے دس پیسے، بھاپ تو ہوا کے ساتھ اڑ جاتی ہے اور ہوا۔۔۔۔۔۔۔ہوا تو مفت کی ہوتی ہے۔

ہوٹل والا : نقل اتارتے ہوئے ''مفت کی ہوتی ہے، یہ آگ تم نے جلائی تھی، مسالحے، یہ گھی، سب کا سب تم لائے تھے اور یہ گوشت تمہارا لایا ہوا ہے۔

چھتری والا : گوشت تو آپ کا ہے حضور، لیکن اگر میں نے اپنی روٹی اس کی بھاپ پر رکھ دی تو اس میں آپ کا کیا خرچ ہوا۔ میں نے آپ کا قورمہ تو لیا نہیں ہے اور بھاپ تو اڑ رہی تھی۔ سارے بازار میں پھیلی رہی تھی۔ خدا کی شان ہے۔ صاحب ہم نے تو کبھی سنا نہیں کہ کوئی قورمہ کی بھاپ بیچتا ہے۔

ہوٹل والا : اور نہ ہم نے کبھی سنا کہ کسی چھتری والے کی پرورش مفت کے کھانے پر ہوتی ہے۔ یہ کھلی ہوئی چوری ہے ڈاکہ ہے، سمجھے مسٹر!

چھتری والا : اس کو چوری کہتے ہیں؟ تمہارے گھر میں کہتے ہوں گے۔

(دو تین گاہک وہاں آ جاتے ہیں اور ان دونوں کی تکرار کو غور سے سنتے ہیں، ایک چھوٹا سا سست قسم کا آدمی داخل ہوتے ہوئے پوچھتا ہے، کیوں کیا ہوا خیریت تو ہے؟)

ہوٹل والا : سب خیریت ہے۔ لیکن تمہارے یہاں خیریت نہیں معلوم ہوتی۔

ڈبل روٹی والا : کیوں نہ استاد کو ہی پنچ بنا دیں۔ وہ صحیح فیصلہ کریں گے۔

ہوٹل والا : ہاں انھیں پنچ بنا دو۔ (چھتری والے سے) ہم اپنے معاملہ میں استاد کو پنچ بنا رہے ہیں۔ تمہیں منظور ہے؟

چھتری والا : (خفا ہو کر) میرے پاس ہے ہی کیا کسی کو بھی بناؤ پنچ۔ کیا فرق پڑتا ہے۔

استاد : (کرسی پر بیٹھ کر اونچی آواز میں) کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ یہ کیا ہنگامہ ہو رہا ہے۔ اس بدتمیزی کے پیچھے کون بدمعاش ہے۔

ہوٹل والا : (چھتری والے کو پکڑ کر سامنے لاتا ہے) یہ ہے وہ بدمعاش!

استاد : (چھتری والے کو اوپر سے نیچے تک دیکھتا ہے) چھتریاں بناتے ہو۔ ہاں تو بھئی چھتری والے پہلے تم سناؤ یہ قصہ کیا ہے؟

آپ نے کیا سمجھا؟

1. چھتری والے نے قورمے کا مزہ لینے کی کیا ترکیب نکالی؟
2. ہوٹل والا قورمے کی بھاپ کی قیمت کیوں لینا چاہتا تھا؟



III

چھتری والا : گھبراتے ہوئے، سرکار ہوا یہ کہ ۔۔۔۔ میں ایک غریب آدمی ہوں۔ آج میرا دھندا خراب رہا۔ میرے پاس کھانے کے لئے کچھ نہیں تھا تو ڈبل روٹی والے دوست نے مجھے ایک ڈبل روٹی دے دی۔ خالی ڈبل روٹی میں کوئی مزہ نہیں ہوتا۔ ان کے یہاں قورمہ پک رہا تھا۔ پتیلی سے گرم بھاپ نکل رہی تھی۔ میں نے سوچا کہ اپنی روٹی اس بھاپ پر رکھ دوں۔ اس کا مزہ کچھ بدل جائے گا۔ جب میں روٹی کو بھاپ پر سینک کر کھا رہا تھا تو یہ صاحب نکل آئے اور مجھے پکڑ لیا۔ کہنے لگے تم نے میری بھاپ چرائی ہے اس کے دس پیسے دو۔

استاد : (ہوٹل والے سے) تم نے دس پیسے مانگے تھے اس سے؟

ہوٹل والا : استاد! یہ بھاپ میرے قورمے کی ہے۔ اگر میں گوشت خرید کر اسے نہ پکاتا تو بھاپ نکلنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا۔ اگر یہ سمجھتا ہے کہ قورمے کی بھاپ استعمال کے لائق ہوتی ہے تو پھر اس لائق بھی ہے کہ اس کی قیمت ادا کی جائے۔

استاد : ٹھیک ہے۔ (ہوٹل والا بہت خوش ہوتا ہے)

استاد : (چھتری والے سے) تم کو میرا فیصلہ تسلیم کرنا پڑے گا۔

چھتری والا: (سر ہلاتا ہے) جی ہاں!

استاد : (ہوٹل والے سے) اور تم؟

ہوٹل والا : آپ کا فیصلہ آخری ہوگا۔ جو ہم دونوں کو تسلیم کرنا پڑے گا۔

استاد : (پھر چھتری والے سے) تمہارے پاس کچھ پیسے ہیں؟

چھتری والا : میرے پاس صرف پانچ پیسے ہیں۔

استاد : لاؤلاؤ، پانچ پیسے کافی ہیں، جلدی نکالو۔

(چھتری والا جیب سے سکہ نکالتا ہے)

استاد : (چھتری والے سے) یہ سکہ اس سل پر اچھالو (چھتری والا سکہ اچھالتا ہے جس سے سکے کی کھنک سنائی دیتی ہے)

استاد : ایک دفعہ اور۔۔۔۔۔چھتری والا پھر سکہ سل پر بجاتا ہے۔

استاد : (ہوٹل والے سے) سنی تم نے سکہ کی کھنک؟

استاد : میرا خیال ہے کہ چھتری والے نے ہوٹل والے کے قورمے کی بھاپ کو غلط طریقے سے لیا ہے۔ یہ سراسر بے ایمانی ہے۔ کھلی ہوئی چوری ہے۔ (ہوٹل والا خوش ہوکر ''استاد زندہ باد'' کے نعرے لگاتا ہے)

استاد : (ڈانٹ کر) ٹھہرو۔۔۔۔۔ابھی نہیں۔۔۔۔میں سمجھتا ہوں کہ بھاپ کی قیمت پیسے سے ادا نہیں کی جاسکتی۔ کیونکہ پیسہ تو قورمے کی قیمت ہے۔ (بھیڑ سے مخاطب ہوکر) کیوں ہے نا۔۔۔۔۔۔بہت سی آوازیں۔۔۔۔۔۔۔بالکل ٹھیک۔

استاد : قورمے کے بھاپ کی قیمت صرف پیسے کی کھنک سے ادا کی جاسکتی ہے۔ جو چھتری والا ادا کر چکا ہے۔

ہوٹل والا : نہیں سرکار! اس نے تو ابھی تک ایک پیسہ بھی ادا نہیں کیا۔

استاد : (غصے سے) تم جھوٹ بولتے ہو۔ اس نے قیمت ادا کردی ہے سل پر بجا کر پیسے کی یہ کھنک تمہارے قورمے کی بھاپ کی قیمت ہے۔ جس طرح قورمہ پتیلی میں رہا اور بھاپ اس روٹی میں چلی گئی۔ اس طرح اس سکے کی آواز تمہارے کانوں میں جاچکی ہے۔ آواز تمہارے کانوں میں رہے گی اور سکہ چھتری والے کے جیب میں رہے گا۔

(''استاد زندہ باد'' کا شور بلند ہوتا ہے اور پردہ گرتا ہے)

آپ نے کیا سمجھا؟

1. ہوٹل والا بھاپ کی قیمت کیوں طلب کررہا تھا؟
2. چھتری والے نے بھاپ کی قیمت کس طرح ادا کی؟

آیئے لسانی استعدادیں حاصل کریں

I. زبان شناسی

لفظیات

الف) ذیل کے جملے پڑھئے اور خط کشیدہ الفاظ کے ہم معنی الفاظ سبق میں تلاش کیجیے اور لکھیے۔

1. میرے شب و روز آرام سے گزر رہے ہیں۔ _____
2. سلیم کے کام کرنے کا ڈھنگ مجھے پسند ہے۔ _____
3. گلاب کی مہک سب کو پسند ہے۔ _____
4. کسی بھی حجت میں مت پڑو۔ _____
5. با اخلاق بچے بڑوں کی ہر بات کو مانتے ہیں۔ _____

ب) ذیل کے الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجئے۔

کنجوس موسم۔ مفت۔ پرورش۔ لائق

الف) ان جملوں پر غور کیجئے۔

- ❖ خالد نے خط لکھا۔
- ❖ راشد آم کھاتا ہے۔
- ❖ صبا اسکول جا رہی ہے۔

ان جملوں میں خط کشیدہ الفاظ کام کو ظاہر کرتے ہیں۔

کسی کام کا کرنا یا ہونا فعل کہلاتا ہے۔

لہٰذا لکھنا، کھانا اور جانا فعل ہیں۔

ہدایت: ان جملوں میں فعل نشاندہی کیجئے۔

1. احمد سو رہا ہے۔ ( )
2. ارشد ہنس رہا ہے۔ ( )
3. لڑکے تیر رہے ہیں۔ ( )
4. میں جاؤں گی۔ ( )
5. امّی پکار رہی ہیں۔ ( )
6. حنا نے ڈائری لکھی۔ ( )
7. دادی کل آ رہی ہیں۔ ( )
8. لڑکیاں کھیلتی ہیں۔ ( )
9. میں پڑھوں گا۔ ( )
10. چڑیاں اڑ رہی ہیں۔ ( )

ب) ذیل کے جملے غور سے پڑھئے۔

☆ ہم گئے تھے۔ ☆ میں نے خط لکھ دیا۔

☆ صوفیہ پڑھ رہی تھی۔ ☆ وہ لوگ چلے گئے۔

اوپر کے جملوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان میں جس کام کا ذکر کیا گیا ہے وہ کام انجام پا چکا ہے۔

وہ فعل جو گزرے ہوئے زمانے میں انجام پائے ''فعل ماضی'' کہلاتا ہے۔

ج) ذیل کے جملوں پر غور کیجئے۔

☆ لڑکیاں کھیل رہی ہیں۔ ☆ چڑیاں اڑ رہی ہیں۔

☆ محمود لکھتا ہے۔ ☆ ہم دعوت میں جا رہے ہیں۔

اوپر کے جملوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ کام موجودہ زمانے میں کیا جا رہا ہے۔

وہ فعل (کام) جو موجودہ زمانے میں ہو رہا ''فعل حال'' کہلاتا ہے۔

د) ذیل کے جملوں پر غور کیجئے۔

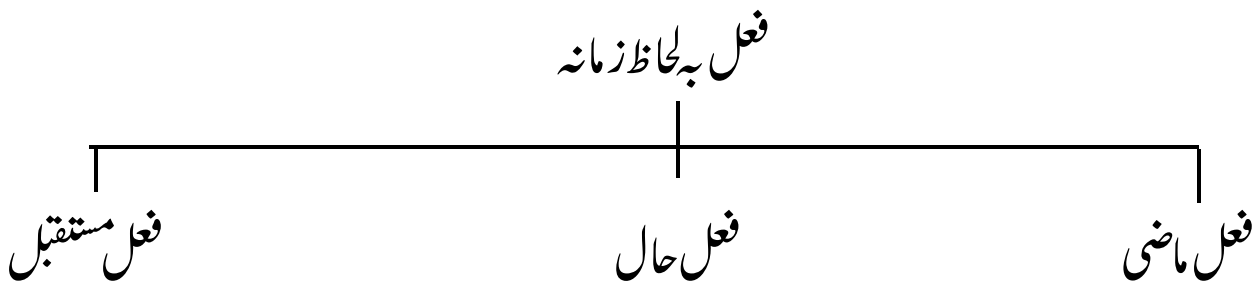
☆ کل وہ آئے گا۔ ☆ احمد ٹرین سے جائے گا۔

☆ تم کامیاب ہو جاؤ گے۔ ☆ ہفتہ کو ہم آئیں گے۔

اوپر کے جملوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ کام آنے والے زمانے میں ہونے والا ہے۔

وہ فعل (کام) جو آنے والے زمانے میں انجام پائے ''فعل مستقبل'' کہلاتا ہے۔

اس طرح زمانے کے لحاظ سے فعل کی تین (3) قسمیں ہیں۔



مشق۔ 1 ذیل کے جملوں میں فعل ماضی، فعل حال اور فعل مستقبل کی نشاندہی کیجئے۔ اور قوسین میں لکھئے۔

1. ہم حیدرآباد گئے تھے۔ ( )
2. عادل مسجد جارہا ہے۔ ( )
3. لڑکے تیرتے ہیں۔ ( )
4. عمر نے یہ کام مکمل کرلیا۔ ( )
5. میں تعطیلات کشمیر میں گزاروں گا۔ ( )
6. کل تک یہ کام ہوجائے گا۔ ( )

مشق۔2 : دیئے گئے جملے گزرے ہوئے زمانے کو ظاہر کرتے ہیں۔ انھیں حال اور مستقبل میں تبدیل کیجئے۔

فعل ماضی	فعل حال	فعل مستقبل
1. اکرم نعت پڑھ رہا تھا۔		
2. گھوڑے میدان میں دوڑ رہے تھے۔		
3. احمد بازار گیا تھا۔		
4. مور ناچ رہا تھا۔		
5. ناصر نے کھانا کھالیا۔		
6. بادل گرج رہے تھے۔		

II. سمجھنا اور اظہار خیال کرنا

(الف) دی گئی رباعی پڑھ کر سوالوں کے جواب دیجیے۔

کیوں زر کی ہوس میں آبرو دیتا ہے　　ناداں یہ کسے فریب تو دیتا ہے
لازم نہیں اپنے منہ سے تعریف، انیسؔ　　خالص ہے جو مشک، آپ بو دیتا ہے

1۔ دولت کی لالچ کا کیا نقصان ہوتا ہے؟

2۔ کس کام کے کرنے والے کو ناداں کہا گیا ہے؟

3۔ اپنی تعریف آپ کیوں نہیں کرنی چاہیے؟

4۔ مشک خوشبو کب دیتا ہے؟

(ب) ذیل کے مکالمے پڑھ کر کوئی پانچ سوالات بنائیے۔

بوڑھا : تم کون ہو؟

دلہن : میں ہمیشہ زندہ رہنے والی نیکی ہوں۔

بوڑھا : کیا تمہاری تسخیر کا بھی کوئی عمل ہے؟

دلہن : ہاں نہایت آسان، پر بہت مشکل، جو کوئی خدا کے فرض کو ادا کرے، انسان کی بھلائی اور اس کی بہتری میں سعی کرے اس کی میں مسخر ہوتی ہوں۔ دنیا میں کوئی چیز ہمیشہ رہنے والی نہیں ہے۔ انسان ہی ایک ایسی چیز ہے جو اخیر تک رہے گا۔ جو بھلائی انسان کی بہتری کے لئے جاتی ہے وہی نسل در نسل اخیر تک چلی آتی ہے۔ مادی چیزیں بھی چند روز میں فنا ہو جاتی ہیں۔ مگر انسان کی بھلائی اخیر تک جاری رہتی ہے۔ یہ کہہ کر دلہن غائب ہو جاتی ہے۔

بوڑھا : کہاں ہو تم۔ کدھر چلی گئیں۔ مجھ پر رحم کرو۔۔۔۔۔ میں اب نیک کام کرنا چاہتا ہوں۔ میرے پاس آؤ۔۔۔۔ آؤ۔۔۔۔۔ آؤ۔۔۔۔۔۔۔ کاش میں تمہیں پالیتا۔

بوڑھا : ادھر ادھر دیکھتا ہے۔ پھر سامنے بیٹھے لوگوں سے مخاطب ہو کر کہتا ہے۔ میں نے تو اپنا سارا قیمتی وقت کھو دیا۔ اے میرے وطن کے نوجوانو، خواب غفلت سے جاگو، اپنی قوم کی بھلائی کے کام کرو۔ ورنہ تم بھی میری طرح پچھتاؤ گے۔

سوال-1

سوال-2

سوال-3

سوال-4

سوال-5

III. اظہار مافی الضمیر / تخلیقی اظہار

خود لکھنا

(الف) مختصر جوابی سوالات

حسب ذیل سوالوں کے جواب چار یا پانچ جملوں میں لکھئے۔

1. چھتری والے سے لوگ خراب چھتریوں کی مرمت کیوں نہیں کروا رہے تھے؟
2. ڈبل روٹی والے نے چھتری والے سے ڈبل روٹی کے پیسے کیوں نہیں لیے؟
3. چھتری والے نے ڈبل روٹی کو لذیذ بنانے کا کیا طریقہ نکالا؟
4. ڈرامہ نگار احسان الحق کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ لکھئے۔

(ب) طویل جوابی سوالات

حسب ذیل سوالوں کے جواب سوچ کر دس تا بارہ جملوں میں لکھئے۔

1. چھتری والے نے پنچ کے سامنے اپنا قصہ کس طرح بیان کیا؟
2. استاد مقدمے کا فیصلہ کس طرح کرتے ہیں؟ اپنے الفاظ میں لکھئے۔

IV۔ تخلیقی اظہار

الف) ہوٹل والا چھتری والے کی مدد کرتا ہے۔اس پس منظر میں دونوں کے مکالموں کو اپنے الفاظ میں مکمل کیجئے۔

(چھتری والا ڈبل روٹی کو پتیلی کی بھاپ پر سینک رہا ہے۔اتنے میں ہوٹل کا مالک باہر نکلتا ہے اور پیچھے سے ہوٹل کا مالک چھتری والے کا ہاتھ پکڑ لیتا ہے۔)

ہوٹل والا :

چھتری والا:

ہوٹل والا :

چھتری والا:

ہوٹل والا :

چھتری والا:

2. انصاف پر مبنی کوئی کہانی پڑھ کر انصاف کرنے والے کی توصیف بیان کیجئے۔

شعری انتخاب

سبق پھر پڑھ صداقت کا عدالت کا شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

(علامہ اقبال)

میں کن استعدادوں کا حامل ہوا (خود کی جانچ)

1. سبق میں موجود نئے الفاظ کے معنوں کی شناخت کرسکتا ہوں/کرسکتی ہوں۔ (ہاں/نہیں)
2. فعل کے اقسام کی شناخت کرسکتا ہوں/کرسکتی ہوں۔ (ہاں/نہیں)
3. متن پڑھ کر سوالوں کے جواب دے سکتا ہوں/دے سکتی ہوں۔اور سوالات تیار کرسکتا ہوں/کرسکتی ہوں۔ (ہاں/نہیں)
4. ڈرامہ نگار احسان الحق کے بارے میں بیان کرسکتا ہوں/کرسکتی ہوں۔ (ہاں/نہیں)
5/ سبق کو مثبت مکالموں میں تبدیل کرسکتا ہوں/کرسکتی ہوں۔ (ہاں/نہیں)

فرہنگ

الفاظ		معانی
مرمت کرنا	۔	درست کرنا، ٹھیک کرنا
دھندا	۔	کاروبار
پنچ	۔	پنچایت کے ارکان جو فیصلہ کرتے ہیں،
تسلیم کرنا	۔	قبول کرنا
کھنک	۔	آواز
قیمت	۔	دام
تکرار	۔	بحث
چہل پہل	۔	رونق
پرورش	۔	تربیت
لائق	۔	قابل

11 رباعیات

حصول طلب استعدادیں۔اکتسابی نتائج

اس سبق کی تکمیل کے بعد آپ حسب ذیل استعدادوں میں اکتسابی نتائج حاصل کر سکتے ہیں۔

I. زبان شناسی

الف) **لفظیات:** الفاظ کے معنی،ضداور جمع لکھنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔

دیئے گئے الفاظ کو موثر انداز میں جملوں میں استعمال کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔

ب) **قواعد** : غیر مستقل کلموں کے اقسام سے واقف ہوں گے۔اور مختلف جملوں میں اس کی شناخت کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔

II. سمجھنا اظہار خیال کرنا

الف) رباعی پڑھ کر اس کی تشریح اپنے الفاظ میں بیان کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔

ب) تائید یا مخالفت کرتے ہوئے گفتگو کرنے،وجوہات بیان کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔

III. اظہار مافی الضمیر۔تخلیقی اظہار

الف) خود لکھنا اور تخلیقی اظہار کے تحت رباعی کی تشریح لکھنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔

ب) شاعر کے خیالات کو سمجھتے ہوئے،دیئے گئے سوالات کے جواب لکھنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔

طلباء کے لیے ہدایات

- سبق کا مطالعہ کیجیے اور جن الفاظ کے معنی نہ جانتے ہوں ان کو خط کشید کیجیے۔
- ان الفاظ کے معنی کتاب کی فرہنگ یا لغت دیکھ کر معلوم کیجیے۔
- سبق کا دوبارہ مطالعہ کیجیے اور اسے سمجھیں۔
- اس سبق کے جو امور آپ کی سمجھ نہ میں آئے ہوں ان کے بارے میں آپ کے قرب و جوار میں موجود کسی معلم یا کسی تعلیمی مرکز کے معلم سے گفتگو کر کے معلومات حاصل کیجیے۔
- سبق کا بغور مطالعہ کر کے باکس میں دیئے گئے سوالات کے جواب تلاش کیجیے۔

سبق کی تمہید

سبق ''رباعیات'' کا تعلق شعری صنف سے ہے۔'ربع' عربی میں چار کو کہتے ہیں۔اسی رعایت سے چار مصرعوں والی نظم کو رباعی کہا جاتا ہے۔اس کے چاروں مصرعے ہم قافیہ ہو سکتے ہیں۔لیکن عام طور پر تیسرے مصرعے کے علاوہ باقی مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں۔چوتھا مصرع جسے حاصل رباعی کہا جاتا ہے بہت زوردار ہوتا ہے۔شاعر کا تخلص عام طور پر تیسرے مصرع میں ہوتا ہے۔اس سبق میں دی گئی رباعیات رباعیاتِ انیسؔ، رباعیات امجدؔ اور کلیات اسماعیل میرٹھی سے ماخوذ ہیں۔

سبق کا پس منظر/مقصد

رباعی اردو کی مقبول صنف ہے۔اس میں مذہبی اعتقادات، حسن و عشق، اخلاقی مضامین، فلسفیانہ نکات، نصیحت آمیز مضامین الغرض زندگی کے مختلف پہلوؤں کو موثر انداز میں پیش کیا جا سکتا ہے۔اس سبق میں امجدؔ حیدر آبادی اور اسماعیلؔ میرٹھی کی رباعیات شامل ہیں۔ان کے مطالعہ سے طلباء ان شعرا کے الگ الگ رنگ اور موضوعات کے ساتھ رباعی کے اجزائے ترکیبی سے بخوبی واقف ہو سکیں گے۔اخلاقی و سماجی اقدار کو فروغ دینا اس سبق کی تدریس کا مقصد ہے۔

شعراء کا تعارف



ولادت: 1803ء فیض آباد
وفات: 1874ء لکھنو

میر انیسؔ: انیسؔ کا پورا نام میر ببر علی انیسؔ تھا۔وہ 1803ء کو فیض آباد میں پیدا ہوئے اور ڈسمبر 1874ء کو لکھنو میں ان کا انتقال ہوا۔میر انیسؔ بنیادی طور پر مرثیہ گو شاعر ہیں۔اس کے علاوہ انیسؔ نے مذہب، اخلاقیات اور ذاتیات پر بھی رباعیات کہی ہیں۔میر انیسؔ کے کلام میں بلا کی روانی سلاست اور فصاحت کے ساتھ جزیات نگاری کا کمال نظر آتا ہے۔مراثیہ انیسؔ کی چار جلدیں، دیوانِ رباعیات انیسؔ وغیرہ ان کی تخلیقات ہیں۔



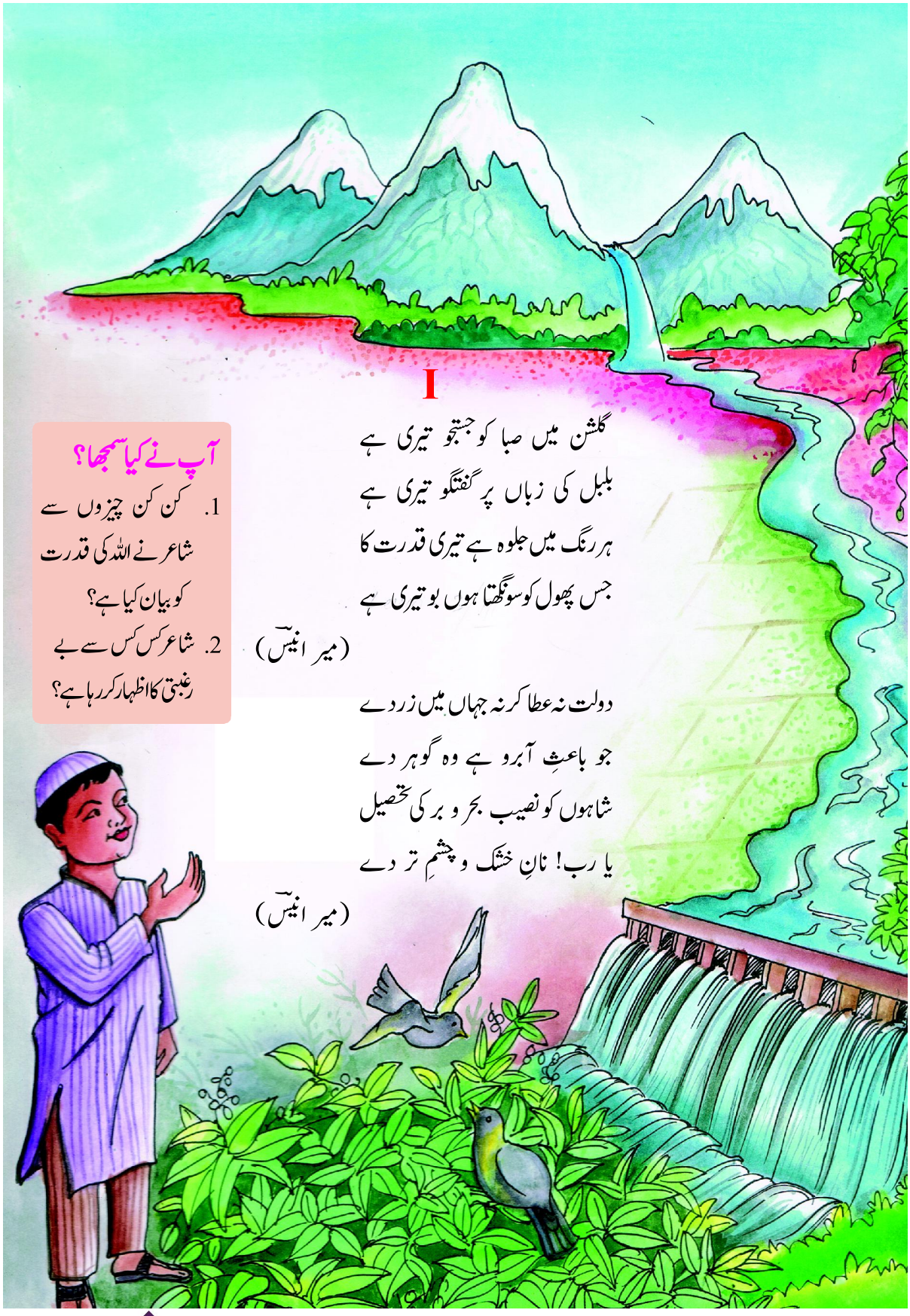
ولادت: 1888ء حیدر آباد
وفات: 1961ء حیدر آباد

امجدؔ حیدر آبادی: امجدؔ حیدر آبادی کا پورا نام سید احمد حسین امجدؔ ہے وہ حیدر آباد میں 1888ء کو پیدا ہوئے۔ وہ ایک صوفی مزاج انسان اور پرہیز گار بزرگ تھے۔امجدؔ رباعی گو شاعر کی حیثیت سے بہت مشہور ہیں۔ اکثر و بیشتر ناصحانہ انداز اختیار کرتے ہیں۔اخلاقی مضامین، فلسفیانہ نکات دنیا کی بے ثباتی اور زندگی کے اعلیٰ اقدار کو بڑے ہی موثر انداز میں پیش کیا ہے۔ان کی رباعیوں میں وہی رنگ ہے جو سرمدؔ کی رباعیوں میں پایا جاتا ہے۔اسی لیے انھیں صوفی سرمدؔ کا خطاب دیا گیا تھا۔ان کے شعری مجموعہ ریاض امجدؔ، رباعیات امجدؔ، خرقہ امجدؔ وغیرہ بہت مشہور ہیں۔ان کا انتقال 1961ء میں حیدر آباد میں ہوا۔



ولادت: 1844ء میرٹھ
وفات: 1917ء میرٹھ

اسماعیل میرٹھی: مولانا محمد اسماعیل میرٹھی 12 نومبر 1844ء کو میرٹھ میں پیدا ہوئے۔مرزا غالبؔ کے شاگرد تھے۔ان کا شمار جدید اردو ادب کے اہم ترین شعراء میں ہوتا ہے۔اسماعیل میرٹھی کی اکثر تحریروں کا مقصد اصلاح قوم ہے۔جس کے لیے انھوں نے تمثیلات کا بھی سہارا لیا ہے۔ان کے کردار و عمل کی آڑ میں بچوں کو محنت، عمدہ اخلاق اور جہد مسلسل کی تلقین کرتے ہیں۔بچوں کیلئے کہانیوں کے ساتھ قواعد و زبان پر کتابیں، درسی کتابوں کی تصنیف جس میں بچوں کی نفسیات کے مطابق اسباق شامل کرتے تھے۔انہوں نے بچوں کے ادب کی وجہ سے بڑی شہرت پائی۔تذکرۂ غوثیہ، حیاتِ امیر خسرو، کلیات اسماعیل میرٹھی وغیرہ ان کی تخلیقات میں شامل ہیں۔ان کا انتقال یکم نومبر 1917ء میں میرٹھ میں ہوا۔



I

گلشن میں صبا کو جستجو تیری ہے
بلبل کی زباں پر گفتگو تیری ہے
ہر رنگ میں جلوہ ہے تیری قدرت کا
جس پھول کو سونگھتا ہوں بو تیری ہے

(میر انیسؔ)

دولت نہ عطا کر نہ جہاں میں زر دے
جو باعثِ آبرو ہے وہ گوہر دے
شاہوں کو نصیب بحر و بر کی تحصیل
یا رب! نانِ خشک و چشمِ تر دے

(میر انیسؔ)

آپ نے کیا سمجھا؟

1. کن کن چیزوں سے شاعر نے اللہ کی قدرت کو بیان کیا ہے؟
2. شاعر کس کس سے بے رغبتی کا اظہار کر رہا ہے؟



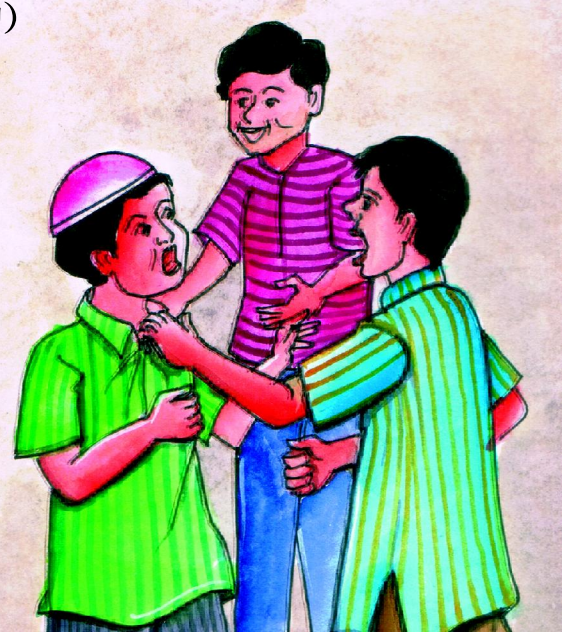
II

نادانی سے پہلے تو خطا کرتے ہیں
ہٹ کرکے پھر اور بھی برا کرتے ہیں
جب تم سے کوئی گنہ ہو تو توبہ کرلو
میلے کپڑے کو دھولیا کرتے ہیں

(امجد حیدرآبادی)

ہم صحبتِ بے خرد پریشان رہا
نا فہم کو سمجھا کے پشیمان رہا
تعلیم سے جاہل کی جہالت نہ گئی
نادان کو الٹا بھی تو نادان رہا

(امجد حیدرآبادی)



آپ نے کیا سمجھا؟

1. برائی سے بھی بدتر کام کیا ہے؟
2. کیسے لوگوں کی جہالت تعلیم سے بھی نہیں جاتی ہے؟



III

جب تک کہ سبق ملاپ کا یاد رہا
بستی میں ہر ایک شخص دلشاد رہا
جب رشک و حسد نے پھوٹ ان میں ڈالی
دونوں میں سے ایک بھی نہ آباد رہا

(اسمٰعیل میرٹھی)

جس درجہ ہو مشکلات کی طغیانی
ہو اہلِ ہمم کو اور بھی آسانی
تیراک اپنا ہنر دکھاتا ہے خوب
ہوتا ہے جب اس کے سر سے اونچا پانی

(اسمٰعیل میرٹھی)

آپ نے کیا سمجھا؟

1. رشک و حسد کے کیا نقصان ہیں؟
2. ہمت والے لوگ کیسے ہوتے ہیں؟

تشریح

- پہلی رباعی میں شاعر اللہ کی حمد وثنا بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ دنیا کے ہر ذرے میں اللہ کی قدرت کی نشانیاں نظر آتی ہیں۔ ہر طائر کی زبان تیری تعریف سے تر ہے اور ہر جگہ اہل نظر کے لیے تیرے جلوے موجود ہیں۔ اور ساری کائنات تیرے جلووں سے پر ہے۔
- دوسری رباعی میں شاعر اللہ سے اپنی اس خواہش کا اظہار کر رہا ہے کہ دولت اور سونا دینے کے بجائے مجھ میں وہ خوبی پیدا کر دے جو عزت و آبرو میں اضافہ کا باعث ہو۔ خشکی و تری یعنی دنیاوی چیزوں پر قابض ہونا بادشاہوں کا شیوہ ہے۔ یہ چیزیں تو انھیں ہی نصیب کر۔ مجھے تو روکھی سوکھی کھلا مگر دوسروں کے درد و تکلیف پر آنسو بہانے والی آنکھ عطا فرما۔
- تیسری رباعی میں شاعر توبہ کی اہمیت اور ضد سے ہونے والے نقصان کا احساس دلاتے ہوئے کہتا ہے کہ انسان اپنی ناسمجھی و بے وقوفی سے غلطیاں کرتا ہے اور پھر ان پر ہٹ دھرمی اختیار کرتے ہوئے اپنے لیے اور بھی برا کرتا ہے۔ سمجھ داری یہ ہے کہ جب تم سے کوئی غلطی ہو تو فوراً توبہ کر لو۔ توبہ سے انسان اسی طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے میلے کپڑے دھونے سے پاک ہو جاتے ہیں۔
- چوتھی رباعی میں شاعر کہتا ہے کہ بے وقوف لوگوں کی صحبت پریشانی کا باعث بنتی ہے اور ان کو سمجھانے سے شرمندگی کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ کیونکہ بے وقوف پر تعلیم و تربیت کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔
- پانچویں رباعی میں شاعر اتفاق و اتحاد میں کامیابی اور نا اتفاقی و انتشار میں ناکامی و تباہی کا احساس دلاتے ہوئے کہتا ہے کہ جب تک لوگ اتحاد و یکجہتی سے رہے ہر کوئی خوش رہا جب آپس میں رشک و حسد پیدا ہوا تو کوئی بھی خوش اور آباد نہ رہ سکا۔
- چھٹی رباعی میں شاعر کہتا ہے کہ مشکلات و مصائب کے بڑھنے سے کم ہمت نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ ان کی وجہ سے غم کے مارے ہوئے لوگوں کے آگے بڑھنے کے راستے آسان ہو جاتے ہیں۔ جیسے پانی زیادہ ہو تو تیراک کو اپنا ہنر، صلاحیت و مہارت دکھانے کا موقع ملتا ہے۔

آیئے لسانی استعدادیں حاصل کریں

I. زبان شناسی

لفظیات

(A) مندرجہ ذیل الفاظ کی جمع لکھئے۔

1. نادانی _____ 2. خطا _____
3. عطا _____ 4. یاد _____
5. مشکل _____ 6. جلوے _____
7. شاہ _____ 8. گنہ _____

(B) مندرجہ ذیل کو جملوں میں استعمال کیجئے۔

1. صحبتِ بے خرد _____
2. بحر و بر _____
3. نان خشک _____
4. چشم تر _____
5. پانی سر سے اونچا ہونا _____

(C) خط کشیدہ لفظ کے صحیح معنی کا انتخاب کر کے علامت A/B/C/D کو قوسین میں لکھئے۔

1. انسان کو اپنی خطا پر شرمندہ ہونا چاہیے۔ ( )

A) عزت B) غلطی C) ہنر D) عادت

2. غیر ضروری ہٹ پر قائم رہو گے تو نقصان اٹھاؤ گے۔ ( )

A) مرضی B) فرض C) ضد D) شرارت

3. بے خرد لوگوں سے دوستی اچھی نہ دشمنی اچھی ( )

A) بے وقوف B) عقل مند C) ہوشیار D) چالاک

4. علم کی تحصیل ہر انسان کے لیے ضروری ہے۔ ( )

A) برباد کرنا B) رد کرنا C) ضائع کرنا D) حاصل کرنا

5. اولاد کی فرمانبرداری والدین کو دلشاد کر دیتی ہے۔ ( )

A) رشک زدہ B) ناراض C) غم زدہ D) خوش

قواعد

الف) ہم پچھلے اسباق میں مستقل کلمہ کے اقسام کے بارے میں تفصیل سے پڑھ چکے ہیں۔ اب ہم غیر مستقل کلموں کا مطالعہ کریں گے۔

ایسے کلمے میں جو اپنے تنہا معنی نہیں دیتے بلکہ دوسرے الفاظ سے مل کر معنی دیتے ہیں، غیر مستقل کلمہ کہلاتے ہیں۔

غیر مستقل کلموں کے چار اقسام ہیں۔

1. حرف ربط 2. حرف عطف 3. حرف تخصیص 4. حرف فجائیہ

1. ان جملوں پر غور کیجئے۔

- سلیم اسکول میں ہے۔
- انس نے کتاب خریدی۔
- میز پر قلم ہے۔

ان جملوں میں خط کشیدہ لفظ ''میں''، ''نے'' اور ''پر'' ایسے الفاظ ہیں جن کے اپنے آپ میں کوئی معنی نہیں ہوتے ہیں بلکہ یہ دوسرے الفاظ کے ساتھ مل کر جملے میں معنی پیدا کرتے ہیں۔

ایسے الفاظ جو ایک لفظ کا تعلق دوسرے لفظ سے ظاہر کرتے ہیں انہیں حرف ربط کہتے ہیں۔

2. ان جملوں پر غور کیجئے۔

- شاداں اور شفا پڑھ رہی ہیں۔
- شہر میں امیر و غریب افراد موجود ہیں۔
- احمد آیا اور چلا گیا۔

پہلے جملے میں ''اور'' اور دوسرے جملے میں ''و'' کا استعمال دو اسموں کو ملانے کے لئے کیا گیا ہے جبکہ تیسرے جملے میں ''اور'' کا استعمال دو جملوں کو ملانے کے لئے کیا گیا ہے۔

ایسے حروف جو اسموں یا دو جملوں کو ملانے کے لئے استعمال ہوتے ہیں، اسے حروف عطف کہتے ہیں۔

3. ان جملوں پر غور کیجئے۔

- انس کل ہی آیا۔
- طیبہ بھی اسکول گئی ہے۔

پہلے جملے میں ''ہی'' اور دوسرے جملے میں ''بھی'' خصوصیت کے معنی ظاہر کر رہے ہیں۔

ایسے حروف جو کسی اسم یا ضمیر یا فعل کے ساتھ آتے ہیں ان میں خصوصیت کے معنی پیدا کرتے ہیں، حروف تخصیص کہلاتے ہیں۔

4. ان جملوں پر غور کیجئے۔

- سبحان اللہ! آپ نے کیا خوب کہا۔
- ارے بچو! ادھر آؤ۔
- افسوس! تم فیل ہو گئے۔

پہلے جملے میں ''سبحان اللہ!'' خوشی کے لئے اور دوسرے جملے میں ''ارے بچو!'' متوجہ کرنے کے لئے اور تیسرے جملے میں ''افسوس'' تاسف کے لئے استعمال ہوا ہے۔

وہ کلمے یا الفاظ جو دلی خوشی، رنج والم، ندا یا تحسین ونفرت کے اظہار کے لئے یکا یک زبان سے نکل جاتے ہیں حروف فجائیہ کہلاتے ہیں۔

مشق ان جملوں سے خط کشیدہ حروف کو جدول میں دیئے گئے مناسب عنوان کے نیچے لکھئے۔

- شاباش! تم نے اچھا کام کیا۔
- حامد اور محمود دونوں دوست ہیں۔
- احمد نے ہی انس سے کہا تھا۔
- بازار سے آم لاؤ۔
- سنو! ادھر آؤ۔
- تم کو بھی جانا ہے۔
- بجلی چمک رہی ہے لیکن بارش نہیں ہوئی۔
- درخت پر پھل لگے ہیں۔

حروف ربط	حروف عطف	حروف تخصیص	حروف فجائیہ

II. سمجھنا۔اظہار خیال کرنا

رباعی پڑھ کر صحیح جواب کا انتخاب کر کے خالی جگہوں کو پر کیجئے۔

گپ شپ کی عادت سے عبادت بہتر
سب عادتوں سے یہی عادت بہتر
ہوتی ہے جس انجمن سے بربادیٔ وقت
اس انجمن آرائی سے خلوت بہتر

1. عبادت _____ سے بہتر ہے۔ (بیکار باتوں سے/کارآمد باتوں سے)
2. بہتر عادت _____ ہے۔ (بڑی انجمن میں رہنا/تنہائی اختیار کرنا)

3 اس انجمن کو ترک کرنا چاہیے _____ (جس سے علم میں اضافہ ہو/جس سے وقت کی بربادی ہو)

4. انجمن آرائی کا مطلب _____ (محفل جمانا/محفل برخواست کرنا)

III. اظہار مافی الضمیر/تخلیقی اظہار

(الف) حسب ذیل سوالوں کے جواب چار تا پانچ جملوں میں لکھئے۔

1. شاعر خدا سے شاہوں کو ہی بحر و بر نصیب ہونے کیوں کہہ رہا ہے؟
2. تعلیم سے جاہل کی جہالت نہ گئی : نادان کو الٹا بھی تو ناداں ہی رہا

شاعر اس شعر میں کیا کہنا چاہتا ہے؟

3. میلے کپڑے دھونے سے شاعر کی کیا مراد ہے؟
4. امجد حیدر آبادی کی شاعری خصوصیات بیان کریں۔

(ب) حسب ذیل سوالوں کے جواب دس تا بارہ جملوں میں لکھئے۔

1. اتفاق میں کامیابی ہے اور نا اتفاقی میں ناکامی و تباہی، وضاحت کریں۔
2. شاعر نے رباعی میں اللہ کی حمد و ثنا بیان کی ہے۔ آپ کس طرح اللہ کی حمد و ثنا کرتے ہیں۔ اپنے الفاظ میں لکھئے۔

IV. تخلیقی اظہار/توصیف

1. تعلیم کی اہمیت کو اجاگر کرنے والے پانچ نعرے خود سے تحریر کیجئے۔
2. آپ کے دوست نے اپنے محلّہ میں اتحاد و یکجہتی قائم رکھنے کے لیے اپنی زندگی داؤ پر لگا دی، اس کی توصیف بیان کرتے ہوئے ایک خط لکھئے۔

نثری انتخاب

دین کی اصل عقل، عقل کی اصل علم، اور علم کی اصل صبر ہے۔
لہٰذا صبر کا دامن ہاتھ سے کبھی نہ چھوڑو۔
شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

میں کن استعدادوں کا حامل ہوا (خود کی جانچ)

1. مختلف الفاظ کے معنی، ضد اور جمع بنا سکتا ہوں/سکتی ہوں۔	ہاں / نہیں
2. مرکب الفاظ کو جملوں میں استعمال کر سکتا ہوں/کر سکتی ہوں۔	ہاں / نہیں
3. غیر مستقل کلموں کے اقسام کی شناخت کر سکتا ہوں/کر سکتی ہوں۔	ہاں / نہیں
4. دیے گئے سوالوں کے مختصر جواب لکھ سکتا ہوں/سکتی ہوں۔	ہاں / نہیں
5. طویل جوابی سوالوں کے موثر انداز میں جواب لکھ سکتا ہوں/سکتی ہوں۔	ہاں / نہیں
6. توصیفی خط لکھ سکتا ہوں/سکتی ہوں۔	ہاں / نہیں
7. دیے گئے عنوان پر مضمون لکھ سکتا ہوں/سکتی ہوں۔	ہاں / نہیں

فرہنگ

لفظ	۔	معنی
خطا	۔	غلطی، گناہ، جرم
نادانی	۔	بے وقوفی
ہٹ	۔	ضد، اصرار، اڑ
بے خرد	۔	ناسمجھ، بے وقوف
ہم صحبت	۔	ساتھی، پاس رہنے، بیٹھنے والا
پشیمان	۔	شرمندہ، نادم

دل شاد	۔	خوش
گھاؤ	۔	گہرا زخم
عطا	۔	انعام، بخشش
بحر و بر	۔	تری و خشکی، تمام دنیا
تحصیل	۔	حاصل کرنا، جمع کرنا
نانِ خشک	۔	سوکھی روٹی
چشم تر	۔	رونے والی آنکھ
اہل ہمم	۔	ہمت والے
طغیانی	۔	حد سے بڑھنا، سیلاب، بغاوت
پانی سر سے اونچا ہونا	۔	سخت مشکل نازل ہونا، کسی بات کی انتہا ہونا
ہنر	۔	فن، کام، خوبی
ہمم	۔	ہمت کی جمع
گوہر	۔	موتی، قیمتی پتھر

12 قصہ خواجہ حسن رسن فروش کا

احسان الحق

حصول طلب استعدادیں۔اکتسابی نتائج

اس سبق کی تکمیل کے بعد آپ حسب ذیل استعدادوں میں اکتسابی نتائج حاصل کر سکتے ہیں۔

I۔زبان شناسی

الف) لفظیات: کلیدی الفاظ، نامعلوم الفاظ کے معنی جاننے اور روزمرہ زندگی میں استعمال کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔ واحد اور جمع بنانے کے قابل ہو سکتے ہیں۔

ب) قواعد : مفرد اور مرکب الفاظ' سابقے اور لاحقے کی نشاندہی کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔

II۔سمجھنا اظہار خیال کرنا:

الف) امداد باہمی اور ایک دوسرے پر بھروسہ کرنے کی اہمیت کو سمجھ کر اس پر رائے دینے کے قابل ہو سکتے ہیں۔

ب) دیا گیا متن پڑھ کر سوالات کے جوابات دینے کے قابل ہو سکتے ہیں۔

III۔اظہار مافی الضمیر۔تخلیقی اظہار

الف) مصنف اطہر پرویز کے بارے میں لکھنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔

ب) کرداروں کی کیفیت، ان کے جذبات واحساسات کو قلم بند کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔

ج) کہانی کو سمجھ کر دیے گئے سوالوں کے مناسب الفاظ میں مختصر وطویل جواب لکھنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔

د) اپنے پسندیدہ واقعات، کہانی، قصہ کو اپنے الفاظ میں قلمبند کرنے کے اہل ہو سکتے ہیں۔

طلباء کے لیے ہدایات

1. سبق کا مطالعہ کیجیے۔جن الفاظ کے معنی آپ نہ جانتے ہوں ان کے نیچے خط کھینچیے۔
2. خط کشیدہ الفاظ کے معنی کتاب کی فرہنگ یا لغت دیکھ کر معلوم کیجیے۔
3. سبق کو دوبارہ پڑھ کر سمجھنے کی کوشش کیجیے۔
4. اس سبق کے جو امور آپ کی سمجھ میں نہ آئے ہوں ان کے بارے میں آپ کے قرب وجوار میں موجود کسی معلم یا کسی تعلیمی مرکز کے معلم سے گفتگو کر کے معلومات حاصل کیجیے۔
5. باکس میں دیے گئے سوالات کے جواب سبق کا بغور مطالعہ کر کے لکھیے۔

سبق کی تمہید

سبق ''قصہ خواجہ حسن رسن فروش کا'' نثری صنف کہانی سے متعلق ہے۔کہانی کسی معاشرے کے افراد میں سنے سنائے جانے والے حالات و واقعات ہوتے ہیں جن میں فطرت، انسان اور ماحول کی دوسری تفصیلات سے متعلق روایتوں کو اخلاقی تعلیم وتربیت کی خاطر کہانی کے روپ میں بیان کیا جاتا ہے۔مختصر یہ کہ کہانی انسان کے ان کارناموں کی روداد ہے جن میں زندگی کے کسی نہ کسی پہلو کا ذکر موجود ہوتا ہے۔''خواجہ حسن رسن فروش کا قصہ'' اطہر پرویز کی کتاب'' ایک نائی اور رنگ ساز کا قصہ'' سے لیا گیا ہے۔

سبق کا پس منظر/مقصد

یوں تو انسانی زندگی کا دارومدار تقدیر اور تدبیر پر ہوتا ہے لیکن انسانی زندگی میں اکثر اوقات تدبیر کے مقابلے میں تقدیر کا پلڑا بھاری دکھائی دیتا ہے۔اس کا تجربہ ہر انسان کو اپنی زندگی میں اکثر و بیشتر ہوتا ہی رہتا ہے۔اس سبق میں اطہر پرویز نے خواجہ حسن رسن فروش کی تدبیروں کے مقابلے میں اس کی تقدیر کی کرشمہ سازی کو بہترین پیرائے میں قلمبند کیا ہے۔اس سبق کی تدریس کا مقصد طلباء کو اس بات سے واقف کروانا ہے کہ انسانی زندگی میں تدبیر کے ساتھ ساتھ تقدیر کا بھی بڑا دخل ہوتا ہے۔

مصنف کا تعارف



ولادت:
25 ستمبر
1905ء
الہ آباد

وفات:
17 مئی
1905ء
حیدرآباد

اطہر پرویز کا اصل نام محمد عثمان تھا۔تاہم وہ اپنے قلمی نام اطہر پرویز سے جانے جاتے ہیں۔ 25 ستمبر 1905ء کو الہ آباد میں پیدا ہوئے۔ان کے آباء واجداد کا تعلق سیہوارہ ضلع بجنور سے تھا۔جو 1857ء کے بعد الہ آباد میں بس گئے تھے۔اطہر پرویز ابتدائی تعلیم کے بعد علی گڑھ آ گئے۔مسلم یونیورسٹی سے 1945ء میں فارسی ادبیات میں ایم اے کیا۔1950ء میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی جامعہ ملیہ اسلامیہ کے مکتبہ جامعہ سے منسلک ہو گئے۔جہاں پہلے جنرل ایجوکیشن سنٹر سے منسلک رہے اور بعد میں شعبۂ اردو میں تقرر ہوا۔وہ بچوں کے رسالے ''پیام تعلیم'' کے مدیر بھی رہے۔

انھوں نے کئی کتابیں تصنیف کیں۔ان کا اسلوب بے حد شگفتہ، رواں اور بالکل منفرد تھا۔ان کی کتاب ''علی گڑھ سے علی گڑھ تک'' بہت مشہور و مقبول ہوئی۔فسانہ عجائب، اردو کے تیرہ افسانے، پریم چند کے منتخب افسانے، ان کی تنقیدی نظر کا ثبوت فراہم کرتی ہیں۔ان کا تحریر کردہ ڈرامہ 'محلے کی ہولی' میں ہندوستان کی گنگا جمنی تہذیب کی بہترین عکاسی کی گئی ہے۔

اطہر پرویز آخری وقت تک تصنیف و تالیف میں مشغول رہے۔ان کا انتقال 1984ء میں ہوا۔



ہارون رشید: کل رات میں نے تم کو پل کے پاس بڑی فیاضی سے خیرات کرتے دیکھا۔ تمہاری زندگی میں ضرور کوئی ایسا واقعہ پیش آیا ہے جس نے تم کو اتنا مخیّر کر دیا۔

خواجہ حسن رسن فروش: امیر المومنین! میرا نام خواجہ حسن ہے۔ میرے باپ دادا رسّی بٹنے اور بیچنے کا کام کرتے ہیں میں بھی یہی کام کرتا ہوں۔ میں کسی نہ کسی طرح اپنے بچوں کا پیٹ پالتا اور بڑی تنگی سے گزر بسر کرتا تھا۔ لیکن ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرتا تھا۔

ایک روز میں اپنی دکان میں بیٹھا رسّیوں کو لپیٹ رہا تھا کہ شہر کے دو دولت مند حضرات میری دکان میں داخل ہوئے۔ یہ دونوں ایک دوسرے سے بحث کر رہے تھے کہ انسان جو کچھ حاصل کرتا ہے وہ تدبیر سے حاصل کرتا ہے۔ دوسرے نے کہا میں تو تقدیر کا قائل ہوں۔ میں اتنا تو جانتا ہوں کہ ہر آدمی اپنی تقدیر کے سامنے بے بس ہوتا ہے۔ ایک نے کہا کیوں نہ ہم اپنی بات کا تجربہ کریں اور اس کے لیے کسی غریب آدمی کو ڈھونڈیں۔ کچھ روپیہ اسے دے دیں اور پھر دیکھیں کہ وہ اپنی تقدیر اپنے ہاتھوں سے بناتا ہے یا نہیں۔ یہ دونوں سعد اور سعدی تھے۔

سعد: اے حسن! میں جانتا ہوں کہ تمہارے بال بچے ہیں اور تم بڑی مشکل سے زندگی گزار رہے ہو، اس کام میں تم کو جو کچھ ملتا ہے، تمہارا خرچ اس سے زیادہ ہے۔ چنانچہ تمہارا کاروبار بڑھ نہیں پاتا۔ میں تمہیں سونے کے دو سو دینار دیتا ہوں۔ تم اسے لے لو اور اپنے کاروبار کو خوب بڑھاؤ۔ مجھے یقین ہے کہ تمہارا کاروبار خوب ترقی کرے گا۔

یہ بات سن کر میں خوش ہو گیا۔ میں نے ان دونوں حضرات کو دعا دی اور یہ رقم قبول کر لی اور ان سے کہا ''میں اتنی بڑی رقم سے اپنے کاروبار کو اتنا بڑھاؤں گا کہ ایک دن میرا کاروبار بہت ترقی کرے گا۔

سعد کو میری بات کا اطمینان ہو گیا اور اس نے سونے کے دو سو دینار کی تھیلی میرے حوالے کر دی۔ میں نے ان بہت بہت شکریہ ادا کیا۔ میں نے سوچا کہ میں اتنی رقم کہاں رکھوں۔ میرا گھر تو اتنا بڑا نہیں۔ میں نے اس

میں سے دس دینار تو خرچ کے لیے نکال لیے اور ایک سو نوے دینار اپنی پگڑی میں باندھ لیے۔ پھر سوچنے لگا کہ برسوں گزر گئے میں نے اور میرے بال بچوں نے گوشت کی شکل نہیں دیکھی۔ کیوں نہ آج بھیڑ کا گوشت کھایا جائے۔ چنانچہ میں نے بازار سے ایک بھیڑ کی ٹانگ خریدی۔ ابھی اسے لے کر چلا ہی تھا کہ اتنے میں ایک چیل نے زور سے جھپٹا مارا، بھیڑ کی ٹانگ منہ میں دبائی اور میری پگڑی پنجوں میں پکڑ کر اڑ گئی۔ میں دیکھتا رہ گیا۔ راستہ چلنے والوں نے بہت شور مچایا۔ لیکن ذرا سی دیر میں چیل یہ جا وہ جا، نظروں سے اوجھل ہوگئی۔ میں روتا پیٹتا رہ گیا۔

آپ نے کیا سمجھا؟

1. سعد اور سعدی خواجہ حسن رسن فروش کی مدد کیوں کرنا چاہتے تھے؟
2. سعد نے جو دو سو دینار خواجہ حسن رسن فروش کو دیے تھے ان کا کیا حال ہوا؟

II

دس مہینے گزر گئے کہ ایک دن سعد اور سعدی دکان میں داخل ہوئے۔

سعد: ارے بھائی حسن! کیا معاملہ ہے تم واقعی اسی حال میں ہو۔ ہم نے تو سمجھا کہ تم نے بہت ترقی کی ہوگی۔ آخر قصہ کیا ہے؟

میں نے کہا ''میرے آقا! میں کیا عرض کروں کہ تقدیر نے میرے ساتھ کیا کھیل کھیلا۔ یہ کہہ کر میں نے سارا قصہ سنایا۔

سعدی: مجھے تمہاری بات کا یقین نہیں آتا۔ بھلا چیل بھی اس طرح روپے لے کر اڑ سکتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ تم نے سب دینار عیش و عشرت میں ختم کر دیے۔ خیر مایوس نہیں ہوں۔ ایک موقع اور دیتا ہوں۔ یہ کہہ کر اس نے مجھے پھر دو سو دینار دیے اور بولا ''اب اسے پگڑی میں مت رکھنا''

اس بار میں نے کسی کو یہ راز نہیں بتایا۔ جیسے ہی بیوی بچے باہر گئے میں نے یہ تھیلی ایک مٹکی میں چھپا دی۔ صرف دس دینار سن خریدنے کے لیے نکالے اور بازار چلا گیا۔ میرے جاتے ہی ایک آدمی سر دھونے کی کھل بیچنے آیا۔ میری بیوی کے پاس پیسے تو تھے نہیں۔ اس نے اس بھوسی کی مٹکی کو دے کر اس آدمی سے کھل بدل لی۔ جب میں گھر آیا تو وہ مٹکی غائب تھی۔ میں نے بیوی سے پوچھا 'وہ مٹکی کہاں ہے؟' تو اس نے خوشی خوشی بتایا کہ وہ کھل کے بدلے میں اس بھوسی کی مٹکی کو بدل لیا۔ یہ سنتے ہی میں نے سر پیٹ لیا۔ میری بیوی کو اس بات پر غصہ آیا کہ میں نے اس پر بھروسہ کیوں نہیں کیا۔ یہ بات پہلے کیوں نہ بتائی ورنہ ایسا ہوتا ہی کیوں؟

مجھے ہمیشہ ان ہمدردوں کا خیال آ کر افسوس ہوتا کہ وہ آئیں گے تو ان کو کیا منہ دکھاؤں گا۔ اس بار وہ بہت دنوں بعد آئے۔

انھوں نے بڑے زور سے سلام کیا۔ میں نے سر اٹھا کر جواب دیا اور اپنی ساری بپتا سنائی۔ سعد نے کہا بھئی اب میں کیا کر سکتا ہوں۔ مجھ میں اور تجربہ کرنے کی ہمت نہیں ہے۔ البتہ یہ یقین ہے کہ یہ سب تقدیر کا کھیل ہے۔

سعدی نے کہا 'میرا دوست بہت دولت مند ہے جو اس نے چار سو دینار دے ڈالے۔ میں ایک سیسے کا سکہ ہی دے سکتا ہوں۔ میں



نے اسے لے کر اپنی جیب میں رکھ لیا۔

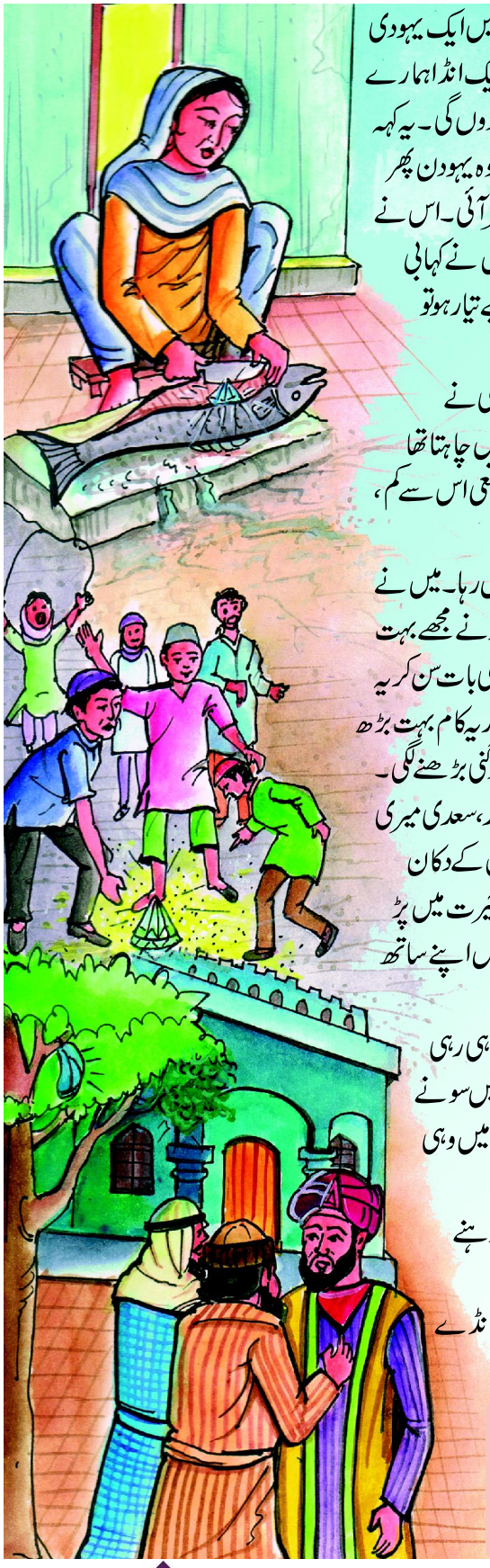
ابھی آدھی رات گزری تھی کہ پڑوسی مچھیرے کی بیوی نے ہمیں جگایا۔ دراصل مچھیرا شکار پر جا رہا تھا کہ جال کا ایک سکہ جو اس میں بندھا رہتا ہے کہیں گر گیا ہے۔ اس نے بہت تلاش کیا لیکن نہیں ملا۔ بازار میں دکانیں بند ہوگئی ہیں۔ پڑوسن کو جگا کر پوچھے کہ کوئی سیسے کا سکہ مل جائے تو میرا کام بن جائے۔ ورنہ آج مچھلی پکڑنے نہیں جا سکے گا۔ چنانچہ اس کی بیوی ہمارے یہاں آئی اور کہنے لگی ''میرے شوہر کو جال کے لیے ایک سیسے کے سکے کی ضرورت ہے تاکہ وہ شکار پر جائے۔ مجھے ایک دم اپنا وہ سیسہ کا سکہ یاد آیا۔ میں نے سوچا چلو پڑوسی کی مدد کے لیے یہ بہترین موقع ہے۔ یہ سکہ پا کر وہ بہت خوش ہوئی اور بولی ''اب پہلی مچھلی جال میں آئے گی وہ تمہیں لا کر دوں گی'' مچھیرے نے جو جال ڈالا تو سب سے پہلے ایک بڑی سی مچھلی جال میں آئی اس کے بعد بہت سی چھوٹی چھوٹی مچھلیاں پکڑیں۔ شام کو اس نے چھوٹی مچھلیاں تو بازار میں بیچ دیں۔ لیکن بڑی مچھلی لا کر حسن کو دی اور بولا ''بھائی حسن! یہ معمولی تحفہ قبول کرلو۔ تم نے میری بڑی مدد کی۔

آپ نے کیا سمجھا؟

1. سعدی کا خواجہ حسن رسن فروش کو ایک اور موقعہ دینے کی وجہ کیا تھی؟
2. خواجہ حسن رسن فروش نے مچھیرے کی مدد کیا سوچ کر کی تھی؟

III

حسن کی بیوی نے مچھلی کا پیٹ کاٹا تو اس میں سے ایک چمکتی ہوئی چیز نکلی۔ یہ انڈے کے برابر تھی۔ ہم نے اسے بچوں کو دے دیا۔ رات کو کھانا کھانے کے بعد کمرے میں دیکھا کہ اس چیز سے روشنی خوب ہو رہی ہے۔ میں نے بیوی سے کہا دیکھو سعدی کے سکے سے فائدہ ہوا کہ اب ہمارا تیل کا خرچ بچ گیا۔



اس عجیب وغریب چراغ کا حال سارے محلے کو معلوم ہو گیا۔ پڑوس میں ایک یہودی جوہری رہتا ہے۔ اس بیوی نے اس انڈے کو دیکھا تو خوش ہو کر بولی بی بی ایک انڈا ہمارے پاس موجود ہے ایک اور ہو تو جوڑ ہو جائے گا۔ میں اس کے بدلے دس دینار دوں گی۔ یہ کہہ وہ چلی گئی۔ میں سمجھ گیا کہ یہ کوئی قیمتی چیز ہے۔ میں نے بیوی سے کہا ''دیکھو وہ یہودن پھر آئے گی۔ لیکن تم مجھے پوچھے بغیر اسے مت بیچنا۔ وہ یہودن شام کو دوبارہ گھر آئی۔ اس نے بیس دینار دینا چاہا، ہم نہ مانے تو تب پچاس اور سو دینار پر بھی تیار ہو گئی۔ میں نے کہا بی پڑوسن! تم نہیں جانتی یہ کتنی قیمتی چیز ہے اگر تم اس کے ایک لاکھ دینار کے لیے تیار ہو تو لے سکتی ہو۔ میں اس سے ایک پیسہ کم نہ لوں گا۔

اب تو مجھے یقین ہو گیا کہ واقعی یہ کوئی قیمتی چیز ہے۔ یہ سوچ رہا تھا کہ یہودی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے اسے اندر بلایا۔ میں نے کہا بھائی میں اسے بیچنا نہیں چاہتا تھا دراصل غلطی سے میری زبان سے اس کی قیمت نکل گئی۔ یہودی سمجھ گیا کہ واقعی اس سے کم، میں نہ بیچوں گا۔ اچھا لاؤ تمہاری ضد ہے تو یہی سہی۔

اب تو میں لکھ پتی ہو چکا تھا اور اتنی دولت دیکھ کر میری خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں رہا۔ میں نے جتنے رسّی بنانے والے تھے ان سب کا ایک جلسہ کیا اور کہا ''میرے بھائیو! اللہ نے مجھے بہت دولت دی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم سب کو میری ذات سے فائدہ پہنچے۔ میری بات سن کر یہ سب لوگ بہت خوش ہوئے اور یہ سب میرا کام کرنے لگے۔ چند روز کے اندر یہ کام بہت بڑھ گیا۔ رسّی بانٹنے والے بھی خوش حال ہو گئے۔ میری دولت دن دوگنی رات چوگنی بڑھنے لگی۔

اس کے بعد میں شاندار مکان بنایا۔ ایک شاندار دکان کھولی۔ ایک دن سعد، سعدی میری پرانی دکان پہنچے۔ ان دنوں وہ بند تھی۔ وہ سمجھے کہ میں مر گیا ہوں۔ لیکن پڑوس کے دکان داروں نے بتایا کہ میں اب بغداد کے دولت مند دکانداروں میں ہوں۔ وہ حیرت میں پڑ گئے اور سیدھے میرے نئے مکان میں آئے۔ میں ننگے پاؤں دوڑا آیا۔ انہیں اپنے ساتھ لے آیا اور ساری داستان سنائی۔

سعدی نے کہا دیکھا میرے دوست یہ ہیں تقدیر کے کھیل۔ ابھی باتیں چل ہی رہی تھیں کہ نئے گھر کے پیڑ پر چیل کے گھونسلے سے وہی پگڑی برآمد ہوئی جس میں سونے کے سکے تھے۔ اصطبل سے اطلاع ملی کہ بھوسی کے لیے جو مٹکا لایا گیا تھا اس میں وہی سونے کے سکے ملے۔ یہ دیکھ کر سعد اور سعدی خوش ہوئے۔

اور انھیں یقین ہوا کہ حسن نے ان سے سچ کہا تھا۔ تینوں دوستوں کی طرح رہنے لگے۔ اس دن سے وہ پل پر جا کر روزانہ خیرات کرتا تھا۔

خلیفہ ہارون رشید یہ سن کر بہت خوش ہوا۔ اور اسے بتایا کہ جس دن تم نے وہ انڈے جیسی چیز بیچی تھی، اسی دن میں نے خرید لی۔

آپ نے کیا سمجھا؟

1. حسن کو کب اندازہ ہوا کہ یہ انڈا کوئی قیمتی چیز ہے؟
2. سارے رسّی بٹنے والے خوش حال ہو گئے۔ کیسے؟

آیئے لسانی استعدادیں حاصل کریں

I. زبان شناسی

لفظیات

(A) ذیل میں دیئے گئے جملوں کو پڑھ کر خط کشیدہ لفظ کے صحیح معنی منتخب کر کے قوسین میں لکھیے۔

1. حاتم طائی کی فیاضی مشہور ہے۔ ( )

A) مہمان نوازی B) رحم دلی C) سخاوت D) نیک دلی

2. انسان کو اپنی غلطی پر قائل ہونا چاہیے۔ ( )

A) اڑے رہنا B) متوجہ کرنا C) فخر کرنا D) تسلیم کرنا

3. ہیرے کی قدر جوہری ہی جانتا ہے۔ ( )

A) جواہرات کا سوداگر B) کپڑوں کا تاجر C) جوکا تاجر D) میوہ فروش

4. ماں باپ بچوں کی بپتا سن کر انہیں ہمت اور تسلی دیتے ہیں۔ ( )

A) اوصاف B) دکھ، درد C) قصہ D) کامیابی

(B) ذیل میں دیے گئے جملوں میں خط کشیدہ الفاظ کے واحد/جمع کا انتخاب کیجیے۔

1. میں نے فیس کی رقم اسکول میں جمع کروادی۔ ( )

A) ارقم B) ارقام C) رقمیں D) رقوم

2. میں نے آج ایک عجیب پرندہ دیکھا۔ ( )

A) غضب B) اعجاب C) عجائب D) عجائبات

3. تحائف لینے اور دینے سے رشتے پروان چڑھتے ہیں۔ ( )

A) تمغہ B) تحفہ C) تختہ D) طمانچہ

4. اسلامی سلطنت کے حکمران خلفاء کہلاتے ہیں۔ ( )

A) خلیفہ B) خلق C) خلف D) خلاف

5. امیر لوگوں کو چاہیے کہ ہمیشہ وہ غریب لوگوں کا خیال رکھے۔ ( )

A) غریبوں B) قرباء C) قریب D) غرباء

قواعد

الف) ان الفاظ پر غور کیجئے۔

☆ قلم ☆ کتاب ☆ لڑکا ☆ سورج ☆ انار

مذکورہ بالا الفاظ ایک ہی لفظ سے بنے ہیں یعنی ان میں دوسرا لفظ شامل نہیں ہے اس طرح یہ تمام الفاظ مفرد ہیں۔

مفرد لفظ : بامعنی واحد لفظ کو مفرد لفظ کہتے ہیں۔

مشق-1

کوئی دس مفرد الفاظ لکھئے۔

---------- ---------- ---------- ---------- ----------

---------- ---------- ---------- ---------- ----------

ب) ان الفاظ پر غور کیجئے۔

☆ غم خوار ☆ گل دان ☆ کتب خانہ ☆ چوہے دان ☆ خوش مزاج

اوپر کے تمام الفاظ دو لفظوں سے مرکب ہیں اور دونوں الفاظ مل کر ایک ہی معنی دے رہے ہیں۔ اس لیے انہیں مرکب لفظ کہا جاتا ہے۔

مرکب لفظ: دو لفظوں کا بامعنی مجموعہ مرکب لفظ کہلاتا ہے۔

مشق-2

کوئی دس مرکب الفاظ لکھئے۔

---------- ---------- ---------- ---------- ----------

---------- ---------- ---------- ---------- ----------

مشق-3

دیئے گئے الفاظ میں سے مفرد اور مرکب الفاظ کو جدول میں مناسب عنوان کے تحت لکھیے۔

استاد، غارحرا، ہم درد، گھر، علم و عمل، پانی، نورنظر، شام، راہ حق، غریب

مفرد الفاظ					
مرکب الفاظ					

مشق-4 دیئے گئے مرکب الفاظ کی مدد سے جملے مکمل کیجیے۔

(صبح سویرے۔ خوش مزاج۔ خوب صورت۔ رہن سہن۔ دن رات۔)

(1) گاؤں اور شہر کا.....مختلف ہوتا ہے۔

(2) احمد.....محنت کرتا ہے۔

(3) .....چہل قدمی کرنا اچھی عادت ہے۔

(4) .....لوگ ہر دل عزیز ہوتے ہیں۔

(5) واہ! کتنے ..... مناظر ہیں۔

مشق-5 ذیل کے جملوں میں مرکب الفاظ کی نشاندہی کیجیے اور قوسین میں لکھیے۔

(1) آپ ﷺ نے ہمیشہ سادہ زندگی بسر کی۔ ( )

(2) تاج محل خوب صورت عمارت ہے۔ ( )

(3) دانش خوش قسمت لڑکا ہے۔ ( )

(4) اس کے چال چلن ٹھیک نہیں ہیں۔ ( )

(5) احمد دریا دل انسان ہے۔ ( )

(6) یہ دواخانہ بہت مشہور ہے۔ ( )

(7) بادشاہ بہت نیک اور انصاف پسند تھا۔ ( )

مشق-6 ذیل کی عبارت میں مفرد اور مرکب الفاظ تلاش کیجیے اور خانوں میں لکھیے۔

خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ مکہ میں پیدا ہوئے۔ آپ بچپن ہی سے عمدہ اخلاق، اچھے عادات اور نرم دلی کی وجہ سے لوگوں میں مقبول تھے۔ دولت مند ہونے کی وجہ سے غریبوں اور محتاجوں کی مدد کرتے تھے۔ اہل مکہ آپ کی دیانت داری، راست بازی اور امانت داری کے قائل تھے۔ آپ کپڑے کی تجارت کیا کرتے تھے۔

مفرد الفاظ						
مرکب الفاظ						

ج) ان الفاظ پر غور کیجئے۔

زیر + تعلیم = زیر تعلیم

زیر + اثر = زیر اثر

مذکورہ بالا مثالوں میں خط کشیدہ لفظ ''جز'' ہے جسے سابقہ کہتے ہیں۔ان دونوں مرکب لفظوں میں ''تعلیم'' اور ''اثر'' سے پہلے ''زیر'' کو جوڑ کر ایک بامعنی مرکب لفظ بنایا گیا۔

سابقہ: کسی لفظ کے شروع میں جز جوڑ کر ایک خاص معنی پیدا کرنے والے جز کو ''سابقہ'' کہا جاتا ہے۔

مشق -7 دیئے گئے تمام جز کو مختلف الفاظ کے شروع میں جوڑ کر ہر ایک کے پانچ پانچ مرکب الفاظ لکھئے۔

1. اہل : _____ _____ _____ _____ _____
2. صاحب : _____ _____ _____ _____ _____
3. غیر : _____ _____ _____ _____ _____
4. لا : _____ _____ _____ _____ _____
5. بے : _____ _____ _____ _____ _____

د) ان الفاظ پر غور کیجئے۔

دولت + مند = دولت مند

فکر + مند = فکر مند

مذکورہ بالا مثالوں میں خط کشیدہ الفاظ لاحقے ہیں۔ان دونوں مرکب لفظوں میں ''دولت'' اور ''فکر'' کے بعد ''مند'' کو جوڑ کر ایک بامعنی لفظ بنایا گیا ہے۔

لاحقہ : کسی لفظ کے بعد لفظ سے جوڑ کر ایک خاص معنی پیدا کرنے والے جز کو ''لاحقہ'' کہا جاتا ہے۔

مشق-8 دیئے گئے تمام جز کو مختلف الفاظ کے آخر میں جوڑ کر ہر ایک کے پانچ پانچ مرکب الفاظ لکھیے۔

1. ناک : _____ _____ _____ _____ _____
2. فروش : _____ _____ _____ _____ _____
3. گار : _____ _____ _____ _____ _____
4. نویسی : _____ _____ _____ _____ _____
5. دار : _____ _____ _____ _____ _____

مشق-9 ذیل کے جملوں میں سابقے اور لاحقے تلاش کیجیے اور قوسین میں لکھیے۔

(1) اللہ تعالیٰ ہی سب سے بڑا کارساز ہے۔ ( )

(2) بے چارہ احمد بڑا بدنصیب تھا۔ ( )

(3) وہ لڑکی بہت خوب صورت تھی۔ ( )

(4) دانش کا گھرانہ بڑا خوش حال ہے۔ ( )

(5) اس کے گھر کا دیوان خانہ بہت بڑا ہے۔ ( )

(6) ایاز بڑا نیک دل اور باادب وزیر تھا۔ ( )

(7) انور عقل مند اور وفادار نوکر ہے۔ ( )

(8) تاج محل ایک شان دار عمارت ہے۔ ( )

مشق-10 خالی جگہوں کے لیے مناسب سابقہ/لاحقہ کا انتخاب کر کے قوسین میں لکھیے۔

1. گول گنبد۔۔۔۔۔۔مثال عمارت ہے۔ ( )

(A) با (B) بے (C) بیش (D) زیر

2. اے اللہ ہم گناہ۔۔۔۔ ہیں ہمارے گناہ معاف فرما۔ ( )

(A) ساز (B) گار (C) گاہ (D) ناک

3. موہن۔۔۔۔۔علاج بیماری میں مبتلا ہے۔ ( )

(A) بے (B) لا (C) با (D) نا

4. ہر انسان کے دل میں لاکھوں امیدیں جلوہ۔۔۔۔۔۔ہوتی ہیں۔ ( )

(A) ساز (B) گر (C) گاہ (D) ناک

5. شریف اپنے والدین کا اطاعت۔۔۔۔۔۔لڑکا ہے۔ ( )

(A) بردار (B) گزار (C) دار (D) گار

6. ریل کے حادثہ کا منظر بڑا خوف۔۔۔۔۔۔تھا۔ ( )

(A) ساز (B) دار (C) گاہ (D) ناک

7. وہ اکثر ۔۔۔۔۔حاضر رہتا ہے۔ ( )

(A) بے (B) در (C) لا (D) غیر

8. آپ ﷺ خطا ۔۔۔۔۔۔۔ کو معاف کر دیتے تھے۔ ( )

(A) نواز (B) دار (C) کار (D) نگار

9. ۔۔۔۔۔۔۔محفل اداس بیٹھے ہیں اب کوئی دلگی کی بات کرو ( )

(A) ہم (B) ذی (C) اہل (D) صاحب

10. وہ اکثر ۔۔۔۔۔حاضر رہتا ہے۔ ( )

(A) بے (B) در (C) لا (D) غیر

II. سمجھنا اور اظہار خیال کرنا

(الف) دیکھا متن

ذیل کی عبارت پڑھ کر ہاں/نہیں میں جواب دیجیے۔

اس بار میں نے کسی کو یہ راز نہیں بتایا۔ جیسے ہی بیوی بچے باہر گئے میں نے یہ تھیلی ایک مٹکی میں چھپادی۔ صرف دس دینار سن خریدنے کے لیے نکالے اور بازار چلا گیا۔ میرے جاتے ہی ایک آدمی سر دھونے کی کھل بیچنے آیا۔ میری بیوی کے پاس پیسے تو تھے نہیں۔ اس نے اس بھوسی کی مٹکی کو دے کر اس آدمی سے کھل بدل لی۔ جب میں گھر آیا تو وہ مٹکی غائب تھی۔ میں نے بیوی سے پوچھا 'وہ مٹکی کہاں ہے؟' تو اس نے خوشی خوشی بتایا کہ وہ کھل کے بدلے میں اس بھوسی کی مٹکی کو بدل لیا۔ یہ سنتے ہی میں نے سر پیٹ لیا۔ میری بیوی کو اس بات پر غصہ آیا کہ میں نے اس پر بھروسہ کیوں نہیں کیا۔ یہ بات پہلے کیوں نہ بتائی ورنہ ایسا ہوتا ہی کیوں؟

1۔ حسن نے دس دینار مٹکی میں چھپائے۔ (ہاں/نہیں)

2۔ حسن سر دھونے کی کھل بیچنے گیا۔ (ہاں/نہیں)

3۔ حسن کی بیوی نے مٹکے کے بدلے کھل خرید لی۔ (ہاں/نہیں)

4۔ مٹکی کے غائب ہونے پر حسن خوش ہو گیا۔ (ہاں/نہیں)

5۔ حسن کے بھروسہ نہ کرنے پر بیوی کو غصہ آ گیا۔ (ہاں/نہیں)

(ب) ان دیکھا متن

ذیل کی عبارت پڑھیے اور سوالوں کے جواب لکھیے۔

معاش ہر آدمی کی ایک ضروت ہے۔ ہر آدمی کو ہر حال میں اپنے لیے کمانا ہے۔ یہ ایک ایسی ذمہ داری ہے جس سے کسی حال مفر نہیں مگر کمانا آدمی کی ضرورت ہے نہ کہ آدمی کا مقصد۔

آدمی کو چاہیے کہ کمانے کو صرف ضرورت کا درجہ دے اور جہاں تک زندگی کے مقاصد کا معاملہ ہے وہ اعلیٰ تر اقدار کے حصول کو اپنا مقصد حیات بنائے۔ موجودہ معاشرہ میں یہ فرق بے حد مشکل ہو گیا ہے۔ صنعتی انقلاب کے بعد پیدا ہونے والے حالات نے دنیا کو اتنا پرکشش بنا دیا ہے کہ لوگ اس پر اس طرح ٹوٹ رہے ہیں جس طرح شمع کے اوپر 'پروانے'۔

کاش آج کے انسان کو یہ بتایا جا سکے کہ تمہاری اس روش کا انجام بھی یقینی طور پر وہی ہے جو شمع پر ٹوٹنے والے پروانے کا ہوتا ہے۔ یعنی وقتی راحت اور ابدی تباہی۔

1۔ کس ذمہ داری سے آدمی کو فرار ممکن نہیں؟

2۔ آدمی کی زندگی کا مقصد کیا ہونا چاہیے؟

3۔ صنعتی انقلاب کا اثر کیا ہوا؟

4۔ انسان کا انجام شمع پر ٹوٹنے والے پروانوں کی طرح کیوں ہوتا ہے؟

5۔ وقتی راحت اور ابدی تباہی سے کیا مراد ہے؟

III. اظہار مافی الضمیر و تخلیقی اظہار

خود لکھنا

(الف) مختصر جوابی سوالات

حسب ذیل سوالوں کے جواب چار یا پانچ جملوں میں لکھیے۔

1۔ سعد کا ماننا تھا کہ انسان جو کچھ حاصل کرتا ہے وہ تدبیر سے حاصل کرتا ہے، آپ اس بات سے کس حد تک متفق ہیں؟

2۔ سعد نے حسن رسن فروش کو ایک اور موقع کیوں دیا؟

3۔ حسن رسن فروش کی ذات سے دیگر رسی باٹنے والوں کو کس طرح فائدہ پہنچا؟

4۔ اس سبق کے مصنف اطہر پرویز کی طرز تحریر اور تصانیف کے بارے میں تفصیل سے لکھیے۔

(ب) طویل جوابی سوالات

حسب ذیل سوالوں کے جواب سوچ کر دس تا بارہ جملوں میں لکھیے۔

1. انسان کو کامیابی کے لیے تقدیر پر بھروسہ کرنا چاہیے یا مختلف تدابیر اختیار کرتے ہوئے جدوجہد جاری رکھنا چاہیے، وضاحت کے ساتھ بیان کریں۔
2. حسن رسن فروش کی زندگی میں سونے کے سکے نہیں بلکہ سیسے کے سکہ نے تبدیلی لائی، کیسے؟ وضاحت کے ساتھ لکھیے۔

تخلیقی اظہار

1. اخلاقی اقدار کو اجاگر کرنے والے چند نعرے لکھیے۔
2. آپ کے دوست نے اپنے ہمسایہ کی مشکل گھڑی میں معاشی مدد کی جس سے اس کے حالات بہتر ہو گئے۔ اپنے دوست کی توصیف بیان کرتے ہوئے ایک تقریر لکھیے۔

شعری انتخاب

تقدیر کا شکوہ بے معنی جینا ہی تجھے منظور نہیں
آپ اپنا مقدر بن نہ سکے ایسا تو کوئی مجبور نہیں
مجروح سلطان پوری

میں کن استعدادوں کا حامل ہوا (خود کی جانچ)

.1	میں الفاظ کے معنی کی شناخت کرسکتا ہوں اور اپنی گفتگو میں استعمال کرسکتا/کرسکتی ہوں۔	(ہاں / نہیں)
.2	واحد کے جمع اور جمع کے واحد بنا سکتا ہوں۔	(ہاں / نہیں)
.3	مفرد اور مرکب الفاظ، سابقے اور لاحقے کی نشاندہی کرسکتا ہوں/کرسکتی ہوں۔	(ہاں / نہیں)
.4	امداد باہمی کی اہمیت پر اپنی رائے دے سکتا ہوں/سکتی ہوں۔	(ہاں / نہیں)
.5	توصیفی کلمات و بیانات کو تقریری شکل دے سکتا ہوں/دے سکتی ہوں۔	(ہاں / نہیں)
.6	کسی بھی موضوع پر نعرے لکھ سکتا ہوں/لکھ سکتی ہوں۔	(ہاں / نہیں)
.7	پسندیدہ واقعات، کہانی کو اپنے الفاظ میں بیان کرسکتا ہوں/کرسکتی ہوں۔	(ہاں / نہیں)

فرہنگ

الفاظ ۔ معانی

قائل ہونا ۔ تسلیم کرنا

اوجھل ہونا ۔ غائب ہونا

رسن ۔ رسی

سر پیٹنا ۔ افسوس کرنا

بپتا ۔ مصیبت

13

میلے

جاوید اختر

حصول طلب استعدادیں۔اکتسابی نتائج

اس سبق کی تکمیل کے بعد آپ حسب ذیل استعدادوں میں اکتسابی نتائج حاصل کر سکتے ہیں۔

I. زبان شناسی:

الف) لفظیات: الفاظ کے معنیٰ واحد جمع سے واقف ہو سکتے ہیں اور جملوں میں استعمال کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔

ب) قواعد : مرکب اضافی وتوصیفی کی شناخت کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔

II. سمجھنا۔اظہار خیال کرنا :

الف) نظم پڑھ کر دی گئی عبارت کی خالی جگہوں کو پر کر سکتے ہیں۔

ب) نظم پڑھ کر معروضی سوالات کے صحیح جواب کو منتخب کر سکتے ہیں۔

III. اظہار مافی الضمیر

الف) جاوید اختر کی شاعری پر روشنی ڈالنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔

ب) سوالات کے جواب تجزیاتی طور پر لکھنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔

ج) نظم ”میلے“ کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔

د) نظم ”میلے“ کے مطلب/خلاصہ کی بنیاد پر کہانی لکھنے کے قابل بن سکتے ہیں۔

ھ) میلے کی نمایاں خصوصیات کو ظاہر کرنے والا ایک اشتہار تیار کرنے قابل ہو سکتے ہیں۔

طلباء کے لیے ہدایات

☆ سبق کا مطالعہ کیجیے اور جن الفاظ کے معنی نہ جانتے ہوں ان کو خط کشید کیجیے۔

☆ ان الفاظ کے معنی کتاب کی فرہنگ یا لغت دیکھ کر معلوم کیجیے۔

☆ سبق کا دوبارہ مطالعہ کیجیے اور اسے سمجھیے۔

☆ اس سبق کے جو امور آپ کی سمجھ میں آئے ہوں ان کے بارے میں آپ کے قرب وجوار میں موجود کسی معلم یا کسی تعلیمی مرکز کے معلم سے گفتگو کر کے معلومات حاصل کیجیے۔

☆ سبق کا بغور مطالعہ کر کے باکس میں دیئے گئے سوالات کے جواب تلاش کیجیے۔

سبق کی تمہید

آزاد نظم: آزاد نظم مغربی شاعری سے اردو میں آئی ہے اور یہ ہیئت اردو میں بے حد مقبول ہے۔

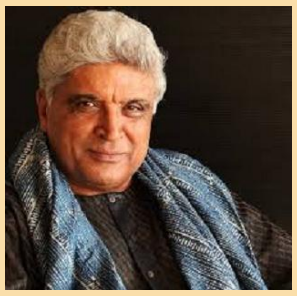
ایسی نظم جس میں نہ تو قافیے کی پابندی کی گئی ہو اور نہ بحر کے استعمال میں مروجہ اصولوں کا لحاظ رکھا گیا ہو بلکہ مصرعے چھوٹے بڑے ہوں'' آزاد نظم '' کہلاتی ہے۔اردو میں آزاد نظم کی ابتدا تصدق حسین خالد کی نظموں سے ہوئی۔آزاد نظم ''میلے'' جاوید اختر کے دوسرے شعری مجموعہ ''لاوا'' سے لی گئی ہے۔

سبق کا پس منظر/مقصد

زندگی تغیر و تبدل کا دوسرا نام ہے۔ دنیا کی ہر شئے وقت و حالات کے ساتھ بدلتی رہتی ہے۔انسان بھی اس سے مبرا نہیں ہے۔جو لوگ خود کو وقت کے مطابق ڈھال لیتے ہیں اور زندگی میں آنے والے تغیرات کو مثبت انداز میں قبول کرتے ہیں وہی خوشحال اور مطمئن زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ورنہ مایوسی و حودترسی کا شکار ہو کر اپنی شخصیت اور زندگی دونوں کو تباہ کر لیتے ہیں۔زندگی میں ہونے والے تغیرات و تبدیلیوں کو وقت و حالات کے مطابق اپنا لینے کی دعوت دینا ہی سبق ''میلے'' کی تدریس کا مقصد ہے۔

شاعر کا تعارف

جاوید اختر فلم اسکرپٹ رائٹر' نغمہ نگار' اور اردو کے ایک مشہور شاعر ہیں۔



جاوید اختر نام اور اخترؔ تخلص تھا۔17/جنوری 1945ء میں سیتاپور' گوالیار' اتر پردیش میں پیدا ہوے۔ایک علمی گھرانے میں ہرورش پائی اور ادب سے محبت انہیں گویا وراثت میں نصیب ہوئی۔ان کے دادا مضطرؔ خیر آبادی اردو کے مشہور شاعر گزرے ہیں۔ان کے والد جاں نثار اختر بھی اردو کے مشہور شاعر تھے تو اردو کے بلند قامت شاعر اسرار الحق مجازؔ ان کے ماموں تھے۔انہوں نے میٹرک کی تعلیم علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی سے حاصل کی اور اس کے بعد بھوپال کے صوفیہ کالج سے گریجویشن کیا اور اپنے خوابوں کو پورا کرنے کے لیے ممبئی کا رخ کیا۔ان کا بچپن ہی سے شاعری سے بہت گہرا رشتہ رہا ہے۔انہوں نے زندگی کے اتار چڑھاؤ بہت قریب سے دیکھے ہیں اس لیے ان کی شاعری میں زندگی کو بڑی شدت سے محسوس کیا جا سکتا ہے۔ان کے نظموں کی یہ خوبی رہی ہے کہ وہ اپنی بات بڑی آسانی سے دوسروں کو سمجھا دیتے ہیں۔

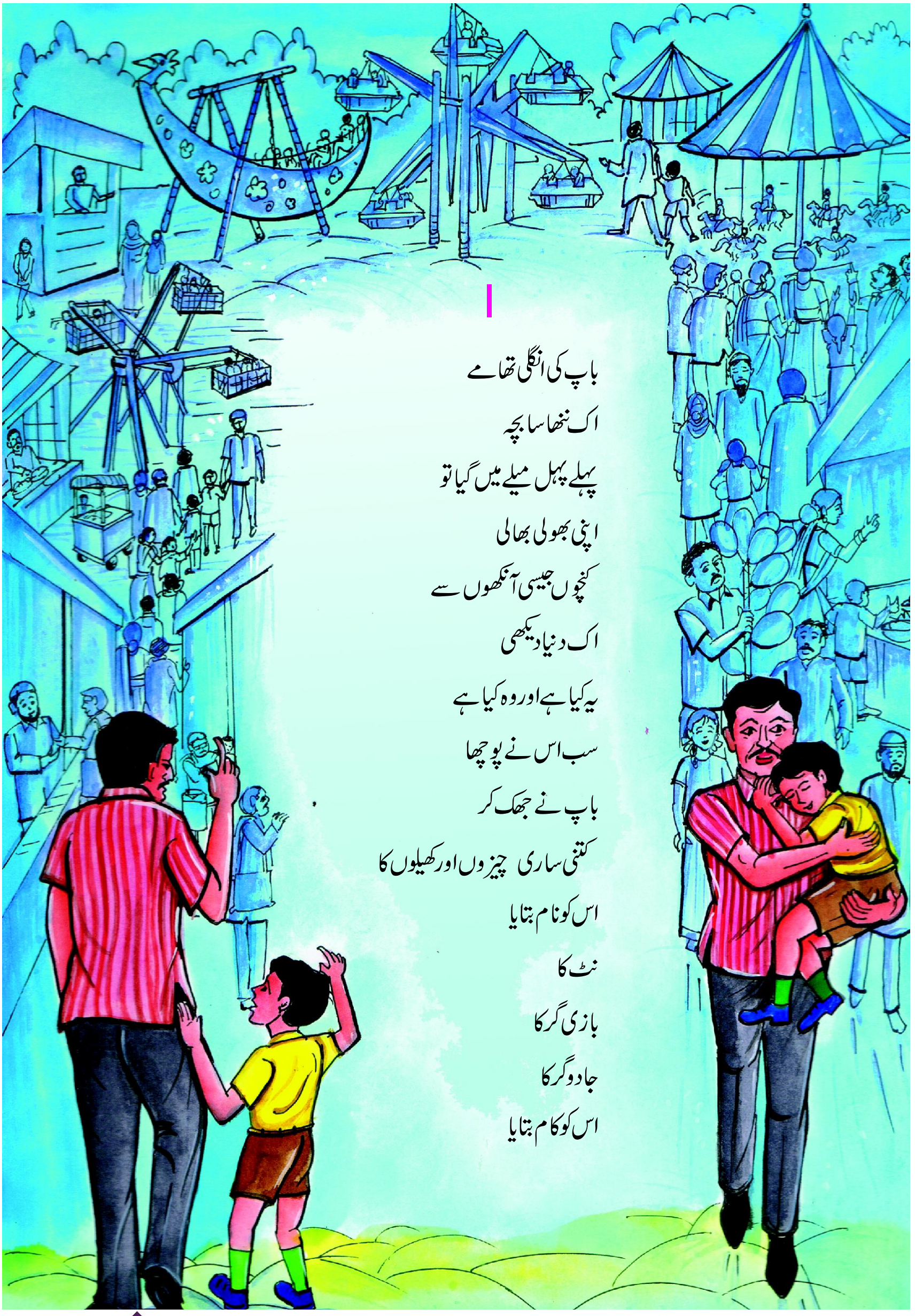
جاوید اختر نے غزلیں بھی کہی ہیں اور نظمیں بھی لیکن ان کا جادو نظموں میں چلا' جن میں سادگی' روانی اور اثر ہے۔

ان کی ادبی خدمات کے صلہ میں حکومت نے پدم شری اور پدما بھوشن کے خطاب سے نوازا۔ساہتیہ اکیڈمی ایوارڈ کے علاوہ کئی فلم فیئر ایوارڈ سے نوازے گئے ہیں۔

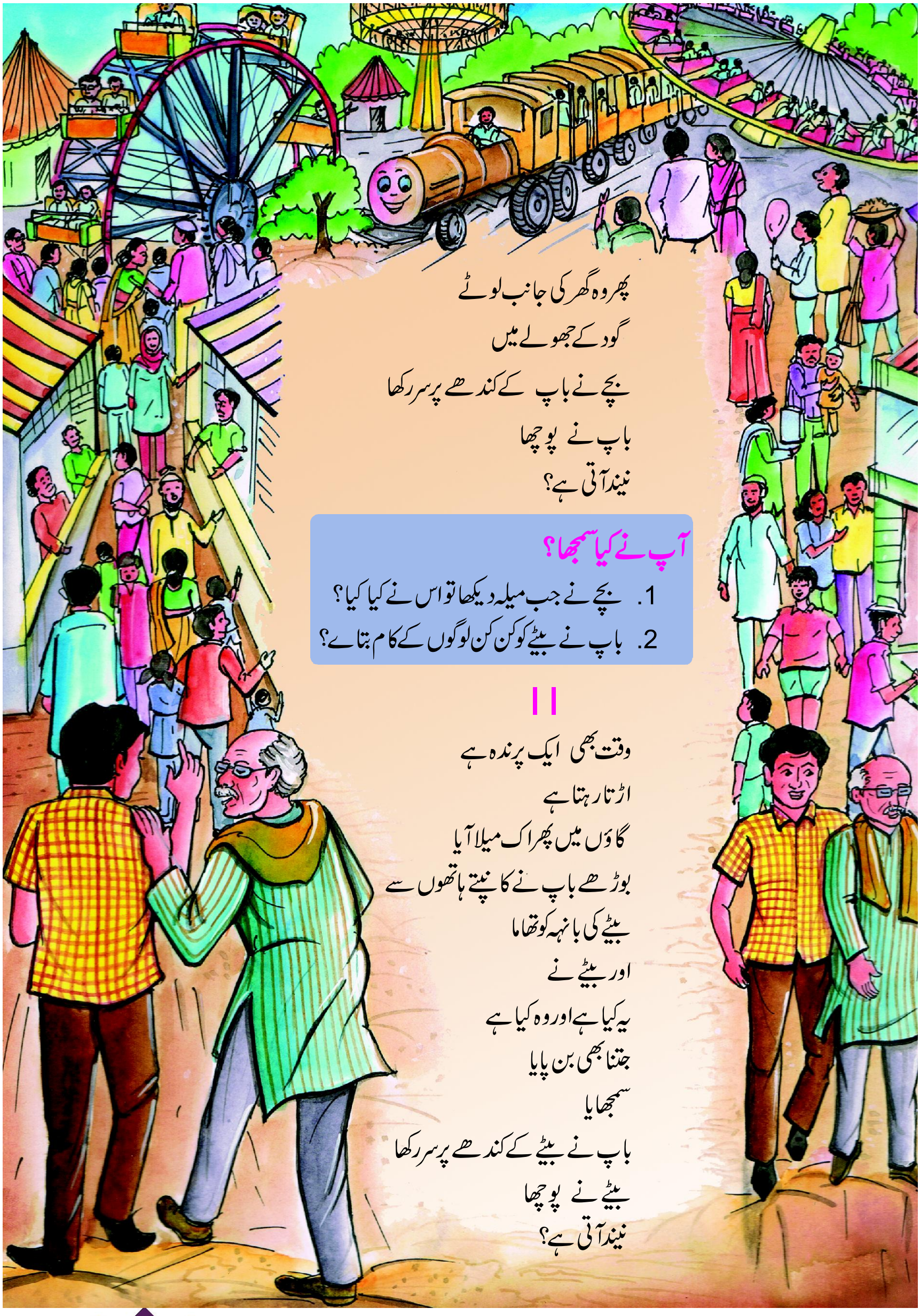
ان کا پہلا شعری مجموعہ ''ترکش'' ہے جو 1995 میں شائع ہوا اور دوسرا شعری مجموعہ ''لاوا'' ہے جو غزلوں اور نظموں پر مشتمل ہے۔

جاوید اختر کی اہمیت ان کی نظموں کی وجہ سے نمایاں ہے۔ان کی نظموں میں تجسس و تفکر کی مربوط کیفیت ملتی ہے جو اپنا لطف رکھتی ہے۔

وہ اپنے خیالات اور احساس کو عام فہم انداز میں پیش کرتے ہیں۔جاوید اختر جدید لب و لہجہ کے شاعر ہیں انہیں عالم گیر شہرت حاصل ہے۔



باپ کی انگلی تھامے
اک ننھا سا بچہ
پہلے پہل میلے میں گیا تو
اپنی بھولی بھالی
کنچوں جیسی آنکھوں سے
اک دنیا دیکھی
یہ کیا ہے اور وہ کیا ہے
سب اس نے پوچھا
باپ نے جھک کر
کتنی ساری چیزوں اور کھیلوں کا
اس کو نام بتایا
نٹ کا
بازی گر کا
جادوگر کا
اس کو کام بتایا



پھر وہ گھر کی جانب لوٹے
گود کے جھولے میں
بچے نے باپ کے کندھے پر سر رکھا
باپ نے پوچھا
نیند آتی ہے؟

آپ نے کیا سمجھا؟

1. بچے نے جب میلہ دیکھا تو اس نے کیا کیا؟
2. باپ نے بیٹے کو کن کن لوگوں کے کام بتائے؟

۱۱

وقت بھی ایک پرندہ ہے
اڑتا رہتا ہے
گاؤں میں پھر اک میلا آیا
بوڑھے باپ نے کانپتے ہاتھوں سے
بیٹے کی بانہہ کو تھاما
اور بیٹے نے
یہ کیا ہے اور وہ کیا ہے
جتنا بھی بن پایا
سمجھایا
باپ نے بیٹے کے کندھے پر سر رکھا
بیٹے نے پوچھا
نیند آتی ہے؟

باپ نے مڑ کے
یاد کی پگڈنڈی پر چلتے
بیتے ہوے
سب اچھے برے
اور کڑوے میٹھے
لمحوں کے پیروں سے اڑتی
دھول کو دیکھا
پھر
اپنے بیٹے کو دیکھا
ہونٹوں پر
اک ہلکی سی مسکان آئی
ہولے سے بولا
ہاں!
مجھ کو اب نیند آتی ہے۔

آپ نے کیا سمجھا؟

1. وقت کے بدلتے باپ کی حالت میں کیا تبدیلی آئی؟
2. باپ نے یاد کی پگڈنڈی پر چلتے ہوے کیا دیکھا؟

خلاصہ

جاوید اختر اردو کے ایک مشہور شاعر ہیں۔ وہ زبان و بیان پر پوری قدرت رکھتے ہیں۔ انہوں نے نظم میلے کو بڑے ہی پر لطف اور مکالماتی انداز میں پیش کیا ہے۔

اک ننھا سا بچہ اپنے باپ کی انگلی تھامے پہلی بار میلہ دیکھنے گیا تو وہاں اس نے اک نئی دنیا دیکھتا ہے۔ یہ کیا ہے اور وہ کیا ہے؟ ہر ایک چیز کے بارے میں اپنے باپ سے پوچھتا ہے۔ اس کا باپ جھک کر بڑے پیار سے اس کو تمام چیزوں اور کھیلوں کے نام بتاتا ہے۔

اور نٹ، بازی گر اور جادوگر کے کام کے بارے میں بتاتا ہے۔ اس کے بعد وہ اپنے گھر کی جانب لوٹتے ہیں۔ باپ نے بچے کو گود میں اٹھایا ہوا تھا۔ بچہ تھک چکا تھا۔ جب باپ کے کندھے پر سر رکھتا ہے تو اس کا باپ پوچھتا ہے کہ بیٹا'' نیند آتی ہے؟'' وقت کے گزرتے گاؤں میں پھر اک میلا آتا ہے تو بوڑھا باپ کانپتے ہاتھوں سے بیٹے کی بانہوں کو تھام کر میلہ دیکھنے جاتا ہے۔

اب کی بار میلے میں موجود چیزیں اور کھیل تماشے باپ کے لئے اجنبی تھے۔ ان کے بارے میں بیٹا اپنے بوڑھے باپ کو سمجھاتا ہے۔ میلہ دیکھنے کے بعد جب گھر کی طرف لوٹتے ہیں تو باپ بیٹے کے کندھے پر سر رکھتا ہے تو بیٹا پوچھتا ہے کہ ''نیند آتی ہے؟''

تب باپ اپنے ماضی کے یادوں میں کھو جاتا ہے اور بیتے ہوے سب اچھے برے اور کڑوے میٹھے لمحوں کے پیروں سے اڑتی ہوئی دھول کو دیکھ کر جب اپنے بیٹے کی طرف دیکھتا ہے تو اس کے ہونٹوں پر اک ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوتی ہے اور وہ آہستہ سے کہتا ہے۔ ہاں! مجھ کو اب نیند آتی ہے۔

آیئے لسانی استعدادیں حاصل کریں

I. زبان شناسی

لفظیات

الف) خط کشیدہ الفاظ کے صحیح معنی کی نشاندہی کیجیے اور قوسین میں لکھیے۔

1. بچہ باپ کی انگلی تھام کر چلنے لگا۔ ( )

(A) ہاتھ سے پکڑ کر (B) چھوڑ کر (C) جھٹک کر (D) چھو کر

2. موہن ایک معمولی بازی گر تھا۔ ( )

(A) ظلم کرنے والا (B) ہنسانے والا (C) مدد کرنے والا (D) تماشا دکھانے والا

3. مجھے اس گاؤں تک پہنچنے کے لیے پگڈنڈی سے گزرنا پڑا۔ ( )

(A) طویل راستہ (B) کشادہ راستہ (C) تنگ راستہ (D) تنگ گلی

4. باپ کے ہونٹوں پر اک ہلکی سی مسکان آئی۔ ( )

(A) تھرتھراہٹ (B) تبسم (C) گھبراہٹ (D) چرچراہٹ

5. باپ نے بیٹے کے کان میں ہولے سے کہا۔ ( )

(A) چلا کر (B) آہستہ (C) زور (D) ہنستے ہوے

ب) ذیل میں دیئے گئے جمع کے واحد نظم سے تلاش کر کے لکھیے۔

پگڈنڈیاں :--------- نیندیں : --------- پرندے :--------- چیزیں :---------

یادیں : --------- جھولے :--------- آنکھیں :--------- انگلیاں : ---------

بانہیں :--------- بچے :---------

و) ذیل کے جملوں میں خط کشیدہ الفاظ کی جمع لکھ کر ان سے جملے بنائیے۔

نمبر شمار	جملے	جمع	جملے
(1)	ہمارے ملک کا نام ہندوستان ہے۔		
(2)	مظلوم کی دعا قبول ہوتی ہے۔		
(3)	نظیر اکبرآبادی نے بہترین نظم لکھی۔		
(4)	وقت بڑی قیمتی چیز ہے۔		
(5)	یہ قواعد کی کتاب ہے۔		

ھ) مثال کے مطابق ذیل میں دیئے گئے الفاظ سے مزید نئے الفاظ بنائیے۔

مثال : چارہ چارہ گر چارہ گری

(1) جلوہ :..... .....

(2) جادو :..... .....

(3) بازی :..... .....

(4) سودا :..... .....

قواعد

الف) ان الفاظ پر غور کیجئے۔

☆ شریف لڑکا ☆ کالا آدمی ☆ ٹھنڈا پانی ☆ گرم چائے

اوپر کی مثالوں میں لڑکے کو شریف، آدمی کو کالا، پانی کو ٹھنڈا اور چائے کو گرم کے ساتھ وصف بیان کرنے کے لئے جوڑا گیا ہے یعنی شریف، کالا، ٹھنڈا اور گرم یہ تمام الفاظ ''صفات'' ہیں۔ لڑکا، آدمی، پانی اور چائے یہ تمام الفاظ ''موصوف'' ہیں۔

مرکب توصیفی: جو مرکب صفت اور موصوف سے مل کر بنے اس کو مرکب توصیفی کہتے ہیں۔

مشق-1 ان الفاظ میں سے موصوف اور صفت کی نشاندہی کیجئے۔

	موصوف	صفت
.1 نیا قلم	( )	( )
.2 گول گھڑا	( )	( )
.3 سفید کاغذ	( )	( )
.4 پرانی کرسی	( )	( )
.5 موٹی لڑکی	( )	( )

مشق-2 خالی جگہوں کو دیے گئے صفات سے پر کیجیے۔

نئ، قدیم، شریر، بڑا، میلے

1. ہمارے گھر کے پاس _____ میدان ہے۔
2. یہ ہمارے پڑوسی کے _____ بچے ہیں۔
3. ہم شہر کی سب سے _____ عمارت کے سامنے ہیں۔
4. اکبر _____ کپڑے دھو رہا ہے۔
5. راشد کے پاس _____ کار ہے۔

ب) ذیل کے جملوں پر غور کیجئے۔

☆ زاہد کی کتاب ☆ راحیلہ کی لڑکی ☆ مزدور کی بانسری ☆ حامد کے کپڑے

ان جملوں میں خط کشیدہ الفاظ کتاب، لڑکی، بانسری اور کپڑے کا تعلق یا ملکیت زاہد، راحیلہ، مزدور اور حامد سے ظاہر ہو رہا ہے۔ ایسا تعلق یا ملکیت جو دو اسموں یا اسم، ضمیر کے درمیان واقع ہو ''اضافت'' کہلاتا ہے۔ اور جس کے ساتھ تعلق ظاہر کیا جائے اسے ''مضاف الیہ'' اور جس کا تعلق ظاہر کیا جائے اسے ''مضاف الیہ'' کہتے ہیں۔ اوپر کی مثالوں میں زاہد، راحیلہ، مزدور اور حامد ''مضاف الیہ'' ہیں جبکہ کتاب، لڑکی، بانسری اور کپڑے ''مضاف'' ہیں۔

اسم کا تعلق دوسرے اسم، صفت یا فعل سے جوڑنے کو ''مرکب اضافی'' کہتے ہیں۔ (مضاف اور مضاف الیہ کے مجموعہ کو ''مرکب اضافی'' کہتے ہیں۔)

مشق-3 مندرجہ ذیل مرکب الفاظ میں مرکب اضافی کی شناخت کر کے قوسین میں لکھئے۔

❖ محنت کش	( )	v احمد کی بلی	( )
❖ کشمیر کی وادی	( )	❖ مزدور کی عظمت	( )
❖ اللہ کی قدرت	( )	❖ طوفان کی لہر	( )
❖ مشہور عمارت	( )	❖ شادی کا گھر	( )
❖ تبادلۂ خیال	( )	❖ گلبدن	( )
❖ گلاب کا پھول	( )	❖ سنہری کرن	( )

مشق-4 **خالی جگہوں میں مناسب موصوف لکھ کر جملے مکمل کیجیے**

(1) ہندستان بہت ہی خوب صورت _____ ہے۔

(2) ہندستان کا بہادر _____ جارہا ہے۔

(3) لال قلعہ ایک مضبوط _____ ہے۔

(4) اونچا _____ ہمارے ملک کی فصیل بنا کھڑا ہے۔

(5) گاؤں میں ہر طرف لہلہاتے _____ نظر آرہے تھے۔

(6) اردو بہت میٹھی _____ ہے۔

مشق-5 **ان مرکب الفاظ میں مضاف اور مضاف الیہ کی نشاندہی کیجیے اور قوسین میں لکھیے۔**

	مرکب الفاظ		مضاف		مضاف الیہ
(1)	اللہ کے بندے	(		)	( )
(2)	جوانی کی عبادت	(		)	( )
(3)	ہندستان کا بادشاہ	(		)	( )
(4)	پھول کی خوشبو	(		)	( )
(5)	جہانگیر کا انصاف	(		)	( )
(6)	رانی کے زیور	(		)	( )

II. سمجھنا اور اظہار خیال کرنا

الف) **ذیل میں دیئے گئے متن کو پڑھ کر سوالوں کے جواب دیجئے۔**

اپنی ذمہ داری کا احساس اکثر ہمیں تنگ ظرفیوں کا زبردست مصلح بنا دیتا ہے۔فرض کیجیے کہ ایک اخبار نویس اپنے گوشۂ عافیت میں بیٹھا ہوا وزرا کو کمال آزادی اور بے باکی سے اپنے تازیانہ قلم کا نشانہ بنا دیتا ہے۔لیکن ایک دن ایسا موقع آتا ہے کہ وہ خود مجلس وزرا میں شریک ہوتا ہے۔اس وقت اس کی تحریر میں ایک دل پذیر متانت کا رنگ پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ ذمہ داری کا احساس ہے۔ایک نوجوان عالم شباب میں کتنا لاپرواہ ہوتا ہے۔والدین اسے مایوسانہ انداز سے دیکھتے ہیں۔اسے ننگ خاندان سمجھتے ہیں۔مگر والدین کے انتقال کے بعد یہ ننگ خاندان بھی کتنا سلامت رو اور محتاط ہو جاتا ہے۔ یہ ذمہ داری کا احساس ہے۔ یہ احساس ہماری نگاہوں کو وسیع کر دیتا ہے مگر زبانوں کو محدود۔

1. اپنی ذمہ داری کا احساس ہم میں کیا تبدیلی لاتا ہے؟
2. کسی اخبار نویس کی تحریر میں سنجیدگی کب پیدا ہوتی ہے؟
3. اخبار نویس کب لوگوں کو اپنے قلم کا نشانہ بناتا ہے؟
4. والدین اپنی اولاد کو باعث ذلت کب سمجھتے ہیں؟
5. اس متن کے لیے عنوان تجویز کیجئے۔

III. اظہار مافی الضمیر/تخلیقی اظہار

خود لکھنا

الف) ذیل کے سوالوں کے جواب چار تا پانچ جملوں میں لکھیے۔

1. سبق ''میلے'' کے ذریعے شاعر نے کس بات کو بتانے کا پیغام دینے کی کوشش کی ہے؟
2. ''وقت بھی ایک پرندہ ہے''؟ شاعر نے ایسا کیوں کہا ہے؟ وضاحت کیجیے۔
3. میلے میں باپ کو چیزوں کے بارے میں سمجھانے کی ضرورت بیٹے کو کیوں پیش آئی؟
4. جاوید اختر کی شاعری کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں لکھیے؟

ب) حسب ذیل سوالات کے جواب 10 تا 12 جملوں میں لکھیے۔

1. آزاد نظم ''میلے'' کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھیے۔

IV. تخلیقی اظہار/توصیف

1. میلے کی نمایاں خصوصیات کو ظاہر کرتے ہوئے ایک اشتہار تیار کیجیے۔
2. میلے میں گھومتے ہوئے ایک چھوٹا سا بچہ گم ہو گیا۔ احمد نے اس بچے کو بحفاظت اس کے ماں باپ تک پہنچایا۔ احمد کی توصیف بیان کرتے ہوئے ایک اخباری رپورٹ تیار کیجئے۔

شعری انتخاب

تو قیر کرو اس کی جو لمحہ میسر ہے
جو وقت پہ ہو جائے بس کام وہ بہتر ہے

میں کن استعدادوں کا حامل ہوا (خود کی جانچ)

1, دیئے گئے الفاظ کے معنیٰ کی نشاندہی کرسکتا ہوں/سکتی ہوں۔ ہاں / نہیں
2, دیئے گئے جمع کی واحد لکھ سکتا ہوں/سکتی ہوں۔ ہاں / نہیں
3. جملوں میں دیئے گئے واحد الفاظ کی جمع لکھ کر ان کو جملوں میں استعمال کرسکتا ہوں/سکتی ہوں۔ ہاں / نہیں
4. دیئے گئے مصرعوں کے خالی جگہوں کو موزوں لفظ سے پر کرسکتا ہوں/سکتی ہوں۔ ہاں / نہیں
5. مرکب اضافی و توصیفی کی شناخت کرسکتا ہوں/سکتی ہوں۔ ہاں / نہیں
6. دیگر شعرا کی آزاد نظمیں پڑھ کر سمجھ سکتا ہوں/سکتی ہوں۔ ہاں / نہیں
7. نظم پڑھ کر معروضی سولات کے جواب منتخب کرسکتا ہوں/سکتی ہوں۔ ہاں / نہیں
8. سوالوں کے جواب تجزیاتی طور پر لکھ سکتا ہوں/سکتی ہوں۔ ہاں / نہیں
9. نظم کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھ سکتا ہوں/سکتی ہوں۔ ہاں / نہیں
10. نظم کا مطلب/خلاصہ کی بنیاد پر کہانی لکھ سکتا ہوں/سکتی ہوں۔ ہاں / نہیں
11. ہدایت کے مطابق اشتہارات تیار کرسکتا ہوں/سکتی ہوں۔ ہاں / نہیں

فرہنگ

الفاظ	۔	معنی
تھامنا	۔	ہاتھ سے پکڑنا
پہلے پہل	۔	شروع میں ، ابتدا میں
بھولی بھالی	۔	پیاری پیاری
نٹ	۔	وہ لوگ جو ڈھول بجا کر اور رسی پر چڑھ کر کرتب دکھاتے ہیں۔
بازی گر	۔	تماشا دکھانے والا ، شعبدہ باز
جادوگر	۔	جادو کرنے والا ، سیانا
بانہہ	۔	بازو ، کنایتاً وسیلہ
بن پایا	۔	سمجھ میں آیا ' ہوسکا
پگڈنڈی	۔	تنگ راستہ ' وہ راستہ جو لوگوں کے پیدل چلنے سے بن جاتا ہے۔
مسکان	۔	تبسم
ہولے	۔	آہستہ

14 ہمارے مستقبل کا ماحول

محمد یوسف مڑکی

حصول طلب استعدادیں۔اکتسابی نتائج

اس سبق کی تکمیل کے بعد آپ حسب ذیل استعدادوں میں اکتسابی نتائج حاصل کر پاسکتے ہیں۔

I. زبان شناسی

الف) **لفظیات:** دیئے گئے الفاظ کی ضد لکھ سکتے ہیں اور الفاظ کو جملوں میں استعمال کر سکتے ہیں۔

ب) **قواعد:** جملے کے اقسام سے واقف ہو سکتے ہیں۔

II. سمجھنا اظہار خیال کرنا

الف) نئے سائنسی ایجادات کے استعمال پر اظہار خیال کر سکتے ہیں۔

ب) ماحول کے تحفظ کے لیے کئے جانے والے اقدامات پر اظہار خیال کر سکتے ہیں۔

III. اظہار مافی الضمیر۔تخلیقی اظہار

الف) سبق سے متعلق سوالوں کے جواب اپنے الفاظ میں لکھ سکتے ہیں۔

ب) انسانی محرکات سے زمین اور ماحول کو ہونے والے نقصانات پر اظہار خیال کر سکتے ہیں۔

ج) مصنف کے تعلق سے لکھ سکتے ہیں۔

د) آلودگی کے تدارک کے لیے شعور بیداری پوسٹر تیار کر سکتے ہیں۔

طلباء کے لیے ہدایات

- سبق کا مطالعہ کیجئے۔جن الفاظ کے معنی آپ نہ جانتے ہوں ان کے نیچے خط کھینچئے۔
- خط کشیدہ الفاظ کے معنی کتاب کی فرہنگ یا لغت دیکھ کر معلوم کیجیے۔
- سبق کو دوبارہ پڑھ کر سمجھنے کی کوشش کیجیے۔
- اس سبق کے جو امور آپ کی سمجھ میں نہ آئے ہوں ان کے بارے میں آپ کے قرب وجوار میں موجود کسی معلم یا کسی تعلیمی مرکز کے معلم سے گفتگو کر کے معلومات حاصل کیجیے۔
- باکس میں دیئے گئے سوالات کے جواب سبق کا بغور مطالعہ کر کے لکھیے۔

سبق کی تمہید

سبق ''ہمارے مستقبل کا ماحول'' نثری صنف 'مضمون' سے تعلق رکھتا ہے۔ مضمون سے مراد کسی خاص موضوع پر لکھی جانے والی تحریر یا عبارت ہے۔ یہ نثر لکھنے کا ایسا انداز ہے جس میں ربط و تسلسل کے ساتھ دلچسپ انداز میں کسی عنوان کے تحت درکار مواد فراہم کیا جاتا ہے یعنی اپنے خیالات ، جذبات، معلومات کو بیان کیا جاتا ہے۔ مضامین کی مختلف قسمیں پائی جاتی ہیں۔ جن میں علمی مضامین، تاریخی و سماجی مضامین، مذہبی اور اخلاقی مضامین، سائنس اور ٹکنالوجی کے مضامین وغیرہ شامل ہیں۔ یہ سبق ''ہمارے مستقبل کا ماحول'' محمد یوسف مڑکی کا تحریر کردہ ہے۔ جس کو ان کی کتاب 'انسان، سماج اور ماحول' سے لیا گیا ہے۔

سبق کا پس منظر/مقصد

زمین اور اس کا فطری ماحول بنی نوع انسانی اور زمین پر بسنے والے تمام مخلوقات کی بقاء و ترقی کے لیے انمول قدرتی سرمایہ ہے۔ جس کی حفاظت کرنا ہم سب کی ذمہ داری ہے۔ لیکن افسوس کی بات ہے کہ لالچ اور ہوس کے شکار انسان مادی ترقی کے حصول کے لیے اپنی سرگرمیوں سے زمین اور فطری ماحول کو نا قابل تلافی نقصان پہنچا رہے ہیں۔ اس لیے فطری ماحول کا تحفظ موجود دور میں ایک انتہائی اہم موضوع بن گیا ہے۔ محمد یوسف مڑکی نے فطری ماحول کے تحفظ اور ترقی کے موضوع کو بنیاد بناتے ہوئے یہ مضمون تحریر کیا ہے۔ آلودگی سے بچاؤ، فطری ماحول اور ترقی کے حصول میں توازن پیدا کرنے کا شعور بیدار کرنا اس سبق کی تدریس کا مقصد ہے۔

مصنف کا تعارف



ولادت:
12/اکٹوبر 1956ء
ہبلی، کرناٹک

وفات:
25/ڈسمبر 2018ء
بنجارہ ہلز، حیدرآباد

محمد یوسف مڑکی حیدرآباد کے ممتاز قلمکار تھے۔ وہ اپنے سائنسی مضامین کے باعث ادبی دنیا میں مشہور تھے۔ محمد یوسف مڑکی کی پیدائش 12/اکٹوبر 1956ء کو ہبلی (کرناٹک) میں ہوئی۔ ان کی ابتدائی تعلیم ہبلی میں ہوئی۔ انہوں نے بی ایس سی کے بعد ایم اے کیا۔ ساوتھ سنٹرل ریلوے کے انجینئرنگ ڈپارٹمنٹ میں انہوں نے جونیر انجینئر کے طور پر خدمات انجام دیں۔ وہ کئی ادبی اور علمی سرگرمیوں سے وابستہ تھے۔ ان کے مطالعے کی بنیادی موضوعات سائنس اور ٹکنالوجی اور طب تھے۔ سائنس کے تقریباً ہر شعبے میں ہونے والی جدید تحقیقات پر ان کی نظر تھی۔ انگریزی زبان سے سائنسی اور طبی مضامین کے اردو ترجمہ بالخصوص جدید طبی اصطلاحات کے ترجمہ میں انہیں کافی مہارت حاصل تھی۔ سائنس، طب نبویؐ اور حفظان صحت کے مضامین پر انہیں کمال حاصل تھا۔ انہوں نے کتاب ''سائنس، انسان اور ماحول'' بھی تحریر کی تھی۔ جس پر انہیں 1992ء میں آندھرا پردیش اردو اکیڈمی کی جانب سے انعام اول حاصل ہوا تھا۔ روزنامہ منصف (حیدرآباد) کے سائنسی و طبی سپلمنٹ کی ادارت کی ذمہ داری انہوں نے 1997ء سے 2005ء تک نبھائی۔ اس کے بعد 2005ء سے 2020ء تک وہ روزنامہ اعتماد (حیدرآباد) کے سائنس، صحت و ٹکنالوجی سپلیمنٹ کے انچارج رہے۔ 25/ڈسمبر 2018ء کو حیدرآباد میں ان کا انتقال ہوا۔

I



آج کے اس جدید سائنسی دور میں جب ہم سائنسی و تکنیکی ترقیات کا بغور جائزہ لیتے ہیں اور اس کرۂ ارض پر انسان کے مستقبل کے ماحول کے متعلق ایک اندازہ قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو ہم بیک وقت دو طرح کے احساسات سے دوچار ہوتے ہیں۔ ایک احساس تو ان بھیانک تباہیوں اور بربادیوں کا ہے جس کا انتظام خود انسانی ذہن کی کارگزاریوں نے کر رکھا ہے۔ انسان نے اپنی نام نہاد دفاع کی خاطر عام ہتھیار سے ہٹ کر جو نیوکلیائی ہتھیار کا ایک بڑا ذخیرہ کرلیا ہے۔ اس کے بارے میں اندازہ ہے کہ یہ خطرناک ذخیرہ کرۂ ارض کو صرف ایک بار ہی نہیں بلکہ کئی بار تباہ و برباد کرنے کی اہلیت رکھتا ہے۔ دوسرا احساس وہ ہے جس میں انسان نے تیز رفتاری سے ترقیات کی اتنی منزلیں طے کرلی ہیں کہ اتنی ترقی پچھلے کسی زمانے میں نہیں ہوسکی تھی۔ سائنس کی چھوٹی بڑی ایجادات نے انسانی زندگی کو ہر طرح کے مصائب سے دور رکھنے میں بے حد اہم رول ادا کیا ہے۔ سائنسی ترقیات کی بڑھتی ہوئی رفتار کی بنا پر مستقبل میں انسانی زندگی کے لئے ایسی ناقابل یقین سہولتیں فراہم ہوں گی کہ جن کا ہم آج تصور بھی نہیں کرسکتے۔ آج جو باتیں ہمارے سامنے افسانوی حیثیت رکھتی ہیں وہ کل ایک حقیقت کے روپ میں ہمارے سامنے آنے لگیں گی۔

مشینیں آج شہری ہی نہیں بلکہ دیہی زندگی میں بھی داخل ہوچکی ہیں۔ مستقبل میں دیہی ماحول میں ان مشینوں کی نفوذ پذیری بہت حد تک بڑھ جائے گی۔ یہ مشینیں انسان کی محنت کو کم کرنے کے لئے ہی نہیں بلکہ انسانی محنت کے بالکلیہ بدل کے طور پر بھی مستعمل ہونے لگیں گی۔ مثلاً ایک کسان جو آج اپنے کھیت میں دس مزدوروں کو کام پر لگاتا ہے وہ کل صرف ایک مزدور اور بقیہ نو کی جگہ اپنی مشینوں کو کام پر لگا کر نسبتاً کم وقت میں اپنے کاموں کی کم تر وقت میں تکمیل کرسکتا ہے۔ اسی طرح شہری زندگی میں دفتروں میں استعمال کیے جانے والے الکٹرانکس کے استعمال کی مثال لی جاسکتی ہے۔ ایک الکٹرانی کمپیوٹر کسی دفتر میں کام کرنے والے دس بیس نہیں بلکہ سینکڑوں کلرکوں، محاسبوں اور مددگار عملہ کا بدل ثابت ہوگا۔ فی زمانہ ہی ترقی یافتہ ممالک کمپیوٹر کو ہر ممکن میدان میں استعمال کرتے ہوئے ترقی کی طرف اس طرح گامزن ہیں کہ مستقبل قریب میں کئی ناممکن



باتیں میں ممکنات میں شامل ہوجائیں گی۔ایسی باتیں بھی سامنے آئیں گی ن کوآج سے ایک سوسال پہلے کے انسان کے سامنے کہی جاتیں تو وہ ایسی باتوں کو دیوانگی پرمحمول کرتااورکسی پاگل کی بڑ سے زیادہ نہ سمجھتا۔

طبی میدانوں میں بھی انسان نے قابل تعریف پیش رفت کی ہے۔ ہرقسم کی بیماریوں سے نجات پانے کی بہترین کوششوں کے ساتھ ساتھ تحقیق کی راہوں میں حیرت انگیز کارنامے انجام دیئے جانے لگے ہیں۔اس کے علاوہ ممکن ہے کہ ایسے اینٹی باڈیز (Antibodies) کوبھی تیارکرلیا جائے جوخاص خاص بیماریوں کے تدارک میں کارآمد ثابت ہوسکتے ہیں۔ایسے جرثومے بھی پیدا کرنے لگیں گے جوانسانی جسم میں انسولین کی کثیر مقدار پیدا کرنے لگیں گے۔نت نئے ہارمون بھی تیار کئے جاسکتے ہیں اورممکن ہے کہ ایسے وائرس بھی تیار کئے جانے لگیں گے جوکینسرکوختم کرنے میں یااس کے تدارک میں کامیابی سے مستعمل ہوسکیں گے۔

موجودہ دور میں انجینئر نگ وٹکنالوجی نے اتنی ترقی کرلی ہے کہ وہ تیزترین تصوراتی رفتار سے معیاری تعمیراتی کام انجام دینے کی اہل ہے۔مستقبل میں اس سے ایسی توقعات وابستہ کرنا غلط نہ ہوگا کہ ساری نوع انسانی کومکانات مہیا کرنے کے پراجکٹ کےتحت عصری جدیدٹکنالوجی کےاستعمال سےایک دن میں پورا ایک شہرتعمیر کیا جاسکے گا۔

آپ نے کیا سمجھا؟

1. نیوکلیائی ہتھیار کیوں خطرناک سمجھے جاتے ہیں؟
2. سائنسی ایجادات کے کیا فائدے ہیں؟
3. مستقبل میں سائنس اورٹکنالوجی کی ترقی طبی میدان میں کیا کارنامے انجام دے سکتی ہے؟

II



یہ تو تھا ترقی کا ایک رخ۔اب آیئے یہ دیکھیں کہ انسان اپنے زندگی کے ضامن ماحول کو خود کس طرح نقصان پہنچاتا جارہا ہے ۔ قدرت کی طرف سے زمین پر مہیا کردہ ماحول کا جب ہم بغور مطالعہ کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ ماحول کا ہر ہر جز انسانی زندگی کو صحیح طرز پر چلانے کے لئے اپنا اپنا کام کررہا ہے اور اگر انسان نے اپنی اندھا دھند کاروائیوں کی وجہ سے ان راحتوں کو زحمتوں میں تبدیل کرنا شروع کردیا ہے تو اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ انسان خود اپنی تباہیوں کے سامان کررہا ہے۔

ایک زمانہ تھا جب دریاؤں اور تالابوں کو شہروں کی خوش قسمتی سمجھا جاتا تھا۔صاف پانی کے یہ ذرائع اپنے اطراف رہنے بسنے والے انسانوں کی صحت مند زندگی کے ضامن ہوتے ہیں۔لیکن آبادی کے اضافہ نے جہاں دیگر مسائل کھڑے کردیئے ہیں وہیں گندگی، کچرے اور کوڑے کرکٹ میں آبادی کے تناسب سے اضافہ کا مسئلہ بھی پیدا کردیا ہے۔آج کی سہل پسند فیشن ایبل سوسائٹی نے شہر کے قریب یا درمیان سے گزرنے والی دریاؤں کو گندگی اور کچرے سے چھٹکارہ پانے کے سب سے سستے اور آسان ذریعہ کے طور پر استعمال کرنا شروع کردیا ہے۔نالیوں اور بدروؤں کو لے جاکر اس طرح تالابوں اور دریاؤں میں چھوڑ دیا جاتا ہے گویا یہ سبھی سای مقصد کے لیے بنے ہوئے ہیں۔اس طرح کے غیر صحت مندانہ اعمال کو روکنے کی سخت ضرورت ہے۔ ورنہ مستقبل میں ایسے پانی کے ذرائع صحت اور زندگی کے بجائے بیماریوں کو پھیلانے کا باعث بن جائیں گے۔



ماحول کی کیمیائی آلودگی ایک بہت بڑا خطرہ ہے۔کوئلہ کے دھویں کے علاوہ موٹروں میں ڈیزل اور گیسولین کے احتراق سے نکلنے والا دھواں صحت کے لئے انتہائی مضر ہوتا ہے۔مختلف اشیاء تیار کرنے والی ملیں، پاور پلانٹس، گلاس بنانے والی فیاکٹریاں، کھاد اور سمنٹ کے کارخانے اور چونے کی بھٹیوں سے لے کر پٹرولیم کے کارخانے وغیرہ جیسی کارآمد صنعتیں فضائی آلودگی کا سبب بنتی ہیں۔ یہ سبھی فضا میں کاربن ڈائی آکسائیڈ ،سلفر ڈائی آکسائیڈ ، نائٹروجن کے آکسائیڈ اور کاربن مونو آکسائیڈ جیسی نقصان رساں گیسوں کے علاوہ سیسہ، پارہ، کیڈمیم اور تانبہ جیسی دھاتوں کے مضر صحت ذرّات بھی ماحول میں بکھیر دیتی ہیں۔ان میں سیسہ (Lead) شدید زہریلے اثرات کا حامل ہوتا ہے۔ جب بارش کے پانی میں یہ گیسیں اور ذرّات مل جاتے ہیں تو یہ اس پانی کے ساتھ بہتے ہوئے تالابوں یا پھر سمندروں میں پہنچ جاتے ہیں۔آبی ذخائر میں یہ پلانکٹون (Plankton) جیسے جرثوموں کی مدد سے مچھلیوں کے جسم میں داخل ہو جاتے ہیں جس سے وہ مچھلیاں غذا کے طور پر استعمال کے قابل نہیں رہتیں۔

کچھ اس طرح کا نقصان زراعت میں استعمال ہونے کیڑا مار دواؤں مثلاً ڈی ڈی ٹی(DDT) اور کلورینی ہائیڈروکاربن کے مرکبات کے استعمال سے ہونے لگا ہے۔ان دواؤں کے علاوہ مصنوعی کھادیں جو آج کل بھاری پیمانے پر استعمال کی جارہی ہیں، جب بارش کے پانی کے ساتھ بہتے ہوئے ندی، نالوں اور دریاؤں کے ذریعے پانی کے چشموں اور سمندروں میں داخل ہوتی ہیں تو وہاں کارآمد آبی حیوانات کے جس میں داخل ہونے کے ساتھ ساتھ بے کار اور نقصان رساں آبی پودوں کی نشو ونما میں حصہ لینے لگتی ہیں۔

عمل تنفس اور دیگر اشیاء کے جلنے سے جو کاربن ڈائی آکسائیڈ گیس فضا میں وارد ہوتی ہے اسے کام میں لانے کے لئے قدرت نے روئے زمین پر ایک عمدہ اور دلچسپ نظام قائم کر رکھا ہے۔نباتات اس گیس کو غذا کے طور پر استعمال کرنے کے علاوہ اس میں سے آکسیجن کو علاحدہ کر کے فضا میں خارج کر دیتے ہیں۔اس طرح سے پودے خود نشو ونما پاتے ہیں اور بشمول انسان کے سبھی حیوانات کے لئے ایک گراں قدر گیس، آکسیجن فراہم کرتے ہیں۔اس لحاظ سے نباتات اور حیوانات کے مابین ان کی غذا اور ان کو زندہ رکھنے والی آکسیجن گیس کا تبادلہ لگاتار عمل میں آتا رہتا ہے۔اب تک اس تبادلے میں ایک خاص توازن برقرار رہتا آیا ہے۔لیکن آبادی میں اضافہ کے علاوہ صنعت کاری میں گوناگوں ترقی نے فضا میں کاربن ڈائی آکسائیڈ گیس کی مقدار کا اس قدر اضافہ کرنا شروع کر دیا کہ مستقبل میں اس توازن کے بری طرح سے بگڑ جانے کا اندیشہ ہے۔

پھر اس پر طرّہ یہ کہ انسانوں نے رہائشی علاقے حاصل کرنے اور اپنے کارخانوں کے لئے جنگلات کو صاف کرنا شروع کر دیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ہماری زندگی کو سہارا دینے والے ان نباتات کو ہم خود ہی بتدریج ختم کرتے جارہے

ہیں۔تعمیراتی لکڑی حاصل کرنے کی غرض سے درختوں کو بھاری پیمانے پر کاٹا جارہا ہے۔اس کے علاوہ ایندھنی لکڑی کے حصول کے لئے بھی ان نفع بخش درختوں کو جڑ سے صاف کردیا جارہا ہے۔اس ضمن میں کیمیائی ایندھنوں اور جلاؤ لکڑی کی بجائے اگر بجلی کی توانائی کو استعمال کیا جائے تو اس مسئلہ سے بہت حد تک نپٹنے میں مدد مل سکتی ہے۔گوکہ ہمارے ملک کے علاوہ دیگر ممالک میں بھی شجرکاری کے پروپگنڈے کئے جارہے ہیں اور قوم کے قابل رہنما وقتاً فوقتاً اس جانب عوام کو دھیان دلا رہے ہیں۔لیکن انفرادی واجتماعی پیمانوں پر ٹھوس عملی کام سرعت کے ساتھ جب تک انجام نہیں دیا جاتا یہ مسئلہ اپنی ساری خطرناکیوں کے ساتھ مستقبل میں اپنی جگہ بدستور موجود ہے۔ایک ایسے شعور کے عام ہونے کی سخت ضرورت ہے جو صرف اپنے ہی نہیں بلکہ ساری نوع انسانی کی فلاح کی خاطر عمل پیرا ہونے کی طرف متوجہ اور راغب ہو۔

آپ نے کیا سمجھا؟

1. انسان کس طرح اپنی راحتوں کو زحمت میں تبدیل کررہا ہے؟
2. صنعتیں کس طرح ہوائی آلودگی کی ذمہ دار ہیں؟
3. ماحول میں آکسیجن اور کاربن ڈائی آکسائیڈ کا تبادلہ کس طرح ہوتا ہے؟

III

دوسری جنگ عظیم کے بعد سے اب تک دنیا کی آبادی دگنی سے زیادہ ہوگئی ہے۔اکثر ممالک میں آبادی اور قدرتی وسائل کا توازن بری طرح سے بگڑ گیا ہے۔اس کی ایک اہم وجہ ملکوں کی صنعتی ترقی سے سماجی، معاشی واقتصادی ارتقا میں ہم آہنگی کا فقدان ہے۔آبادی میں اضافہ سے جو پریشان کن مسائل اٹھ کھڑے ہوتے ہیں، وہ ہیں مناسب غذا، مکان اور روزگار کی فراہمی وغیرہ۔مستقبل میں آبادی کا مسئلہ ساری نوع انسانی کے لیے ایک مستقل دردسر بن جائے گا۔



ایک سروے کے مطابق فی الحال ساری دنیا میں 300 ملین سے زیادہ افراد بے روزگار ہیں اور اس تعداد میں سالانہ تقریباً 20 ملین کا اضافہ ہوتا جارہا ہے۔اس کے مختلف ذیلی اثرات کی وجہ سے مستقبل میں یہ صورتحال انسان کو انتشاری کیفیت سے دوچار کرنے کے لئے کافی ہے۔



اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ دیہی عوام کو جدید زرعی آلات اور زراعت کے نت نئے طریقے سکھانے کے علاوہ کارآمد مشینوں سے لیس کر کے انھیں اپنے کھیتوں ہی میں بہتر روزگار فراہم کیا جائے۔ سارے کرہ ارض پر صرف 12 فی صد کسان ہی زراعت کے جدید تیکنیکی طریقوں کو استعمال کرتے ہیں اور کسان ساری دنیا میں اگنے والے اناج کا 60 فیصد سے زیادہ حصہ اگاتے ہیں۔ ٹیکنالوجی کا استعمال تو بے شک عالمی پیمانے پر ہونے لگا ہے مگر اس کے متوازی طور پر ایسی سماجی و اقتصادی تبدیلیاں عمل میں نہیں آئی ہیں جن کی بناء پر ساری دنیا جدید ٹکنالوجی کو مکمل طور پر اپنے اندر جذب کرنے کی صلاحیت پیدا کر کے صحیح معنوں میں معاشی ترقی سے ہمکنار ہو سکے۔

مستقبل میں توانائی کے حصول کا ایک اہم ذریعہ ایٹمی و نیوکلیائی وسائل کا ہوگا۔ اس ضمن میں تابکار عناصر کو استعمال کیا جاتا ہے۔ تابکار مادوں سے توانائی کے حصول کے دوران بہت سارا ناکارہ حصہ بھی حاصل ہوتا ہے۔ جن میں تابکاری کے اثرات موجود ہوتے ہیں۔ انسانی و حیوانی اجسام پر تابکاری کے بہت ہی شدید مضر اثرات ثبت ہوتے ہیں۔ لہٰذا ماحول کی آلودگی کے سلسلے میں تابکاری سے ہونے والی آلودگی کو بھیانک کہا جا سکتا ہے۔ اس زمانے ہی میں ایسے ناکارہ مادوں سے چھٹکارہ حاصل کرنے مسئلہ پیچیدہ بن چکا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ سائنس و ٹکنالوجی کی ترقیات اس مسئلہ کا مستقبل میں کس طرح حل تلاش کر لیتی ہیں۔

ترقی یافتہ ممالک نے شہریوں کے کچرے اور کوڑے کرکٹ کے علاوہ ناکارہ اور نقصان رساں کیمیائی مادوں کو سمندروں میں پھینکنا شروع کر دیا ہے۔ معدنی تیل بردار سمندری جہاز جب حادثات کا شکار ہو جاتے ہیں تو ان تیلوں کا ایک بڑا ذخیرہ سمندری پانی میں پھیل جاتا ہے۔ اس آلودگی سے سمندری حیوانات اور مچھلیوں کی زندگی خطرات سے دوچار ہونے لگی ہے۔

آپ نے کیا سمجھا؟

1. زراعت میں روزگار کے مواقع کس طرح بڑھائے جا سکتے ہیں؟
2. تابکاری عناصر کس طرح مضر صحت ہیں؟
3. سمندری حیوانات اور مچھلیوں کی زندگی کو کس طرح کے خطرات لاحق ہیں؟

آیئے لسانی استعدادیں حاصل کریں

I. زبان شناسی

لفظیات

(A) مندرجہ ذیل الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجئے۔

● انتشار ● نقصان رساں ● مضر صحت ● سہل پسند ● محمول

(B) سبق میں چند سائنسی اصطلاحات دی گئی ہیں انہیں ڈھونڈ نکالیے اور ان کے معنی لکھیے۔

مثال: ● کلورینی پانی ● ایسا پانی جس میں کلورین کو شامل کیا گیا ہو

(C) ذیل میں دیئے گئے جملوں میں خط کشیدہ الفاظ کی ضد لکھیے۔

1. آدمی رفتہ رفتہ ترقی کرتا گیا۔
2. ماحولیاتی آلودگی کرہ ارض پر موجود حیات کے لیے ایک بڑا خطرہ بنتا جا رہا ہے۔
3. آلودہ مچھلیاں قابل استعمال نہیں رہتیں۔
4. زراعت میں نت نئی کارآمد مشینوں سے کام لیا جا رہا ہے۔
5. سائنسی ترقیات کا مستقبل روشن ہے۔

قواعد

محاورے

ذیل کے جملوں کو پڑھیے۔

- بچپن کے ساتھی سے اچانک ملاقات ہوئی تو دل باغ باغ ہو گیا۔
- برسوں بعد اپنوں سے مل کر آنکھیں بھر آئیں۔

ان جملوں میں خط کشیدہ الفاظ ''دل باغ باغ ہونا اور آنکھیں بھر آنا'' کے معنی بہت خوش ہونا اور رنجیدہ ہونا ہیں۔

محاورہ دو یا دو سے زیادہ الفاظ کا مجموعہ ہوتا ہے۔ان میں سے جب کوئی لفظ اپنے حقیقی معنی کے بجائے مرادی معنی میں استعمال ہوتا ہے تو اسے محاورہ کہتے ہیں۔

اکثر محاورے ایک اسم اور ایک مصدر سے مل کر بنتے ہیں۔

مندرجہ ذیل الفاظ پر غور کیجئے ان سے مصدر اور اسم علٰحدہ کیجئے۔

مشق:

1. اُلّو بنانا
2. خاک میں ملانا
3. غم کھانا
4. بغلیں بجانا
5. دل بیٹھنا
6. جان پر کھیلنا
7. کافور ہوجانا
8. جان میں جان آنا
9. نچھاور کرنا
10. زیروزبر کرنا

ضرب الامثال (کہاوتیں)

مندرجہ ذیل الفاظ کو پڑھیے۔

- ٹیڑھی کھیر
- لال بجھکڑ
- لیموں نچوڑ
- یک نہ شد دو شد
- ایک کہو نہ دس سنو
- جلدی کا کام شیطان کا

❖ ٹیڑھی کھیر کے معنی مشکل کام کے ہیں۔کہتے ہیں کہ ایک نابینا شخص سے کسی نے پوچھا ''حافظ جی! کھیر کھاؤ گے''

❖ نابینا نے سوال کیا ''کھیر کیسی ہوتی ہے؟''

❖ اس شخص نے کہا ''سفید''

❖ نابینا سے پوچھا ''سفید کیسی؟''

❖ اس نے کہا ''جیسے بگلا''

❖ نابینا کے اب بھی سمجھ میں نہ آیا۔پھر سوال کیا ''بگلا کیسا ہوتا ہے؟''

- اس شخص نے ہاتھ ٹیڑھا کر کے بگلے کی شکل بنائی اور کہا ''ایسا''
- نابینا نے اس شخص کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ سے ٹٹول کر کہا ''یہ تو بڑی ٹیڑھی کھیر ہے، ہم سے نہیں کھائی جائے گی۔''
- جب کوئی کام مشکل معلوم ہو تو لوگ کہتے ہیں ''یہ تو بڑی ٹیڑھی کھیر ہے۔''

تعریف

کسی زبان کا ایسا جملہ، قول یا فقرہ ضرب المثل کہلاتا ہے جس سے انسانی زندگی کے طویل مشاہدات، تجربات اور دانش مندی کی عکاسی ہوتی ہو اور جسے لوگ اپنی زندگی میں ایک اصول یا حقیقت کے طور پر قبول کر لیتے ہیں، کہاوت یا ضرب المثل کہا جاتا ہے۔

II. سمجھنا اور اظہار خیال کرنا

مشق:

الف) اپنی درسی کتاب سے کوئی دس ضرب الامثال تلاش کر کے لکھئے۔

ب) حسب ذیل ضرب الامثال (کہاوتوں) کو قوسین میں دیے گیے موزوں الفاظ سے پر کیجئے۔ اور ان کے جملے بنائیے۔

1. جیسی کرنا _____ بھرنی۔ (ایسی/کیسی/ویسی)
2. ناچ نہ آئے _____ ٹیڑھا۔ (آنگن/گھر/برتن)
3. آج کا کام _____ پر نہ ٹال۔ (صبح/شام/کل)
4. سر منڈھاتے ہی _____ پڑے۔ (اولے/گولے/پتھر)
5. اونچی _____ پھیکا پکوان۔ (مکان/دوکان/ہوٹل)
6. ایک انار _____ بیمار۔ (دس/بیس/سو)
7. بندر کیا جانے _____ کا سواد۔ (ادرک/لہسن/لیمو)
8. کوّا چلا _____ کی چال۔ (مور/لومڑی/ہنس)

II. سمجھنا اور اظہار خیال کرنا

(الف) ذیل کی عبارت پڑھ کر سوالوں کے مناسب جواب لکھیے۔

آج لاکھوں کی تعداد میں روبوٹ دنیا کے مختلف ملکوں مثلاً امریکہ، برطانیہ، جرمنی، جاپان وغیرہ میں موجود ہیں۔ زیادہ درجہ حرارت پر گاڑیوں کو رنگ و روغن کرنا، کٹائی کرنا، پالش کرنا، سامان اتارنا چڑھانا، آگ بجھانا، عمارتوں میں اونچائی تک پہنچ کر کام انجام دینا، آپریشن کرنا، گھر کی حفاظت کرنا اور اطلاع دینا جیسے کئی طرح کے کام روبوٹ انجام دے رہے ہیں۔ لیکن یہ روبوٹ جس خاص کام کے لیے بنائے جاتے ہیں وہ وہی کام کر پاتے ہیں۔ اس طرح کے روبوٹ صرف حکم پر عمل کرتے ہیں۔ وہ گونگے، بہرے اور اندھے ہوتے ہوئے تکنیک کی مدد سے کام کرتے ہیں۔ کسی چیز کو اٹھاتے وقت ان کے ہاتھ سے اگر وہ چیز گر جائے تو وہ پھر اسے اٹھا نہیں سکتے۔ لیکن اب ایسے روبوٹ بن گئے ہیں جو حالات کے مطابق فیصلہ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

خوب سے خوب تر کی تلاش انسان کی فطرت میں شامل ہے۔ چنانچہ سائنس داں روبوٹ کی ساخت اور افعال میں تبدیلی کرتے رہے جس کے نتیجے میں مختلف قسم کے روبوٹ وجود میں آئے۔ مثلاً انڈسٹریل روبوٹ، میڈیکل روبوٹ، مریض کی تیمارداری کرنے والے روبوٹ، ڈرون روبوٹ، ملٹری روبوٹ، نیوز روبوٹ اور مائیکروسکوپ روبوٹ۔ ملٹری روبوٹ مختلف قسم کے ہتھیاروں کا استعمال کر سکتے ہیں۔ ضعیف، بیمار اور اپاہج افراد کے لیے بنائے گیا روبوٹ جس کا نام فرینڈ (Friend) رکھا گیا۔ ضرورت مند افراد کے روزمرہ کاموں میں مدد کرتا ہے۔

1. روبوٹ کی کیا خاصیت ہوتی ہے؟
2. موجودہ دور میں روبوٹ کن کاموں کو انجام دینے کے لیے استعمال ہو رہا ہے؟
3. روبوٹ کی مختلف اقسام کونسی ہیں؟
4. روبوٹ کی ایک قسم فرینڈ روبوٹ کیوں کہلاتی ہے؟

(ب) ذیل کے اشعار پڑھیے اور سوالوں کے درست جواب کی تلاش کر کے قوسین میں درج کیجیے۔

نظر کو لبھاتے ہیں پودوں کے منظر — حسین اور نازک ہیں پھولوں کے پیکر
ثمر ان کے بنتے ہیں سب کی غذائیں — یہ بنتے ہیں بیماریوں کی دوائیں
ہمیں ملتی ہے پودوں سے آکسیجن — اگاؤ انہیں دوستو آنگن آنگن
ہر ایک پودا خارج کرے آبی ذرے — تنفس میں یہ کاربن جذب کرے
حسین اور دل کش ہے پودوں کی دنیا — کرو روز بچو تم ان کا نظارہ
انہیں سے ہے قریوں میں لوگوں کو راحت — کہ پودوں سے شہروں کی بڑھتی ہے زینت
یہ بات آج حافظ کی اے بچو مانو — کہ مکتب کے آنگن میں پودے اگاؤ

1. شاعر کے مطابق نظر کو بھلے لگنے والے منظر کون سے ہیں؟ ( )

A) پودوں کے منظر B) جلسہ کے منظر C) نمائش کے منظر D) کھیل کے میدان کے منظر

2. شاعر پودوں کو ہر گھر میں اگانے کے لیے کیوں کہہ رہا ہے؟ ( )

A) ان سے آکسیجن حاصل ہوتا ہے B) پتے حاصل ہوتے ہیں
C) لکڑی حاصل ہوتی ہے D) جڑ حاصل ہوتی ہے

3. پودے یہ جذب کرتے ہیں۔ ( )

A) کاربن B) آکسیجن C) آبی درے D) تنفس

4. شاعر بچوں کو کس بات کی تاکید کر رہا ہے؟ ( )

A) پھل کھانے کی B) پھول توڑنے C) اسکول میں پودے لگانے D) استاد کی بات ماننے

5. شہروں اور گاؤوں میں راحت کس سے ہے؟ ( )

A) پودوں سے B) مشینوں سے C) زراعت سے D) لوگوں سے

III. اظہار مافی الضمیر/تخلیقی اظہار

(الف) مختصر جوابی سوالات

حسب ذیل سوالوں کے جواب چار یا پانچ جملوں میں لکھئے۔

1. آپ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ کمپیوٹر دفتری کاموں میں آسانیاں پیدا کر رہا ہے؟
2. سائنسی ترقی نے کس طرح انسانی زندگی کو آسان بنایا ہے؟
3. کون کونسے سے صنعتی مادے مضر صحت ہیں؟
4. آپ یوسف مڑکی کے بارے میں کیا جانتے ہیں؟

(ب) طویل جوابی سوالات

حسب ذیل سوال کا جواب دس تا بارہ جملوں میں لکھئے۔

1. انسان اندھا دھند ترقی کی دوڑ میں کس طرح کرہ ارض کو نقصان پہنچا رہا ہے، کیسے؟ بیان کیجیے۔

IV. تخلیقی اظہار

1. آلودگی کے تدارک کے لیے شعور بیداری پر مبنی ایک پوسٹر تیار کیجئے۔
2. دیہات میں ماحول کے تحفظ کے لیے آپ کے دوست نے ایک تحریک شروع کی اور کئی مسائل کا سامنا کرتے ہوئے لوگوں میں ماحول سے متعلق شعور بیدار کیا۔ اس کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے خط لکھئے۔

میں کن استعدادوں کا حامل ہوا (خود کی جانچ)

1.	دیئے گئے الفاظ کے معنی سمجھ کر ان کو جملوں میں استعمال کر سکتا ہوں/کر سکتی ہوں۔	(ہاں/نہیں)
2.	الفاظ کی ضد لکھ سکتا ہوں/لکھ سکتی ہوں۔	(ہاں/نہیں)
3.	سبق سے متعلق سوالوں کے جواب تحریر کر سکتا ہوں/کر سکتی ہوں۔	(ہاں/نہیں)
4.	شعور بیداری پر مبنی پوسٹر تیار کر سکتا ہوں/کر سکتی ہوں۔	(ہاں/نہیں)
5.	حوصلہ افزائی کرتے ہوئے خط لکھ سکتا ہوں/لکھ سکتی ہوں۔	(ہاں/نہیں)

فرہنگ

الفاظ		معانی
احتراق	۔	جلنا، گرمی کی شدت
مضر	۔	نقصان دہ
پلانکٹون	۔	پیراک
طرہ	۔	وہ پھندنا جو پگڑی کے اوپر لگاتے ہیں، انوکھی بات، عجیب
ثبت	۔	نقش، تحریر
آلودگی	۔	گندگی، نجاست